

100

100

100

100

100

100

100

100

100

100

100

100

در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

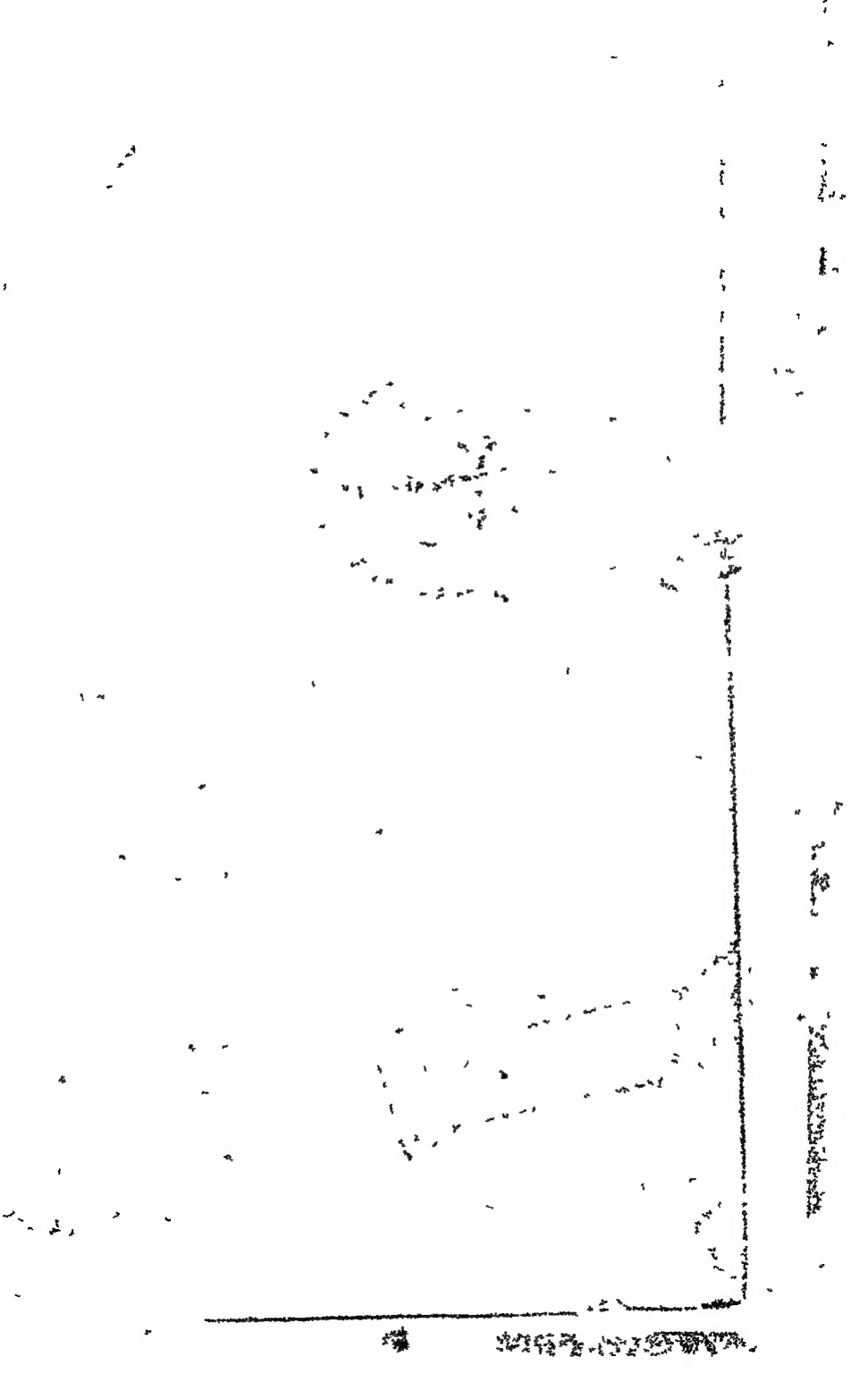
که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب

که در این کتاب که در این کتاب



نہ اے مگر کہتے ہیں کہ ہاں مگر

ہرگز نہ آجاء بختیہ کہی = ہی - شہ - شہ

بہتہ ہی، جہ اسنو کہی = خ - ہی - شہ

بہتہ ہی، جہ اسنو کہی = ہی - ہی - شہ

بہتہ ہی، جہ اسنو کہی = ہی - ہی - شہ

بہتہ ہی، جہ اسنو کہی = ہی - ہی - شہ

کہتے ہیں کہ

جہ آتہ کہتے ہیں کہ = ہی - ہی - شہ

بہتہ ہی



## دیباچہ

یہ کتاب جواب ناظرین کے ہاتھ میں ہے مروجہ مذاہب کی تفریق  
داخلات کے سبب کے متعلق برسوں کی متواتر صابرانہ تفتیش کا نتیجہ ہے  
اسکون حق کے تلاش کرینوالوں کے سامنے ایک خفیہ زبان کے اعلان  
کے ساتھ پیش کرتا ہوں جو ایک ایسی اہم دریافت ہے کہ جس سے  
مذہبی عقائد کا رنگ بدل جائیگا اور خیال کی کاپلیٹ ہو جائیگا  
فی الحقیقت کچھ لوگوں کا ایسا خیال عرصہ سے ہے کہ مذہبی کتابوں میں صرف  
طبعی قوتوں - مثل بادل - بارش - نباتات کی حرارت وغیرہ کی شاعرانہ  
بندشیں یا تصویریں (personifications) بھری ہوئی  
ہیں لیکن اس خیال سے متلاشی عقل کا اطمینان نہیں ہوتا اور اس پر عام  
طور سے اتفاق بھی نہیں ہے جو اس کے سچے ہونے کی صورت میں ہونا  
چاہیے تھا۔ تاہم محض ان کے اختلافات ہی اس بات کو واضح کر دیتے  
ہیں کہ یہ کتب تاریخی طور سے بڑے جانیے لئے نہیں لکھی جاسکتی تھیں  
اور نہ لکھی گئیں۔ جو دریافت اب ہوئی ہے وہ اس امر کو ظاہر کر دیگی  
کہ دید - قرآن - زنداویشتا - اور فی الحقیقت تمام قدیم حکامیت  
شاستر سب ایک ہی زبان میں تحریر ہیں باوجود اس اختلاف کے جو  
ان کی ظاہری الفاظ کے حروف و زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ ہم اس  
خفیہ زبان کو پکڑ سکتے ہیں تاکہ اس کا اقیانوس پر اکر ت یعنی عوام  
کی زبان اور سنسکرت یعنی عالموں کی زبان سے کیا جاسکے۔

۱۸۶۲  
 ۱۸۶۱  
 ۱۸۶۰

# مکتوبات

— مکتوبات —

۱- مکتوبات ۱۸۶۰-۱۸۶۱-۱۸۶۲  
 ۲- مکتوبات ۱۸۶۱-۱۸۶۲-۱۸۶۳  
 ۳- مکتوبات ۱۸۶۲-۱۸۶۳-۱۸۶۴  
 ۴- مکتوبات ۱۸۶۳-۱۸۶۴-۱۸۶۵  
 ۵- مکتوبات ۱۸۶۴-۱۸۶۵-۱۸۶۶  
 ۶- مکتوبات ۱۸۶۵-۱۸۶۶-۱۸۶۷  
 ۷- مکتوبات ۱۸۶۶-۱۸۶۷-۱۸۶۸  
 ۸- مکتوبات ۱۸۶۷-۱۸۶۸-۱۸۶۹  
 ۹- مکتوبات ۱۸۶۸-۱۸۶۹-۱۸۷۰  
 ۱۰- مکتوبات ۱۸۶۹-۱۸۷۰-۱۸۷۱  
 ۱۱- مکتوبات ۱۸۷۰-۱۸۷۱-۱۸۷۲  
 ۱۲- مکتوبات ۱۸۷۱-۱۸۷۲-۱۸۷۳  
 ۱۳- مکتوبات ۱۸۷۲-۱۸۷۳-۱۸۷۴  
 ۱۴- مکتوبات ۱۸۷۳-۱۸۷۴-۱۸۷۵  
 ۱۵- مکتوبات ۱۸۷۴-۱۸۷۵-۱۸۷۶  
 ۱۶- مکتوبات ۱۸۷۵-۱۸۷۶-۱۸۷۷  
 ۱۷- مکتوبات ۱۸۷۶-۱۸۷۷-۱۸۷۸  
 ۱۸- مکتوبات ۱۸۷۷-۱۸۷۸-۱۸۷۹  
 ۱۹- مکتوبات ۱۸۷۸-۱۸۷۹-۱۸۸۰  
 ۲۰- مکتوبات ۱۸۷۹-۱۸۸۰-۱۸۸۱

# فہرست مضامین

دوسرا کچھ

مقابلۃ المذہب ایک علم ہے۔ وہ مختلف مذاہب کی  
تفتیش کرتا ہے۔ مصلحت منہن رد پ ہے۔ یاد ہوا چاریم  
کی کتاب۔ مال کا سوال۔ مقابلہ کا طریقہ۔ سکی دقتیں۔  
حاصل ہونے والے نتائج۔ علمی طریقہ۔ کج و ضد سے احتیاط  
کی ضرورت۔ ذاتی توہمات سے بھی احتیاط۔ ہر شاعر پر  
بھی بہرہ رس نہیں کیا جاسکتا۔ مختلف مذاہب کے عقاید جینیت  
ویدوں کا مت۔ زردشت کا مت۔ یہودین کا دین۔  
ویدانت۔ سانکھہ۔ نیائے فیسیٹیک۔ یوگ۔ بدھ مت  
عیسائی مت۔ اسلام۔ ویدوں کے بعد کا برہمنوں کا مت۔  
چران۔ جگ۔ شاکت مت۔ اوکٹ (رموز) مت۔ روزی  
کروشین مت۔ فری میسنری۔ رادھا سوامی مت۔ شینٹو مت  
نبائی مت۔ کیر پتہ۔ داد و پتہ۔ سکھوں کا مت۔ آریہ سماج  
برہم سماج۔ دیو سماج۔ تھیوسوفی۔ تارک مت۔ کنفیوشی ان  
کامت۔ امریکہ کے مذاہب۔ چارواکیہ مت۔ اُنکے باہمی  
اتفاقات و اختلافات

دوسرا کچھ

طرز مقابلہ۔ من میں کج کا ہونا پہلی شرط۔ پیدائشی مذہب کا  
موازنہ۔ امتیاز سے حقیقت کے علم کا حاصل ناممکن۔ ذرا عظیم  
مشاہدہ۔ منطقی نتیجہ۔ شہادت۔ سائنس۔ فلسفہ۔ شاستر



اندرونی تبدیلیاں جو صحیح اعتقاد کو پیدا کرتی ہیں۔ آہستہ  
 گوشت دہم۔ گیارہ پرتماہین۔ برت۔ سنیاس۔ دہرم کے  
 دس اصلے اصول۔ صحیح اعتقاد کا عمدہ پہل۔ جین مت اور

سائینس ..... ۷۸

# چوتھا لکچر

پٹافزکس۔ مذہبی پٹافزکس۔ ہندوؤں کے  
 چہ درشن۔ ویدانت۔ فلسفہ کے اصلی اصول۔ سانکھہ و  
 ویدانت کا مقابلہ۔ ویدانت کی ملکتی۔ صوفیوں کا مت۔  
 اہل شہودیہ۔ سانکھہ۔ مثال پر مبنی ہے۔ نیاسے۔ نیاسے  
 و ویدانت کا مقابلہ۔ ویشک۔ ویشک کے پدارتھ۔  
 جوگ جین مت اور جوگ۔ سجادہا۔ پرانا نام۔ کرشمہ کی  
 قوت۔ پور و مہانہ۔ کرموں کا پہل کیسے ملتا ہے۔ اسپر جینی کی  
 رائے۔ مہا بھارت و بلدان۔ میکس مولر کا ہندو درشن نوٹ

موازنہ۔ ہندو محققین کی رائے۔ چھ مت۔ ..... ۱۱۰

# پانچواں لکچر

(الف) دیوی دیوتاؤں والے مذاہب محققین کی  
 نام کا میابی۔ اگنی آگ نہیں ہو سکتی نہ کہانا بنانیکا ہنز۔ اندر  
 بارش نہیں ہے۔ نہ سورج آفتاب ہے محققین و دیگر  
 لوگوں کی غلطی کے اسباب۔ دوز بائین دیوی دیوتاؤں والے  
 مذاہب کے شاسترون کی۔ اصل زبان پکڑ کر ت۔ جیکو لیٹ  
 دوبارہ تعبیر دید۔ کے۔ این۔ آیم۔ کی تشریح۔ ویدانگ۔  
 نزوکت۔ یو دیون کے شاستر بھی ایسے ہی تحریر ہیں۔ کہاں  
 الفاظ کے تعدادی معنی۔ نیا عہد نامہ انجیل بھی خفیہ زبان

[illegible]

خدا کا تیسرا نام "یسوع" ہے۔ اس پر اتفاق۔ خدا کے دیگر  
 نام۔ رموز کے ساتھ اس کا سوا کس۔ پرزگما۔ شہر دیو۔

ہندوؤں کی شہادت۔ ترہنکر کا درجہ کیسے حاصل  
 ہوتا ہے۔ ترہنکر کا جلال۔ متعدد خداؤں کا خیال مختلف  
 نام ہیں۔ معجزہ پر بات چہن کی دلیں مین ہیں۔ خدا کے  
 پندہ نمون کا مفہوم۔ تراخیم۔ کاشفہ کے چوبیس بزرگ۔  
 رموز کا شفعہ کی تعبیر۔ بڑے کارسوز ہیں پریش پانا۔ ششم  
 خدا باپ کیونکہ کہلاتا ہے۔ سنار کی اوتی کا خیال ہندو  
 مت میں۔ برہما۔ وشنو۔ ہیش۔ جلیش۔ تین قسم کے  
 خدا۔ سچے خدا کی وحدانیت۔ پرستش کے قابل۔ ترہنکر۔  
 افسانہ گری کے دیوی دیوتا۔ آخر الذکر کی عبادت ممنوع۔  
 ہر دشت مت کے چوبیس اہورا۔ چوبیس بدھ۔ بے بی رونا

کے چوبیس منتری خدا۔ ..... ۲۴۹

الکھوان لکچر۔ مذہب کا عملی پہلو۔ رسوم و عبادت۔ رسوم کے اجزا۔  
 دعا۔ کس سے دعا مانگے۔ کون مانگے۔ کس بات کے لئے  
 مانگے۔ کیونکر مانگے۔ دعا کی پہل دینے کی قوت۔ روزہ  
 (برست) یسوع کے معجزہ۔ دعا کا قبول ہونا۔ ہمارا ستارہ کی دعا  
 خدا اور زر کی پرستش۔ خداوند کی دعا۔ جین سامایک کے  
 اجزا۔ خدا کی بادشاہت۔ مسلمانوں کی دعا۔ بدھ مت والوں  
 کی دعا۔ گائیتری کا منتر۔ پارسیوں کی دعا۔ سامایک پاٹھ۔  
 قربانی کا اصول۔ انجیل کی تقسیم دربارہ قربانی۔ پارسی مت

11



بندہ رکشہ کے گھنکار۔ سائیس اور مذہب -  
 وحیون اور خیال و ذہن سے ترقی کرتے کرتے  
 انسان کے نمودار ہوینکا مسئلہ۔ دعا و داعی -  
 سب پرائیون کو شافعی اور محبت کا پیغام .....



جو اس کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے  
 کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

کے لئے ایک نیا ہے۔ کہ وہ اس کے

آج کی دہائیں بہ ود چاند دقیق امور فلسفہ پر بحث مباحثہ کرنے سے اتنا وابستہ نہیں ہے جتنا اس امر سے ہے کہ ایسے ظاہر مخالف مذاہب کو جیسے جین مت، ویک، مہم، چھائی، میت، اسلام، پارسی مذہب اور یہودیوں کے دین کو کیونکر ایک باہن بن کر یکے کے متفق بنوا دے۔ یہ کتنا غیبر ضروری ہے کہ اب تک اس قسم کی کوششیں ہمیں کی گئی ہیں مگر کہ زمانہ حال میں چت ناواقف یا نیم واقف اصحاب نے جو کوششیں بحث و انسانی محبت سے ان مخالف مذاہب میں سے بعض کو کھینچ کر ان کے متفق کرانے کی کوشش کی ہے۔ مگر جملہ قسم کے اعتقادوں کو محیط کرتے ہوئے یعنی پورے طور سے اس مضمون پر کبھی توجہ نہیں ہوئی ہے اور نہ انسانی خیال کی تاریخ میں کبھی اس سے پہلے مختلف مذاہب کے باہمی منسلک کے اسباب دریافت کئے گئے ہیں۔

دوبارہ ذرا یہ مقابلہ بھی ہمارے متقدمین کو یہ طریقہ پسند خاطر رہا ہے کہ مختلف مخالف مذاہب میں سے چند امور کو جن پر کہ ان کا اتفاق ہے۔ چھانٹ لیں اور ان پر زور دیں۔ اور باقی تمام ان باتوں کو جن کی نسبت ان مذاہب میں ایک دوسرے سے اختلاف ہے دبا دیں۔ مگر یہ طریقہ ہم کو پسند نہیں ہے۔ کیونکہ اختلاف ایسے دبانے سے دب سکتے ہیں۔ اور نہ کبھی قیام پذیر اتفاق ہی ممکن ہے جب تک کہ مذاہب کے اختلافات حل نہ ہو جائیں۔ پس اصل اتفاق تک پہنچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان اختلافات کی تہ تک پہنچیں تاکہ ان کے اندرونی اصول اتفاق کو (اگر کوئی ہوں) گرفت کر سکیں۔ پس ہر ایک کو سطح کے نیچے خوب گرا غوطہ لگانا ہوگا تاکہ ان اختلافات کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھ سکیں۔ اس طریق سے ہم ایک عمارت حقیقت کو اٹھائیں گے جو سب قوموں اور لوگوں کے لئے اصلی پرستش گاہ اتفاق بھی ہوگا اور جہان پر اختلافات



بلکہ خود ایک سچی پرستش کا حقیقت و اتفاق بھی بنائیں گے جو ہر زمانہ اور  
وقت کے لیے اسی درجہ قوم انسان کا ہوگا اور یہ ایک بلند اخلاقی عمارت  
ہوگی جو ہر طور پر مکمل اور اپنے ہر محکمہ میں پوری ہوگی گو کہ اس میں مزید عمارتوں  
کے لئے بھی جو موجودہ بنیادوں اور خطوط کے اوپر آئندہ داٹھائی جائیں گنجائش  
ہے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری محنت کا نتیجہ جو آپ کے سامنے پیش ہوگا  
دو پورے طور سے ہمارے طہریۃ اور ذرا بیحد کی صحت کا اندازہ دے سکے گا۔

ذرائع اتفاق کی نسبت آپ کو اور مجھ کو جو اس درس گاہ اور اک  
میں موجود ہیں اس امر پر متفق ہونا چاہیے کہ مختلف مسئلوں اور پیچیدگیوں کے  
حل کرنے میں جو دوران تحقیقات میں ملین ٹھیک ٹھیک منطق ہی ہمارا رہبر  
ہونا چاہیے۔ حج اور تصب حقیقت کے خلاف ہیں۔ اور دیوانگی کا جوش عقل کا  
قاتل ہے۔ لوگوں کے ذاتی توہمات اور حمل محسوسات بھی ہم کو بددین  
دے سکتے ہیں۔ یہ بھی خیالات کو جلا نہیں پہنچتی ہے اور اس لیے علمی تحقیقات  
میں باوجہ ہوتے ہیں جیسا کہ میں نے قبل اس کے ایک اور مقام پر کہا ہے  
اگر تحقیقات سے جانچے ہوئے نتائج کے بجائے ذاتی توہمات پر بھروسہ کیا جائے  
تو ہر پاگل کو کچھ بار غلامی بننے کا حق حاصل ہوگا اور ہر شرمی سوداگر کو مرنی علما  
بننے کا۔ پس عقل اور عقل ہی ہماری رہبر ہو سکتی ہے کم از کم اس وقت تک  
توضیہ رہی کہ جب تک ہم کسی اچھے گورؤ کو نہ پالیں جس کی رہنمائی ہماری  
ہمارے تدبیر کو ٹھیک راستہ پر چلانے کے لیے صحیح روشنی کا کام دے۔  
اسی وجہ سے کتب مقدسہ کے احکام بھی شروع شروع میں ہم کو نظر انداز  
کرنے پڑیں گے کیونکہ قریب قریب کل مذاہب کی کتب مقدسہ صرف ایسی  
باقی رہیں جو ہماری نہیں ہیں جو ہمیں معلوم ہوتی ہوں اور جن کو کہ صرف

۱- ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک (۲)

۲- ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۳ء تک (۳)

۳- ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک (۴)

۴- ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک (۵)

۵- ۱۹۵۷ء سے ۱۹۵۹ء تک (۶)

۶- ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۱ء تک (۷)

۷- ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۳ء تک (۸)

۸- ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۵ء تک (۹)

۹- ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۷ء تک (۱۰)

۱۰- ۱۹۶۷ء سے ۱۹۶۹ء تک (۱۱)

۱۱- ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۱ء تک (۱۲)

۱۲- ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء تک (۱۳)

۱۳- ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۵ء تک (۱۴)

(۷) موکش میں نجات۔

ان کو ہی پُچھنا اور پاپ کے مٹانے سے  $(4 = 2 + 2)$  نوپدارتھ کہتے ہیں۔ دُنیا  
 ایسی ہے۔ اس کو کبھی کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اس میں دو قسم کی شوپائی جاتی  
 ہیں۔ روح اور غیر روح۔ غیر روح میں کئی شو شامل ہیں جیسے کال۔ فلاں۔ اٹیچر  
 مادہ وغیرہ۔ مگر ان سب میں روح اور مادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ روحین لائق مادہ  
 ہیں جن کو سنسکرت میں جیو کہتے ہیں اور مادہ کے ذرہ ہوتے ہیں۔ دُنیا کے  
 تقسیمات اور تبدیلیات ارواح و مادہ کے ربط و ضبط کا نتیجہ ہیں جو خاص  
 خاص قوانین قدرت کے تابع ہیں۔ سنساری ارواح مادہ میں مخلوط ہیں جسکی  
 وجہ سے اُن کے اصلی اوصاف مختلف طور سے بنے اثر ہو گئے ہیں اور متہ پر لگی ہیں۔  
 قدرتی اوصاف کا اس طرح پر جاتے رہنا اور مہند پر چبانا اُس مادہ کی مقدار  
 و قسم پر موقوف ہے جو ہر روح کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ مادہ سے پوری پوری علیحدگی  
 کا نام موکش ہے۔ جس کے حاصل ہونے پر روح کے اصلی اوصاف جو مہند  
 اور بے اثر ہو گئے ہیں پھر از سر نو پورے طور سے با اثر اور نمایاں ہو جاتے ہیں خالص روح  
 کے قدرتی اوصاف میں

(۱) ہمہ دانی۔

(۲) آئندہ (خوشی)۔

(۳) غیہ فانی پن۔

شامل ہیں اس لیے ہر ملک روح ہمہ دان آئندہ سے بھرپور اور غیر فانی ہو جاتی  
 ہے۔ کیونکہ اس وقت اُس کے ساتھ مادہ نہیں ہوتا ہے اس لیے جو جیسے ہر ملک روح  
 پر ماتا کہلاتی ہے۔ پر ماتا دُنیا کے سب سے اونچے حصہ پر جس کو کہ سیدہ سلا  
 (ملک ارواح کے رہنے کا مقام) کہتے ہیں رہتے ہیں جہاں سے گر کر یا نکل کر پھر کبھی





چیسندون کی لائسا نہ کرنا۔ علامہ یہ ہے کہ نردوان پچھے اعتقاد (متون پر ایساں نانا)  
 پچھے سلم (متون کو تیان) اور پچھے عمل (شاسترون میں بتائے ہوئے برکت  
 وغیرہ پاتے) سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ تین صیح کا سچا طریقہ انسان کو اس  
 حقدائی کے درجہ کے حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے جو ہر روح کی ذاتی  
 صفت ہے۔ اس راستہ پر چل کر جس کے سوا نردوان حاصل کرنے کا کوئی  
 دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔ بیشمار روہین حقدائی کے درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔  
 یہ طریقہ دو پہلوئے ہوئے ہے۔ اول کم مشکل گرفت کے لئے۔ دوم مشکل اور  
 سخت۔ سادھوؤں اور سنتوں کے لئے۔

گرفت و جسم کی ابتدا پچھے اعتقاد کا حاصل ہونا ہے جس کے بعد  
 گرفت برقون کو پالتا شروع کرتا ہے اور آہستہ آہستہ گیارہ درجون میں جنگو  
 پر تہا کتے ہیں گذر کر سیناس پدوی کو پہنچ جاتا ہے اس وقت اس پر سادھوؤں  
 والے طریقہ کی سیر دی لازم ہو جاتی ہے۔ یہ گیارہ پر تہا گیارہ درجہ  
 روحانی ترقی کے گرفت کے لئے ہیں جنہیں سے ہر پچھلا درجہ ہر پہلے درجہ  
 کے نسبت زیادہ بڑھا ہوا اور اُس کو اپنے میں شامل کیے ہوئے ہے۔ سادھو  
 کی زندگی بے حد سختی کی زندگی ہے۔ وہ اپنے کو دنیا سے بالکل علیحدہ کر کے  
 اور اپنے خواہشات اور جذبات کو مغلوب کر کے خالص آتما کے دھیان  
 میں رہیں ہو جانے کی کوشش کرتا ہے اس طرح پر فائدہ اور ریاضت کرتے ہوئے  
 وہ اپنی روح کو مادہ سے علیحدہ کر لیتا ہے اور کرم اور آواگون کی جبر اکھاڑ  
 ڈالتا ہے۔ کرموں کے ناش ہوئے ہی روح آزادانہ اور غیر فانی اور  
 اپنے ذاتی انتہ سے پورن ہوتی ہے جس میں کبھی آئندہ کمی نہیں ہوتی۔ جین دھرم  
 کے بموجب روح کے ساتھ آواگون لگا رہتا ہے جب تک کہ وہ نردوان حاصل



۱۰  
وہ ہمارے بچہ کو کھڑے

اندر بچہ کو لٹک ہے اور دیوتاؤں کی فوج کا رہبر۔ اس کی ایک عجیب ہی صورت ہندوؤں کے دیوتاؤں میں ہے۔ باوجودیکہ اس نے اپنے کردار کی استری سے زنا کیا تھا جسکی وجہ سے اس کے تمام جسم پر بابا بچہ پھوڑے پھنسی پھوٹ نکلے برہما جی نے ان سب کو اُس کی دعا پر آنکھوں میں تبدیل کر دیا اور اس طرح پر اُس کو پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ خوبصورت بنا دیا۔

اندر کا دشمن درتر ہے جس کی افواج شیطانی اس کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہتی ہے۔ درتر ہمیشہ مار دھمکے مغلوب ہوتا اور مارا جاتا ہے مگر ہمیشہ از سر نو پیدا ہو جاتا ہے اور پھر جنگ میں مشغول ہو جاتا ہے جس میں کہ وہ پھر مارا جاتا ہے۔

اندر ایک زبردست دیوتا ہے اور پیدا ہوتے ہی یونختا ہے کہ کہاں ہیں وہ جری ہمارے مان جکے سینہ کو یہ بچہ پاش یا س کرے گا۔  
بالآخر اندر اور اُس میں جنگ ہوتی ہے اور اندر کی فتح ہوتی ہے۔

ان ویدک دیوتاؤں میں سے تیسرا بڑا دیوتا گنی ہے۔ وہ دیوتاؤں کا پردھت ہے جس کے بلانے سے وہ لوگ آتے ہیں۔ وہ دیوتاؤں کا منہ بھی ہے یعنی گنی کو جو بلان چڑھایا جاتا ہے وہ دیوتاؤں کی غذا ہے اور اس سے ان کی طاقت بڑھتی ہے۔ تصویر دن میں گنی کی صورت تین پاؤں اور سات ہاتھوں والی بنائی جاتی ہے۔ پردھت کے طور پر گنی کو ریشیوں میں سب سے سریشٹ گنا گیا ہے جو پرستش کے متعلق کل امور کا خود پورا پورا علم رکھتا ہے۔ وہ دانشمند بہتر

نکاحیان پر ڈاکٹر میور صاحب کی نظم سے مضمون لیا گیا ہے ۱۲۔

بسم الله الرحمن الرحيم

جہاں ہم راج پوری خوشی مُت کر تے ہیں۔

اور ہر خواہش کو پورا کرتے ہیں۔

تیری خوشی کا دورہ کبھی کم نہ ہو گا۔ ڈاکٹر میور۔

زردشت کا مذہب پُرانا دین اہل فارس کا ہے اور اب اُس کے  
مستقلہ ہندوستان کے پارسی ہیں۔ پارسیوں کی عبادت ایک خدا یا دیوتا کی  
پرستش ہے جس کو وہ اہور مزدا کہتے ہیں۔ اہور مزدا کا توام اینسگرا مینیو ہے  
جس کو اہرمین بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے اہور مزدا پاک یا نیک روح ہے اور  
دوسرا ناپاک شیطان ہے۔ لفظ اہور مزدا کا مفہوم ہمہ دان مالک کا (اہور۔  
مالک اور مزدا۔ ہمہ دان)۔ اہور مزدا کے علاوہ پارسی لوگ اور دیوتاؤں  
کی بھی پرستش کرتے تھے جیسے سورج۔ چاند۔ اگنی۔ پارسیوں کا اعتقاد یہو  
کہ قیامت کے دن مُردے جی اُٹھیں گے اور اہرمین کی مخلوق کے بقاوت  
ہونے پر دنیا کی دوبارہ تازگی ہوگی۔ روح کو پارسی مذہب والے لافانی  
اور اپنے افعال کی ذمہ دار مانتے ہیں۔ قیامت ہونے پر ہر روح کو نیا جسم  
ملے گا اور وہ ہمیشہ کی خوشی اس کے بعد حاصل کرے گی۔ پارسی لوگ  
آگ کی حید تعظیم کرتے ہیں جو قریب قریب بمنزلہ عبادت کے ہے۔ اس ہی وجہ سے  
لوگ ان کو آتش پرست بھی کہتے ہیں۔ نیک چالاکت۔ نیک الفاظ اور نیک افعال  
پارسیوں کی اخلاقی تعلیم کا پیمانہ ہیں۔ اُن کی دعا کا مضمون جس کو ہر پابلی  
خط یاد کرتا ہے حسب ذیل ہے۔

”سا دھوین سب سے عمدہ نیکی اور خوشی ہے۔ خوشی اُس کو ہے جو

سا دھو ہے نہایت عمدہ سا دھوین کے لئے“

پارسیوں کی پاکیزگی میں گوشت پر غل شامل ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی دعا



اور جی کے سلم کو درخت اور دو سے کا زندگی کا درخت تمایمان پر آدم نے خدا کے حکم کی مخالفت ورزی کی اور سانپ (شیطان) کے بہکانے پر اول الذکر درخت کا پھل کھایا۔ اس پر وہ مع اپنے ہمراہی حوآ کے جو شریک گناہ تھے اور پسند کو اس کی زوجیت میں آئی باغ عدن سے نکال دیا گیا اس فسل سی کی پاداش میں آدم کو موت نے بھی آن گھیرا۔ آدم کے ابتدائین دو لڑکے ہابیل اور قسطن نامی ہوئے جس میں سے قسطن نے اپنے بھائی کو جان سے مار ڈالا۔ اس کی پاداش میں خدا نے قسطن کو بددعا دی اور وہ روئے زمین پر پریشا اور آوارہ پھرنے لگا۔ اس کے بعد آدم کے ایک اور لڑکا سیداہو جس کا نام اس نے سیت رکھا۔ سیت کے ایک لڑکا انوس نامی ہوا اس کے زمانہ سے لوگ جیو کا نام لینے لگے۔ اور بعض لوگ اس کا مطلب یون بھی سمجھتے ہیں کہ اس وقت سے لوگ اپنے کو ازنا جیو ا کہنے لگے (دیکھو انگریزی کی انجیل کے حاشیہ کے نوٹ کتاب پیدائش باب چہارم آیت ۲۶)۔

آدم کی نافرمانی کے بعد سے جاہوے برابر بنی اسرائیل کو اطاعت کی ہدایت کرتا رہا ہے اور بہت سے پیغمبر بھی بنی اسرائیل میں بھیجے ہیں۔ جاہوے کی عبادت جس کا ایک بہت پُر معنی نام (*Shem*) میں ہوں ہے خاص کر دعا بھیج اور قربانی کی ہے۔ جیو اپنے مبین غیور خدا بتاتے ہیں جو انسانوں کی خطاؤں کو جو ان سے نفرت کرتے ہیں تیسری اور چوتھی پشتوں تک نہیں معاف کرتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی کے بارہ میں کبتا کی خفیہ تعلیم دینے والے تو آوروں کو گون کو مانتے ہیں (ای۔ آر۔ امی جلد ۷ صفحہ ۲۶) مگر لفظی فلاسفر لوگ اس سے منحرف ہیں۔ ہودی لوگ ایک طرح پر قیامت کے مانتے والے ہیں۔ اور مسیح کی آمد کے منتظر ہیں جو پُرانی حسرا بیوں کو بہت اکر





ان کے اہسام کو سچا مان سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اندر حبال ہے جو ہمارے  
 سامنے پھیلا ہوا ہے۔ ایک لانا تھا بارہا داسی خواب کا ڈرا! اسٹیج گسان پر دکھایا  
 جا رہا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ تماشا ٹائی ہی خود اس کے تماشہ گرہین گو کہ اپنے  
 کو بھولے ہوئے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ یہ کب۔ کیسے کیوں اور کسان مشہور  
 ہوا؟ کب۔ کیسے۔ کیوں اور کسان اس کا حاتمہ ہو گا؟ کب۔ کیسے۔ کہاں  
 اور کیوں اس کے تماشا ٹائی تماشہ گرہین گئے؟ یہ سوال ہی بیکارہین۔ کیا وہ  
 شخص جو خواب میں مبتلا ہے ایسے سوالات کا کوئی جواب دے سکتا ہے؟  
 نہیں۔ تم کو بھی اس وقت تک خاموش رہنا چاہیے جب تک تم اس  
 مایا کے جال میں سے نہ نکل جاؤ۔ یہ خیال بھی کہ تم اس جال سے باہر  
 نکل جاؤ گے دھوکہ بازی کا خیال ہے۔ تم کب کسی جال میں تھے جو اس میں  
 سے نکل سکے کا سوال اٹھاؤ۔ یہ سب انروہی (ناقابل بیان) مایا ہے۔  
 اس عالم گیر منظر کے نیچے صرف ایک ذات یا ہستی ہے جو تبدیلیات  
 سے نا آشنا ہر جگہ موجود بذات خود قائم ہے۔ اس ستر ویا پاک وجود  
 کے گن یا صفات ست (ہستی) چت (ادراک) وانند (خوشی) ہیں  
 جن کی وجہ سے اس کا نام سچہ انند (ست = چت = انتہ = سچہ انند)  
 پڑ گیا ہے۔ اس کو برہم بھی کہتے ہیں۔ بس یہی ایک اصلی وجود کائنات  
 میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شے وجود نہیں رکھتی ہے۔ ارواح مثل خواب  
 کے پستون کے ہیں۔ ان کی کوئی بستی نہیں ہے۔ نجات یا مغفرت محض الفاظ  
 بے معنی ہیں۔ اپنے تئیں آزاد جانو اور تم آزاد ہی ہو۔ یہ اعلیٰ اصول حقیقت  
 حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ اس جلی دنیا کے جلی دکھوں سے چھٹکارا ملے۔  
 اتم گیان آتما کے محسوس کرنے کے لئے جو فقط ایک ہی ذات یا وجود ہے



دوسرے کے بعد اظہار پاتی یا لکھتی ہیں اور بعد کو پست کر غیر مظہر ہو جاتی ہیں۔ کھینے کی ترتیب بند ہونے کی ترتیب کے بالکل مخالف ہوتی ہیں جس چیز کا سب سے آخر میں اظہار ہوتا ہو وہ سب سے پہلے بند ہو جاتی ہے۔ اظہار کی ترتیب اس طور پر ہو۔

پرشس — پرکرتی

(۱) حمت (اوراک)

(۲) آہنگار (خودی)

تس کے ساتھ ملکر

سنتو کے ساتھ ملکر

(۳-۸) پانچ اندریان { (۳) من { (۱۳-۹) پانچ قسم کا  
(۱۴) اعتدال حرکت باقہ پائون وغیرہ

| پو   | ذائقہ | رنگ  | تس   | آواز |
|------|-------|------|------|------|
| (۱۶) | (۱۷)  | (۱۸) | (۱۹) | (۲۰) |
| می   | پانی  | آگ   | ہوا  | لہو  |
| (۲۱) | (۲۲)  | (۲۳) | (۲۴) | (۲۵) |

ان تینیس قسم کی پرکرتی کے مظہرون میں پرشس اور پرکرتی کے ملانے سے سب کی تعداد پچیس کی ہو جاتی ہے۔ پچیس ۲۵ تیسواں تھو ورشس نے مانے ہیں۔ ان کا علم سنا سے ملکت ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کھیل من کے فلسفہ میں دنیا کے بنائے جانے کا تو واسطہ ہو ہی نہیں سکتا ہے گو کہ کچھ پچھلے مصنفون نے کچھ تان کر کے اس کو ایشور دادین شامل کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ دیگر درشنون کی مانند یوگ سادھی سانکھ کا بھی ایک انگ یا جزو ہے۔

نیائے ورکشس میں جس کے لفظی معنی منطقی فلاسفہ کے ہیں بے کم و کاست سواۓ متواتر قائم کئے ہیں۔

۱۰۰ (۱۱)

۱۔ کرپشن، عہدہ (۵۱)

(၁၁) မိုးကုတ်

יחזק (11)

۱- (۱۱)

(11)  $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$  -

پیشہ (۱۰)

-(۱۰ شش) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶)

(۷) پیشہ

(१) (अक्षरों के अक्षर) -

(H)                     

پیشہ (۱۵)

۱۰۰- ستر سنجی (د)

(ml) \_\_\_\_\_

(د) (۱۰۰٪)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

نہیں ہے۔ البتہ مرتبہ ایک مرتبہ بودہ ہون کی بحث کے جواب میں اشارتاً ذکر آیا ہے۔

وشیشک درشن کا یہ مت ہے کہ چھ پدارتھوں کے جانتے سے دکھ کا ناش ہوتا ہے جو ہنر لائے درجہ کے فائدہ کے ہے۔ وہ چھ پدارتھ یہ ہیں۔ جوہر۔ صفت۔ حرکت۔ جنس۔ قسم اور مرکب ہیں۔ جو ہنر گنتی میں نو ہیں۔ خاک۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ ایتھر۔ کال۔ خلا۔ روح اور ہیں۔ صفات حسب ذیل ہیں۔ رنگ۔ ذائقہ۔ بو۔ لمس۔ گنتی۔ مقدار۔ علیحدگی۔ ملاوٹ علیحدہ کرنا۔ پہلا۔ پھیلنا۔ سمجھ۔ خوشی۔ تکلیف۔ خواہش۔ نفرت اور آواز اور پر کو پھیلنا نیچے کو پھینکنا۔ سکڑنا۔ پھیلنا اور چلنا یہ حرکات ہیں۔ آواگون سے اس وقت نجات ملتی ہے کہ جب من میں حرکت پیدا ہونے سے بند ہو جاوے اور وہ روح میں لین ہو جاوے۔ مثل نیا یگون کے وشیشک والوں نے بھی ابتداء میں کسی سرشتی کے رچنے والے کا وجود نہیں مانا۔ گو کہ انھوں نے ویدوں کو ہندو شری کے تسلیم کیا ہے۔

ہندوؤں کے درشنوں میں یوگ درشن نے تین شری قائم کی ہیں۔

(۱) ایشور جو دھیان کا اور شن ہے۔

(۲) ارواح۔

(۳) مادہ۔

آتما کا آواگون سے مکت نجانا اصل کرتب ہے۔ یہ سادھی لگانے سے

جو دکھوں کا ناش ہو جاتا ہے اُس سے حاصل ہوتا ہے۔ سنا رہی یوگ کے انگلوں

یا شیرومن کی آخری سیڑھی ہے۔ وہ شیروھیان (۱)۔ نیم۔ (۲)۔ نیم (۳)۔ آسن۔

(۴) پرانا یا م (۵) پرتیا مار (۶) دھاننا (۷) دھیان اور (۸) سادھی ہیں۔

از این جهت که در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است

۱- در این کتاب

در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است  
در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است

۲- در این کتاب

۳- در این کتاب

۴- در این کتاب

۵- در این کتاب

۶- در این کتاب

۷- در این کتاب

۸- در این کتاب

۹- در این کتاب

۱۰- در این کتاب

۱۱- در این کتاب

۱۲- در این کتاب

۱۳- در این کتاب

۱۴- در این کتاب

برس ہوئے اور جو جسد میں بودہ کے نام سے کہلایا۔ بودہ کی تسلیم میں کسی خالق کو نہیں مانا گیا ہے اور نہ کسی پسینہ کا اور نیند روح کا قیام ہی مانا گیا ہے۔ تروان زندگی کی اچھا کامٹ جانا ہے جو آواگون کا کارن ہے۔ آواگون کے بارہ میں بودہ مت والوں کی رائے انوکھی اور عجیب ہے روح کا قیام ایک جون سے دوسری جون تک بودہ نے نہیں مانا ہے بلکہ یہ مانا ہے کہ ہر جہاں دار کے چار تر یا تجسہ بہ کا خلاصہ اُس کے مرنے پر اُس سے الگ ہو جاتا ہے اور نئے مقام پر پہنچ کر نئے ذرات کے ساتھ مل کر نشوونما پانے لگتا ہے۔ بودہوں کے بموجب ہر جہاں دار نفس ایک بتدل صفات کا ہے جو حرکتی وقت غارت ہو جاتا ہے صرف وہ ہے خلاصہ چار تر یا تجسہ بہ کا کہ جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں غارت ہونے سے بچتا ہے بس نجات پانے کے لئے بودہ مت کے بموجب یہ کوشش ہونی چاہیے کہ جس سے یہ خلاصہ یا ضمیمہ قائم نہ رہنے پاوے۔ ہندوستانی مذاہب میں سب میں سنساری زندگی کے دکھ درد کے اوپر بہت زور دیا ہے اور بودہ مت نے بھی۔ زندہ نہونا ہی تکلیف ہے لیکن تکلیف زندگی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ خواہش سے پیدا ہوتی ہے خواہش کا مارنا بودہ مت کے کہے ہوئے اصولوں سے ممکن ہے اس لئے بودہ مت میں چار بڑے اصول مانتے گئے ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ دکھ کا وجود۔

۲۔ دکھ کا باعث۔

۳۔ دکھ کا ہٹانا۔

۴۔ دکھ کے ہٹانے کا طریقہ۔

ان بڑے اصولوں سے ہی سچا دھرم وابستہ ہے جن کو بودہ کے

۷- کسیرا

۶- کسیرا

۵- کسیرا

۴- کسیرا

۳- کسیرا

۲- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا

۱- کسیرا



۹۔ زندگی کی خواہش۔

۱۰۔ وجود پانا۔

۱۱۔ جنم (پیدا ہونا) اور

۱۲۔ بڑھاپا۔ موت۔ رنج۔ رونا۔ تکلیف۔ سستی اور مایوسی۔

ادراک سے شخصیت کیسے بنتی ہے یہ اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ مجبوعون کے اجتماع سے شخصیت بنتی ہے اور مجبوعون سے ادراک پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص ہر چیز اور ہر دیوتا پس مجموعہ یا مرکب ہے (دیکھو *Early Buddhism* صفحہ ۵) یہ امر کہ آیا روح اور جسم ایک ہی چیز ہیں یا الگ الگ ایسے سوالات میں تھا کہ جنکو بودھ مت نے بغیر حل کئے چھوڑ دیا تھا یعنی ممنوعات میں سے تھا (جج. پی. جج. جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)۔

عیسائی مت جو اپنے تئیں یودیون کے مذہب کی تکمیل سمجھتا ہے مصلحتاً ذیل بات اُمور سے تعلق رکھتا ہے۔

- ۱۔ ابتدائی حالت خوشی یا غم عدن کی۔
- ۲۔ نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت کا پھل کھانے کی ترغیب۔
- ۳۔ پھل مذکور کا بُرا اثر۔
- ۴۔ گیان کی کٹی سے راہ نجات کا کھلنا۔
- ۵۔ مصلوب ہونا۔

۶۔ مردوں میں سے جی اٹھنا۔ اور

۷۔ آسمان پر پہنچنا۔

عیسائی کو یہی خاص درشنک اعتقاد روح کے بارہ میں نہیں رکھتے ہیں اور کھٹک کھٹلاؤ آگوں سے منکر ہوتے ہیں۔ نجات بھی اُن کے عقیدہ کے بموجب

[illegible]

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

[illegible]

ה'תשנ"ב (1991) - 4

۱- اعتبار بر آنست که در هر یک از این موارد، اگرچه

۱- مجلس ششم (۱۲)

۱۵) کتب و کتب

(۱) - (۲) - (۳) - (۴) - (۵)

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय-

[illegible][illegible]

-مقتصد ایله آهسته، کرکجه - اوجا شیخ و اوجا شیخ - اوجا شیخ

والجواب ان الله تعالى قد علم انهم لا يبالون به

۱- شایسته - استاد و همکاران محترم در زمینه های مختلف

.....  
 ... (1) - 1

...میں نے اس کو اپنے لئے لیا۔

१७७७-७८

کے لیے اس وقت پر ہی؟ مسٹر جی، اس کا جواب نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ

آب - ج - ایامی است که در جهت شرق و غرب و جنوب و شمال

ہے۔ ایک خدا ہے جس کا نام اللہ ہے۔ دوسرے قرآن کے الہامی کتاب ہونے سے  
 اوتیسہ خدا کی پیغمبری ہے۔ اسلام کے علتائین قیامت کا مسئلہ بھی شامل  
 ہے اور بہشت اور جہنم کا بھی کہ جہان پر روہین اپنی دنیاوی زندگی کے افضال  
 کی سزا و جزا جگتے کے لئے بھیجی جاتی ہیں۔ مسلمان لوگ بالعموم آواگون سے منکر  
 ہیں گو کہ ان کے بعض مشہور اور معروف حکما مثلاً احمد ابن یونس۔ ابوسلم خراسانی  
 (دیکھو *Philosophy of Islam* صفحہ ۲۷) نے اس مسئلہ کو علمانیہ طور سے  
 تسلیم کیا ہے۔ نیک اعمالوں کی فرست میں اسلام عام طور سے دعا۔ روزہ۔ حج  
 اور پاکیزگی کو شامل کرتا ہے۔

برہمنوں کا دھرم جس سے میرا مطلب ہندوؤں کے دیدوں کے بعد  
 کے دین سے ہے۔ دو قسم کا ہے۔ اول تو وہ مذہب جس میں پُرانوں میں نامزد کئے ہوئے  
 دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی ہے۔ دوسرا قربانی کا طریقہ۔ پُرانوں کے  
 دیوتاؤں کی بہت بڑی تعداد ہے لیکن ان میں سے برہما۔ وشنو۔ شیو اور  
 کرشن بہت زیادہ مشہور ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا اپنے بھگتوں  
 کی ہر قسم کی خواہش پوری کرتے ہیں۔ تشریاتی بھی دیوتاؤں وغیرہ کو پوجش  
 کر کر اپنا کام نکلانے کے لئے کی جاتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ پچھلے زمانہ  
 میں لوگ آدمیوں کو بھی تشریان کیا کرتے تھے اور یہ شیطانی رسم دریاؤں وغیرہ  
 پر چھوٹے چھوٹے پتھروں کی قربانی کی شکل میں تھوڑا عرصہ ہوا جب تک جاری تھی۔ بالعموم  
 سینڈھ۔ ہیل اور بکرے کی قربانی لوگ کیا کرتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان  
 تین جانوروں کی قربانی قریب قریب کل تشریاتی کرنے والے مذاہب میں مروج تھی  
 ہندوستان میں گائے اور گھوڑے کی قربانی از نام گو میدھ اور اشو میدھ ہوا کرتی  
 تھی لیکن یہ دونوں اب ترک ہو گئی ہیں اور پہلی کی نسبت تو اب ہندو اور مسلمانوں میں



کرتے ہیں۔ روادھاسو ایون کی تعلیم ہندوؤں کے ویسٹنڈ فرقہ سے بہت کچھ مطابق ہوتی ہے۔ مگر وہ ہندوؤں کے اوتاروں کو نہیں مانتے ہیں۔ ایک ایسی فرست مسلمان پیروں اور نیم پیروں جیسے شمس تبریز وغیرہ کی جنکو کہ وہ اپنے مذہب کا مقصد بتاتے ہیں روادھاسو ایون کے مت کی خاص بات ہے۔

اب قریب قریب سب بڑے مذہبوں کا بیان ہو چکا۔ باقیوں میں سے جاپانی مذہب شنتو (Shintoism) پتھروں کی پرستش اور حیاو ٹوٹنے کی کچھڑی ہے۔ باوجود اس کے جاپانیوں نے روح کو لاکافی مانا ہے۔ اور ہنٹ سے متبرک ہساروں اور مشہور مشہور بزرگوں کے بارہ میں یہ خیال ہے کہ وہ سید سے اونچے آسمان پر جا ہوئے (جلج . جلد ۱ صفحہ ۲۵۷)۔

باب ست یا بھائی مت جس کی تعلیم مسلمانوں کے آخری امام سے جسکی نسبت کسا جاتا ہے کہ وہ اس وقت چھپے ہوئے ظاہر ہونے کے وقت کا انتظار کر رہے ہیں تعلق رکھتی ہے یہ مذہب اسلام کی ایک جدید شاخ ہے اور اس کے بانی نے اپنے تئیں چھپا ہوا امام بتایا ہے۔

ہندوستانی مذاہب میں کبیر پنتھ۔ روادھاسو سکھوں کا مت اور آریہ سماج بھی جدید مذاہب میں جو اپنے اپنے بانیوں کے ریفارم کے خیالات کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً سکھوں کا مت پہلے ہندو اور مسلمانوں کے ملاپ کرانیکہ لیے بنا یا گیا تھا گو کہ آخر میں مسلمانوں کی سکھوں سے اتنی دشمنی بڑھ گئی کہ کبھی ہندوؤں سے بھی نہ تھی۔ یہ کل مذاہب بھگتی کا پسلوئے ہوئے ہیں اور سب آواگون کے مانتے والے ہیں۔ باقی ہندوستانی مذاہب میں سے برہمچریا مغربی شکل میں ایشور پرستی ہے۔ یہ آخری صدی میں بنگال میں قائم ہوا تھا اور اس کے ایک مرید اور داعی کرنے والے نے جس کا نام شیو نرائن اگن ہو تری ہے

سزا دینا نہ کرنا کہ وہ (میں نے) اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے  
نہیں کہ وہ اس کے لئے کیا کیا ہے

لکچر میں کرن کے۔ چینیوں کا ایک اور مذہب کنفیوشینزم (Confucianism) کے نام سے ہے جس کا بانی ایک شخص کنفیوسی اسس (Confucius) جس کو دو ہزار پانچ سو برس سے کچھ زائد زمانہ گزر رہا تھا۔ لیکن یہ مذہب قریب قریب کل کا کل محض ایک اخلاقی تعلیم کا دفتر ہے جیسا کہ کوئی عقلمند آدمی فراہم کرے اور مذہب سے استغناء دے۔ یہ تعلق معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کا تذکرہ ان لکچر میں نہیں کروں گا۔ بلاشبہ یہ ممکن ہے کہ کنفیوشینزم کی تعبیر پوشیدہ ہو جیسا کہ اور بہت سے مذاہب کی ہے لیکن اگر ایسا ہے تو یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ ہمارے بند کے تحقیق جو ہماری نسبت زیادہ عمدہ تفتیش کی قابلیت رکھتے ہوں گے اُس کے مطلب اور مفہوم کی جانچ کریں۔ چین کے مروجہ مذاہب میں سے تیسرا مذہب بودھ مت ہے جن کا ذکر آج کے لکچر میں پہلے ہی آچکا ہے۔

اب امریکہ کے مذاہب کا تذکرہ کرنا باقی رہا ہے۔ لیکن جان تک عجیب ان کا حال معلوم ہو وہ سب مذاہب سے بالکل متضاد ہیں اور سوائے ایک آدھ مسئلہ کے جو کہیں کہیں انکی تعلیم میں ملتا ہے قریب قریب کل ہی خراب ہے خراب قسم اور بدشگونی انسانی قربانیوں سے بلا کسی عمدگی کی علامت کے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان بے رحم مذاہب کی کبھی کوئی خفیہ تعبیر تھی تو وہ بہت عرصہ ہوا کہ غارت ہو گئی اور اسیس کی بجائے بُری سے بُری اور نفرت پیدا کرنے والی انسانی قربانیاں جن میں کوئی بھی تعلق مذہب سے نہیں قرار پاتا ہے قائم ہو گئیں۔ یہ ناممکن نہیں ہے کہ یہ وحشیانہ مذاہب زمانہ گزشتہ میں کسی ایسی سوکھی ہوئی خفیہ مذہبی مسائل کی گھنٹی کے ارد گرد قائم ہو گئے ہوں جو کسی وقت میں ایشیا یا یورپ سے امریکہ پہنچے ہوں۔ میں اُنکا ان لکچر میں وحشیانہ رسوم اور مجبوت پریت کی پرستش سمجھ کر تذکرہ نہیں کروں گا۔ ہماری تحقیقات دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے بارہ میں اب ختم ہو گئی ہے۔

- خ- قریباً ۱۲ سالہ کی عمر پر

متنوع اور ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

- کی بڑی اور بڑی بات ہے کہ وہ ۱۰-۱۲

- خ- ۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰

۱۲ سالہ کی عمر پر ان کے لئے کہ جس سے وہ بچے اور بچوں کے لئے ۱۲-۱۰



۳۔ آئندہ کے لیے زندگی کی عملی و بہتری کا امکان۔

۴۔ روح کی نیک اور بد اعمال کے ذریعہ سے اپنی آئندہ کی زندگی کو بنانے اور بگاڑنے میں خود مختاری۔ اور

۵۔ ایک قسم کی شہرک زندگی کا وجود جس کا اظہار بعض ایسے انسانوں میں ہوا ہے کہ جنہوں نے پرماٹما کا درجہ حاصل کیا ہو یا دیوتاؤں میں یا وحدانیت کے اصول کے بموجب ایک ہی خدا میں۔

ان کے اختلافات بھی مندرجہ تحت تفصیل کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔

۱۔ خدائیت کی خاصیت اور خداؤں کے نام تعداد اور کام۔

۲۔ دنیا کی خاصیت اور اُس کی ابتداء۔

۳۔ روح کی خاصیت اور اُس کا انجام بشمول آواگون اور قیامت کے۔ اور

۴۔ روح کو اپنے اصلی مقصد کے حاصل کرنے کے ذریعہ بشمول آہنسا (ایذا پہنچانا)

اور جانوروں اور انسان کی قربانی۔

متذکرہ بالا امور میں قریب قریب سب باتیں اتفاق اور تفاق کی گاہیں

ہیں اور یہ ٹھیک طور سے اُس بھیہ کے حل کرنے کے لیے جو مذہب کی ابتدا اور تفریق کو محیط

کئے ہوئے ہی معقول بنیاد پائے جاتے ہیں۔ چونکہ اب ہم اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں

کہ جہاں آج کے لکچر کا مضمون ختم ہوتا ہے اس لیے اب ہم اسکو بند کریں گے اور دوسرے

لکچر میں اس امر کا ذکر کریں گے کہ عقلی اختیار کن ذریعہ سے آسانی سے جلد حاصل ہو سکتا



لوگ ہر درج میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی اپنے اپنے ذہنوں کو ایسا ہی چھانتے ہیں جیسا  
 میں اللہ کو فائدہ ہوں۔ پس کسی کی ذاتی راستے سے اس کے عقائد کا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے  
 اور مخصوص مخصوص کتابوں ایسے شاستروں کا بچن بھی جیسا کہ مجھے پہلے پھر میں سکایا ہے  
 سچائی کی دلیل نہیں ہے کیونکہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک شاستر کو دوسرے پر ترجیح دیا جائے  
 اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ایک ہم سب شاستروں کو رد کر دیں بلکہ صرف یہ ہو کہ کچھ اول میں یہ  
 دریافت کرنا چاہیے کہ ان میں کون ایسا ہو جو سچے گوشت کا کما ہوا اور ماننے کے قابل ہو۔  
 تب بعد ہی بحث کیے ہو سکتی ہو، ٹھیک ٹھیک عقل امتحان اور سائنس کے  
 طریقہ سے! معمولی طور سے علم کے حاصل کرنے کے تین ذرائع ہیں۔

(۱) مشاہدہ۔

(۲) غور و منطق۔ اور

(۳) شہادت۔

انہیں سے پہلا مشاہدہ تو سائنس کی بنیاد ہے۔ دوسرے یعنی منطق فلسفہ کی چیز  
 ہے اور تیسرا یعنی شہادت جبکہ دو بالکل بے عیب اور کامل گواہ کا یعنی ایک ہر زمانہ استاد  
 کا بچن ہو شاستر کہلاتا ہے۔ مختصر مشاہدہ کی تکمیل سائنس۔ منطق کی تکمیل فلسفہ اور  
 شہادت کی تکمیل شاستر یا کتب مقدس ہیں۔

سائنس قدرت کے علم کا نام ہے جس کی جانچ امتحان سے ہوتی ہے اور یہ قدرتی  
 اور سچے نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اسکے دو حصہ ہیں۔ ایک فرزنس (Physics) اور دوسرا  
 میٹافرنس (Metaphysics) جنہیں سے فرزنس کو تو علم قدرتی چیزوں کا کہنا چاہیے مگر  
 میٹافرنس کا تعلق انکی چھان بین قسم بندی اور انکے عام باہمی تعلقات سے ہو ٹیٹا فرزنس کا یہ کام ہے  
 ہو کہ وہ تمام علوم یا انسانی خیال کو قاعدہ اور قرینہ سے ترتیب دے۔ اس وجہ سے اصل علم  
 میٹافرنس اقصیٰ قدرتی سے ہمیشہ مناسب تر لکھا ہے۔ اس کا آزاد خیال کی نوعیت پر اثر



کے وجود میں قانون بقائت و معلول کا صحیح صحیح علم حاصل ہو۔ اشیاء کی صفات اور ان کے  
کییمیائی گتوں صفت کا کام کرتے ہیں اور معلول اشیاء کی حرکات اور کییمیائی اثر سے پیدا ہوتے ہیں۔  
مثلاً معدے کی خیرین کی صفت چرن سے چنانچہ جان حلوے کے قوام میں جیتی نہیں ڈالی جاتی ہے  
وہ ان حلوے میں میٹھا پن ہی نہیں ہوتا ہے۔ بس یہی سائنس ہو گو کہ وہ یہاں روزمرہ کے  
سمتے پن کے لباس میں لمبوس پایا جاتا ہے۔ اور یہ پورے طور سے قابل اعتبار بھی ہو اور اصل  
یہ ایک چیز ہو کہ جس کے اوپر فوری لازمی اور قطعی نتیجہ یہ اگر نیکے لئے اعتبار کیا جاسکتا ہو۔  
فلسفہ کے مخصوص آلہ حسب ذیل ہیں۔

- (۱) عقلی نتیجہ۔  
(۲) تشخیص قسم یا جنس  
(۳) چھان بین (analysis)

اور

(۴) نے وادیانست (یعنی لحاظ نسبتی کا مد نظر رکھنا)

انہیں سے عقلی نتیجہ صحیح رائے لگایا کہ ذریعہ ہو تشخیص قسم صحیح اوصاف جنسی اشیاء کا  
اندازہ کر لیا۔ چھان بین (analysis) صحیح صحیح اجزاء و خیالی کے دریافت کر لیا اور نے وادیانست  
حقیقت کے لحاظ اسکی مختلف نسبتوں کے صحیح طور پر سمجھ لیا۔ ہم ان سب امور پر اس لکچر میں غور کرینگے اور  
وہ طریقہ بھی بتائیے گے کہ جس سے ایک مہولی عقل کے طالب علم کو منطق پر پون گھنٹہ کے اندر اندر کامل  
دسترس حاصل ہو جائے۔ سب سے پہلی چیز جاننے کے قابل یہ ہو کہ منطق میں حمارت حاصل کر نیکے لئے یہ  
بالکل ضروری نہیں ہو کہ سن میں پیچیدہ اور پریشان کرنیوالی اصطلاحات اور شکال کی تشریفین جو  
مروجہ منطق کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں زبردستی ٹھونس دیا جائے۔ قدرتی منطق ایک بہت آسان  
چیز ہے اور کسی اصطلاحات کے رتنے کی ضرورت نہیں رکھتا ہو اسکا بدیہہ ثبوت یہ ہے کہ  
ہت سے ان پڑھ آدمی بہت ٹھیک اور صحیح نتیجہ نکالتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں میں بھی

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

کہ ایک ان پڑھ گنہگار اور ایک معمولی پچھلے پچھلے جی جو ایک مقام سے دوسرے کو لکھتا ہے  
دیکھنا ہی تو اس بات کو جان لیتا ہے کہ وطن پر آگ موجود ہے۔ آپ کے تعلیم یافتہ کتابی منطقی  
ہیں ایسا ہی کرتا ہے لیکن ایک پیچیدہ اور خلاف قدرت طریقہ سے۔ اس کو سب سے پہلے ایک خیال  
ساز بنانا پڑے گا جس کے ذریعہ سے وہ منطقی نتیجہ پر پہنچے گا کو نشان ہوگا۔

ایس (S) = پی (P)

یہاں

ایس (S) = دھوان

پی (P) = آگ

اس ذیہ شکل حاصل ہوئی

دھوان آگ ہے۔

یہ عالمہ منطقی شکل کا پہلا جنسہ وہی جو قافیہ کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ ہے

یہ دھوان ہے

اب ہمارے عالم منطقی صاحب اس بات کے جانچ کر نیکی کو شش کرینگے کہ آیا

اس کا درمیانی جز (middle term) جمع ہو یا نہیں۔ مگر یہ وہ مقام ہے کہ جہاں

پراصللاحی پیچیدگیوں اور اشکال کی گنجینوں کی وجہ سے منطقی بین پر جانیکا استفادہ موقع ہے

کہ اگر وہ بخیر و خوبی اس کو طو کر سکیں تو واقعی شایاں ہی کے مستحق ہیں۔ اب پہلے دو جملہ یوں قائم ہوں گے

۱۔ سب ایس (S) پی (P) ہے۔

۲۔ یہ ایس (S) ہے۔

اس کا مفہوم عام فہم عبارت میں اس طور پر ہوگا۔

۱) تمام سوچنے والوں پر دھوان آگ نے پیدا ہوتا ہے۔

۲) یہ موقع دھوئیں کا ہے۔





قدرتی منطقی ہو۔ میں پر مشتمل تیرہ جی کی کتاب کا حوالہ دے لگا جس میں ڈاکٹر نے صاحب کا کلام  
ذیل پایا جاتا ہے۔

”انومان (deductive reason) میں ہم منطقی جملوں (قضیوں) میں  
دیئے ہوئے مفہوم سے نتیجہ نکالتے ہیں۔ جملہ کے مضمون سے ہم اُس نتیجہ پر پہنچتے ہیں جو ان میں سے  
درجی نکلتا ہے تاہم ہم جملوں کے مضمون کی صحت کے ذمہ دار نہیں ہیں البتہ اگر ان کا مضمون  
صحیح ہو تو ہمارا نتیجہ ضرور صحیح ہوگا۔ اس لیے یہ ظاہر ہو کہ انومان کے ذریعہ سے جو نتیجہ ہم نکالتے ہیں وہ  
قیاسی حکمی کی حیثیت دار و مدار جملوں کی صحت پر ہے۔“

مصنوعی اور قدرتی منطقی کا اس بار دین مقابلہ کرنے کے لیے مفصلہ تحت تعتر  
سفری منطقی کے بالکل مطابق ہو۔

۱۔ سب انسان بے وقوف ہیں۔

۲۔ سقراط ایک انسان ہے۔

۳۔ اس لیے سقراط بے وقوف ہو۔

لیکن قدرتی منطقی کے بموجب اس قسم کا نتیجہ بالکل ناممکن ہو کیونکہ وہ صرف دین پر  
نتیجہ نکالے گا جہاں کوئی مقررہ قاعدہ ہو اور کیونکہ کوئی ایسا مقررہ قاعدہ نہیں ہے جس کے بموجب  
یہ کہا جائے کہ سب انسان بے وقوف ہیں۔

یہ خیال رکھنا چاہیے کہ دستور العمل سے منطقی نتیجہ نہیں نکل سکتا خواہ وہ کتنا ہی پڑانا ہو اور  
کتنی ہی سختی کے ساتھ اُس پر عمل ہوتا ہو۔ مثلاً اگر ایک شخص گذشتہ پچاس سال سے برابر ہر روز صبح کو  
بلاناغہ میرے مکان کے سامنے سے گذرتا ہو تو ہم اس امر سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ کل کبھی ضرور میرے  
مکان کے سامنے سے گذرے گا کیونکہ ہزاروں باتیں اُس کے نکلنے کے مانع ہو سکتی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا  
کہ اصل منطقی قانون جبکہ سنسکرت میں ویایکتی کہتے ہیں ایک ایسا قاعدہ ہے جو نہ صرف زمانہ گذشتہ میں ہی  
صحیح پایا گیا ہو بلکہ جو آئندہ بھی ضرور صحیح پایا جائیگا۔ ایک معمولی دستور العمل سے یہاں کوئی کام نہیں نکل سکتا ہے۔

۱- احتیاج به آموزش و پرورش در کشور

چند روز بعد از آنکه از کربلا بازگشتند (۱۲)

منہ سے نکلتا ہے۔

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم منتهى الحجة والبرهان على عباده

အိမ်ထောင်ရေးနှင့်ဆိုင်သောအရာများကို

۱۱۱- لکھنؤ اور جالپائی میں (۱۸۷۷ء)

۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰

۱- اکتوبر ۱۹۷۲ء کو لاہور میں منعقد ہونے والی نشست

• ၁၀-၇-၂၀၁၆

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

(1) ब्रह्म-सूत्र-प्रकरण-प्रथमः

• 1. 1-2-3-4-5-6-7-8-9-10-11-12-13-14-15-16-17-18-19-20-21-22-23-24-25-26-27-28-29-30-31-32-33-34-35-36-37-38-39-40-41-42-43-44-45-46-47-48-49-50-51-52-53-54-55-56-57-58-59-60-61-62-63-64-65-66-67-68-69-70-71-72-73-74-75-76-77-78-79-80-81-82-83-84-85-86-87-88-89-90-91-92-93-94-95-96-97-98-99-100-101-102-103-104-105-106-107-108-109-110-111-112-113-114-115-116-117-118-119-120-121-122-123-124-125-126-127-128-129-130-131-132-133-134-135-136-137-138-139-140-141-142-143-144-145-146-147-148-149-150-151-152-153-154-155-156-157-158-159-160-161-162-163-164-165-166-167-168-169-170-171-172-173-174-175-176-177-178-179-180-181-182-183-184-185-186-187-188-189-190-191-192-193-194-195-196-197-198-199-200-201-202-203-204-205-206-207-208-209-210-211-212-213-214-215-216-217-218-219-220-221-222-223-224-225-226-227-228-229-230-231-232-233-234-235-236-237-238-239-240-241-242-243-244-245-246-247-248-249-250-251-252-253-254-255-256-257-258-259-260-261-262-263-264-265-266-267-268-269-270-271-272-273-274-275-276-277-278-279-280-281-282-283-284-285-286-287-288-289-290-291-292-293-294-295-296-297-298-299-300-301-302-303-304-305-306-307-308-309-310-311-312-313-314-315-316-317-318-319-320-321-322-323-324-325-326-327-328-329-330-331-332-333-334-335-336-337-338-339-340-341-342-343-344-345-346-347-348-349-350-351-352-353-354-355-356-357-358-359-360-361-362-363-364-365-366-367-368-369-370-371-372-373-374-375-376-377-378-379-380-381-382-383-384-385-386-387-388-389-390-391-392-393-394-395-396-397-398-399-400-401-402-403-404-405-406-407-408-409-410-411-412-413-414-415-416-417-418-419-420-421-422-423-424-425-426-427-428-429-430-431-432-433-434-435-436-437-438-439-440-441-442-443-444-445-446-447-448-449-450-451-452-453-454-455-456-457-458-459-460-461-462-463-464-465-466-467-468-469-470-471-472-473-474-475-476-477-478-479-480-481-482-483-484-485-486-487-488-489-490-491-492-493-494-495-496-497-498-499-500-501-502-503-504-505-506-507-508-509-510-511-512-513-514-515-516-517-518-519-520-521-522-523-524-525-526-527-528-529-530-531-532-533-534-535-536-537-538-539-540-541-542-543-544-545-546-547-548-549-550-551-552-553-554-555-556-557-558-559-560-561-562-563-564-565-566-567-568-569-570-571-572-573-574-575-576-577-578-579-580-581-582-583-584-585-586-587-588-589-590-591-592-593-594-595-596-597-598-599-600-601-602-603-604-605-606-607-608-609-610-611-612-613-614-615-616-617-618-619-620-621-622-623-624-625-626-627-628-629-630-631-632-633-634-635-636-637-638-639-640-641-642-643-644-645-646-647-648-649-650-651-652-653-654-655-656-657-658-659-660-661-662-663-664-665-666-667-668-669-670-671-672-673-674-675-676-677-678-679-680-681-682-683-684-685-686-687-688-689-690-691-692-693-694-695-696-697-698-699-700-701-702-703-704-705-706-707-708-709-710-711-712-713-714-715-716-717-718-719-720-721-722-723-724-725-726-727-728-729-730-731-732-733-734-735-736-737-738-739-740-741-742-743-744-745-746-747-748-749-750-751-752-753-754-755-756-757-758-759-760-761-762-763-764-765-766-767-768-769-770-771-772-773-774-775-776-777-778-779-780-781-782-783-784-785-786-787-788-789-790-791-792-793-794-795-796-797-798-799-800-801-802-803-804-805-806-807-808-809-810-811-812-813-814-815-816-817-818-819-820-821-822-823-824-825-826-827-828-829-830-831-832-833-834-835-836-837-838-839-840-841-842-843-844-845-846-847-848-849-850-851-852-853-854-855-856-857-858-859-860-861-862-863-864-865-866-867-868-869-870-871-872-873-874-875-876-877-878-879-880-881-882-883-884-885-886-887-888-889-890-891-892-893-894-895-896-897-898-899-900-901-902-903-904-905-906-907-908-909-910-911-912-913-914-915-916-917-918-919-920-921-922-923-924-925-926-927-928-929-930-931-932-933-934-935-936-937-938-939-940-941-942-943-944-945-946-947-948-949-950-951-952-953-954-955-956-957-958-959-960-961-962-963-964-965-966-967-968-969-970-971-972-973-974-975-976-977-978-979-980-981-982-983-984-985-986-987-988-989-990-991-992-993-994-995-996-997-998-999-1000-1001-1002-1003-1004-1005-1006-1007-1008-1009-1010-1011-1012-1013-1014-1015-1016-1017-1018-1019-1020-1021-1022-1023-1024-1025-1026-1027-1028-1029-1030-1031-1032-1033-1034-1035-1036-1037-1038-1039-1

-۱۵- در مورد استیفاء از حقوق

۱۱۱- لکھنؤ میں شہزادہ محمد جہانگیر (۱۱)

ਮਿਤੀ ੨੦੨੦-੨੦੨੧

استفسار (۵)

۱۵۳- کتب و نسخ

سیچرہ: ۱۰۰ (۱۰۰)

(۴) پیشکش -

۱- اشیاء حیوانیه (۱)

۱- در صورتی که در یک سال دو بار از هر یک از این روشها استفاده شود،

اس نے بیان پر کوئی آم کا دخت نہیں ہے۔

(۷) ملیہ (Mili) کے معلوم ہونے پر اسٹار کے متعلق گیان کا ہونا۔ مثلاً

اس کردین کوئی گھڑا نہیں ہے۔

کیونکہ اس کے ملیہ کی بیان کوئی شے موجود نہیں ہے۔

یہ آخری شکل تعلق منطقی کی بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نتیجہ کہ اس کمرہ میں کوئی گھڑا نہیں ہے ایک امر مشاہدہ قیاس ہو سکتا ہے۔ مگر ایسی صورت میں ہکویہ ماننا چڑھ گیا کہ آئیے فرستی کہ دیکھ سکتی ہو جو ایک لغوات ہے۔

بس یہی نکل منطق ہے۔ اور یہ میں اور کون گا کہ اس قدر قی منطقی میں غلطی کے لئے کثیر تنبیہاں نہیں ہے بشرطیکہ ویماپتی (تعلق منطقی) کی جانچ ٹھیک اور سائنس کے اصول پر کی جائے۔ ویماپتی کی محنت کی آخری جانچ شاستر سے کی جاتی ہے جو ایک ہمدان کامل استاد کا کلام ہے اور جو اضی و حال و مستقبل تینوں زمانوں میں حقیقت کا ظاہر کر نیو والا ہے۔ اس لئے جہاں ہماری ذاتی رائے عوام کے تجربہ اور مشاہدہ سے متفق ہے اور اس کی تائید ایک ہمدان کامل استاد کے کلام سے بھی ہوتی ہے وہاں کسی قسم کے شبہ یا شک کے لئے گنجائش نہیں رہتی ہے۔ شاستر کا اصلی کام یہی ہے جو اس طرح پر ہمیشہ برقرار رہنے والے سچے اصولوں کے ایک مستند تجربہ و عیالنت کے طور سے نہایت پیش قیست ہونا چاہیے۔ اب ہم ذرا دیر تاویل کر کے بیان مختلف فرقوں کے منطقی طریقوں پر غور کریں گے۔ تحت کے چار طریقہ منطق کے مروج پائے گئے ہیں۔

(۱) جین طریقہ۔

(۲) نیلئے کا طریقہ۔

(۳) بودھوں کا طریقہ۔

(۴) یورپ کا طریقہ جو ارسطو کے نام سے نامزد ہے۔

اس لکچر میں جو کچھ ہم نے منطق کے بارہ میں کہا ہے وہ جین طریقہ کے مطابق ہے۔ نیلئے والے

(۲-۱) در این صورت که

۱۵- کتب و نسخ خطی

5-12/25-

۱۲- در این کتاب، که در این باب است، و در این باب است.

۵۰۔ مکتبہ (الہیہ و فنیہ) ایچ۔ سی۔ جعفری، لاہور

— چیترا پور —

[illegible]

۱۵- سیاحت و سفر

५५५-५५५-५५५

۱۲-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶

۵۰ مستی و اندک تر که پس از چندی از آن بیدار

[illegible][illegible][illegible]

— ۱۰۰ —

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

وہی ہے جس نے ان کو اپنا رب قرار دیا ہے اور ان کو اپنا رب قرار دیا ہے

اسم تحفہ فی حق تعالیٰ و فی حق تعالیٰ و فی حق تعالیٰ

[illegible][illegible][illegible]

(د) بے وقت یعنی جس کا اطلاق ایسے موقع پر کیا جائے کہ جو وقت کے لحاظ سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ مثلاً

شب بیتی ہے۔

کیونکہ شب رنگ کے دو چھونے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس آخری دلیل کی تشریح اس طور پر ہو کہ جیسے لپ کی روشنی کے چیزوں پر پڑنے سے ان کے رنگ نکلتے ہیں اسی طرح پر ڈھول کو لکڑی سے بجانے سے شبید پیدا ہوتا ہے۔ پس دونوں صورتوں میں دو چیزوں کا ملاپ اپنی کاباعت ہے۔ پہلی صورت میں روشنی اور چیزوں کے ملنے سے ان کا رنگ ظاہر ہوتا ہے اور دوسری میں ڈھول اور ڈھول بجانے کی لکڑی کے ملاپ سے شبید۔ مگر چونکہ لپ کی روشنی چیزوں پر پڑ کر ان کے رنگ کا پرکاشش کرتی ہے نہ کہ رنگ کو خود پیدا کرتی ہے اسی طرح پر نقش کی دلیل میں بھی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ شبید بھی نیتہ ہے۔ ڈھول اور اُس کے بجانے کی لکڑی کے ملاپ سے پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اس دلیل میں مغالطہ یہ ہے کہ شبید اور رنگ دراصل دو مختلف اوقات والی اشیاء ہیں۔ پہلی محض اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ڈھول بچایا جائے اور دوسری روشنی کے چیزوں پر پڑنے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ اُس کے قبل سے موجود ہوتی ہے۔ ایسی مختلف اوقات والی مثالوں میں منطقی مشابہت کا ڈھونڈنا ہی مغالطہ ہے۔

نیائے منطق کے مغالطوں کا بیان اب ختم ہوا۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ انکی بدد سے بھی کوئی سچا منطقی تعلق نیائے والے قائم نہیں کر پاتے ہیں۔ جن مت کے طریقہ اور نیائے کے طریقہ میں خاص فرق اس امر کا ہے کہ نیائے والے تو ہمیشہ جذبات یا ہم جنس مثال سے نتیجہ نکالنا روا سمجھتے ہیں سوائے اُن حالتوں کے کہ جن کا تذکرہ مغالطہ کے بیان میں کیا گیا ہے مگر جینی لوگ صرف اُسی موقع پر منطقی نتیجہ نکالیں گے کہ جب وہ اُس کو کسی سچے تعلق (دیباچے) پر قائم کر سکتے ہیں۔ تحت کی مثال میں نیائے منطق کی سب ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

- ۱۰۰ -

- ۱۰۱ -

تشریح و تفسیر از کتاب تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید

تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید

تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید  
تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید

- ۱۰۲ -

- ۱۰۳ -

- ۱۰۴ -

تفسیر

تفسیر ابن کثیر در تفسیر قرآن مجید

(۳) گرد پکش میں نہ ملے۔

مفسد ذیل سلسلہ تقریر میں۔

الف۔ اس سانے والے پہاڑ کی چوٹی پر آگ ہو۔

ب۔ کیونکہ اُس پر دھواں ہے۔

ج۔ مثل رسوائی کے۔

د۔ اور بر حسانت جمیل کے۔

ه۔ پس اس نے سانے والے پہاڑ کی چوٹی پر آگ ہو۔

سانے والے پہاڑ کی چوٹی یکش (وہ مقام جہاں پر کہ نتیجہ پس تقریر میں آگ) ہے  
سابق کی دیکھی ہوئی رسوائی یکش (س۔ مثل + یکش یعنی یکش کی طرح کا سابق کا  
دیکھا ہوا مقام) ہے اور جمیل و یکش (وہ مخالف + یکش) ہے جس میں نہ دھواں ہے  
اور نہ آگ ہے لیکن گوکہ یہ تینوں باتیں زید کے پیدا ہونے والے بچے کی تمثیل میں لکھا  
کی گئی ہیں تاہم یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ بد بھاشی بودھوں کے منطقی دعوے کو اس  
بات سے خنہ ہو کر کہ اُس کی تذکرہ اور تائید اُس کی ہستی کے شروع ہی میں انھوں نے  
سرمض بحث کر دی باطل نہیں کر دے گا۔

یورپین منطق بھی ناکافی پایا جاتا ہے کیونکہ اُس کا سلسلہ دلیل صرف مصنوعی  
و خلاف قدرت ہی نہیں ہے جیسا کہ اب صاف عیاں ہو گیا ہو گا بلکہ اُس کا کوئی سرکار  
دریافت حقیقت سے نہیں ہے۔ وہ صحیح علم منطق ہونی کی نسبت زیادہ تر علم تعبیر سے  
مشابہت رکھتا ہے۔

بلاشبہ وہ نیائے اور بودھوں کی منطق کی نسبت زیادہ صحت رکھتا ہے  
لیکن اُس کا کام محض منطقی جملوں کے مفہوم کی تعبیر پر محدود ہے تاکہ اُنہیں اور نتیجہ میں  
اصطلاحی مطابقت قائم رہے۔ ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں کہ اس اصطلاحی مطابقت

۱۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۲۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۳۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۴۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۵۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۶۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۷۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۸۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۹۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔  
 ۱۰۔ شہ - شہ کے لئے کہتے ہیں جو کہ ایک خاص مقام پر واقع ہو اور اس کے گرد و پیش میں آبادی ہو۔



اس قدر قی منطقی ہے کہ ترین فائدہ قدرت پر پورے طور سے حاوی ہونا ہے کہ جس سے  
 پہلے سے اعلیٰ انسانی مقاصد پر پورے ہو سکیں۔ قوم انسان کے لئے وہ روز بہت مبارک  
 ہوگا جس دن یہ قدر قی منطقی مدرسہ میں لڑکے لڑکیوں کو پڑھایا جاوے گا اور میں  
 اُمید کرتا ہوں کہ پرائمری سکولوں میں بھی کسی سادہ طریقہ پر شروع کرایا جائے گا۔  
 یہاں پر یہاں منطقی ختم ہوتا ہے جس کے سمجھنے میں مجھے یقین ہے کہ بچوں کو  
 سے زیادہ نہیں لگا۔

اب میں قسم بندی کے بارے میں چند الفاظ کہوں گا جس کا مطلب چیزوں کو لگنے  
 خواص کے بموجب مختلف اقسام میں منقسم کرنا ہے۔ خاصیت کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ کسی  
 صفت کسی شے کی ہو جو اُس سے کبھی علیحدہ نہ ہو سکے مثلاً جیسے گرمی آگ سے کبھی الگ  
 نہیں ہو سکتی یا وہ جو علیحدہ ہو سکے جیسے دائرہ جو انسان کے ٹکڑی ہوتی ہے اور علیحدہ بھی  
 ہو سکتی ہو۔ اصلی خاصیت اسکو کہتے ہیں جو اپنے کلاس کے ہر ممبر میں پائی جائے مگر اُس کے  
 باہر اور کسی چیز میں نہ پائی جائے۔

سیٹافز کس لینے فلسفہ کا دوسرا مدگار علم التجزیہ (analysis) ہے جس سے  
 ہم کسی مرکب شے یا خیال کے اجزاء کا حال دریافت کر سکتے ہیں۔ اور آخری مدگار فلسفہ کاٹے  
 لینے لحاظ نسبتی ہے جسکی اہمیت اس بات کی مستحق ہے کہ اس کا ذکر کچھ تفصیل سے  
 ساتھ کیا جاوے۔ اس کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہے کہ جس قدر درجہ جڑے اور غلط فہمیاں انسانوں  
 میں آپس میں مذہب اور فلسفہ کے متعلق ہوئے ہیں وہ سب اس کے اصولوں کی ناقصیت  
 کا نتیجہ ہیں۔ لفظی معنوں میں نے واو سے مراد لحاظ نسبتی ہے، اور فلسفہ میں کسی امر یا چیز  
 پر عمارت بناتے وقت اس امر کا لحاظ رکھنے سے ہو کہ وہ امر یا چیز کس پہلو کو لئے ہوئے ہو۔  
 اگر ایسا نہ کیا جاوے گا تو فلسفہ کی عمارت ٹھیک بنے گی۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ مادہ  
 کی تمام اشیاء ادنیٰ بدلتی رہتی ہیں اور ٹوٹ پھوٹ کر تماشے ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ



اس کے لئے ہرگز آزاد و عہدہ اور موزون موقع بعد کو ملے گا۔ یہاں تو صرف اتنا کہنا ضروری ہے کہ  
 شاستر کا اصلی کام ہرگز نہیں کہ بیشک علم کا سکھانا ہے تاکہ ہم سچے برعل کر کے اپنے اصلی مطالب  
 کو حاصل کر سکیں۔ اس مذہب ہر شاستر جو سچے گرو کا سکھایا ہوا ہے وہی ہے۔ سچے پیپل بھی کیا گیا اور  
 وہ ایک بہہ دان دانی و ستیل و مال کے سب امور و تعلقات کے جاننے والے اور استاد  
 کا کام ہے اور منطقی تعلق (ویا پتی) کی پتی اور آخری کسوٹی ہے۔ حتیٰ کہ جو امر کہ سچ ہے  
 والے شاستر کے خلاف ہے وہ ضرور غلطی اور پریشانی اور ٹھوکر کھلانے کا باعث ہو گا۔  
 یہاں پر آج شام کا مضمون ختم ہوتا ہے اور ہم بھی آج یہیں پر رُک  
 رہے ہیں۔



[illegible]

نسبہ و نسبت، اور - خ، نسبہ و نسبت، اور نسبت

(17)

نہیں پایا جاتا ہے جو اپنے ذاتی تجربے سے یہ کہنے کے لئے تیار ہو کہ اُس نے چیزوں کو معدوم اور بننے والا  
یام سے وجود میں آتے ہوئے دیکھا ہے۔

قیام قدرت کا قانون یہ بتاتا ہے کہ جو ہر (درمیں) ہمیشہ کار بننے والا یعنی ابدی ہے۔  
جسے کہ برکچر واقعی اور دراصل موجود ہے اُس کا کسی نامش نہیں ہو سکتا۔ جب کہ ایک چیز نظر  
معدوم ہو جاتی ہو تو دراصل اُسکی محض شکل بدل جاتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بالکل ہی ہستی سے نیست  
ہو جیسی کہ مثلاً اس مسری کی ڈلی کی جو دودھ یا پانی میں گھل جاتی ہے محض شکل بدل جاتی ہو اور وہ  
شعبہ حالت سے رقیق حالت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر مینہ کا برسنا ہوا کی مٹی کا  
پانی کے قطروں کی صورت میں تبدیل ہو کر زمین پر گرنا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ بادلوں کے  
چھپے ہوئے کوئی دیوتا بیٹھ کر نیستی میں سے بارش کو پیدا کرتا ہو۔ اُوبٹنے سے پانی بجاپ بن  
جاتا ہے اور بجاپ پھر ٹھنڈا کر مقرر ہو جاتی ہے۔ جیسا ہیکل صاحب کہتے ہیں دنیا میں ہم کہیں  
مادہ کے نیستی میں سے ہست ہونے یا پیدا کئے جانے کی کوئی مثال نہیں پاتے ہیں یہ تجربے  
آزمایا ہوا اصول جیسرا کوئی لمحہ نہیں کرتا ہی علم کیمیا کی بنیاد ہی۔ اور اُسکی جانچ ہر وقت ہر شخص  
ترازو کے ذریعہ سے کر سکتا ہے۔ (The Riddle of the universe)

جو ہر کے قانون کا نیم یہ بتاتا ہے کہ اشیاء کے خواص و اوصاف بھی ہمیشہ کے  
ہیں گو کہ مختلف جوہروں کے ملنے سے انہیں تبدیلیاں واقعہ ہوتی ہیں۔ مثلاً رنگ و موڈ وغیرہ  
اوصاف جو مادہ میں پائے جاتے ہیں ہمیشہ سے مادہ میں ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اصلیت  
یہ ہے کہ جو ہر اُس کے اوصاف ایک ہی چیز کی دو شکلیں یا پہلو ہیں کیونکہ اپنے اوصاف سے  
مخلوہ جو ہر کوئی شے نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ کہنا بہتر اسکے ہے کہ اوصاف جو ہر ہی میں رہتے ہیں  
اور جو ہر اوصاف کا ہی مجموعہ ہی۔ مثلاً سونا اپنے کل اوصاف جیسے نرمی۔ بھاری پن۔  
مادی پن وغیرہ وغیرہ کے ہی مجموعہ کا نام ہے اور ان سے مخلوہ کوئی شے قیاس نہیں کیا  
جاسکتا ہے۔ جو ہر میں پیدا نش اور نابش اور قیام ایک ہی ساتھ میں پائے جاتے ہیں۔

[illegible][illegible]

جیسے نامی گرامی عقل مندوں کا تیز اور زبردست قسم بن گیا اور اس سے بھی زیادہ ترقی کر سکا ہے۔ اس خیال کے مطابق ادراک کی اسے اسے صہرتین ابتدائی انش کی شدت سے حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن یہ محض قیاس ہی قیاس ہی اور اسکا وار و مدار دو قسم کے امور مشاہدہ اور ایک قسم کے مذہبی مناظرہ پر ہو۔ امور مشاہدہ یہ ہیں (۱) یہ کہ مادہ کا اثر ادراک کے تحت پر ہوتا ہو اور (۲) یہ کہ تمام جانداروں میں ایک ہی قسم کے عقلی قوا و نہیں پاسے جاتے ہیں اور مناظرہ یہ ہو کہ روح تغیر و تبدل حالات سے آزاد ہو یعنی روح ہمیشہ اور ہر موقع پر ایک ہی حالت میں قائم رہتی ہے۔ امور مشاہدہ کے خلاف مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ وہ پورے طور سے ثابت ہیں اور انکی تردید نہیں ہو سکتی ہے۔ سچ تو یوں ہے جیسا ہم دیکھیں گے کہ سائنس مذہب نے بھی انکا پورا لحاظ نہ نظر رکھا ہے۔ مناظرہ کا اخبار میکمل صاحب کی مشہور و معروف کتاب *The Riddle of the Universe* نامی کتاب میں اسطور پر پایا جا سکتا ہے۔ انہی ہی قسم کے واقعات سے یہ ثابت ہو کہ انسان کا ادراک اور اس کے نزدیک ترین دودھ پلانے والے جانوروں کا ادراک بھی تبدیل ہونے والی شے ہو۔ اور یہ کہ انکی قوت اندرونی اور بیرونی اسباب سے مثلاً خون کے دورہ وغیرہ اور بھیجے کی چوٹ مشکل وغیرہ کے استبدال سے آدنی بہ لتی رہتی ہے۔ زندہ اجسام میں ادراک کی نشو و نما اس بات کو بخوبی ظاہر کرتی ہے کہ وہ کوئی بے وجود شے نہیں ہو بلکہ بھیجے کا ایک مادی طور ہے اور اس لیے وہ ہر کے متعلق جو قانون ہے اس نے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ اصلیت یہ ہو کہ سائنس مذہب نے کبھی روح کو ایک بے وجود شے نہیں مانا ہو گا کہ میکمل صاحب اس کے خلاف سمجھتے ہیں اور نہ یہ کبھی مانا ہو گا سپر مادہ کا اثر نہیں پڑتا ہے۔ اگر یورپین باہران سائنس کو جس خیال سے مقابلہ پڑا وہ حقیقی مذہب کی اصل رائے نہ تھا بلکہ خالق پرستی کا ایک بہم مناظرہ تھا جس کے بموجب روح ایک بے وجود اور کبھی نہ بدلتا شے ہے۔ اس وجہ سے ہم باہران سائنس کے روح کے وجود سے انکار کو قطعی انکار نہیں سمجھتے۔

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



سوچنا۔ دیکھنا اور سننا نہیں بابا ہے اور یہ کس طرح بھی قیاس میں نہیں آتا کہ یہ قوتیں (دیکھنا، سننا، محسّس تیزی یا تشدید کے طور پر قوت لامسہ میں سے جو مادہ کے ایک ذرہ میں باقی گئی ہو نکل سکتی ہیں۔ محض چھوٹے کی قوت اور ان اعلیٰ درجہ کے ادراک کی کارگزاریوں میں جو تیز اور ارادہ کے درمیان استاثر فرق ہو کہ اسکو ہم صرف لفظی اصطلاحوں یا جملوں سے رفع نہیں کر سکتے ہیں اور وہ اس بات کا خواستگاہی کہ تیزی اور تشدید کے مسئلہ کی نسبت کوئی زیادہ محمول تشریح اُسکی کیجائے۔ اس بات کی تائید میں کہ چھوٹے کی طاقت میں مدّش غیری یا منطقی دلیل نکل سکتی ہے ذرا بھی شہادت نہیں ہے اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ آپ کینٹ (Kant) یا شوپن ہوار (Schopenhauer) جیسے بڑے آدمیوں کے فہم کو محض ایک چھوٹے کی حس کو ہزار گنا دل لاکھ گنا یا ستواہ گنا کرنے سے سنبھال سکیں۔

علامہ اس کے مادہ کے ایک ذرہ سے جو چیز وابستہ ہو وہ اس سے کبھی ملوہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ ذرہ کو ہم توڑ پھوڑ نہیں سکتے ہیں اور نہ اس کے کوئی ایسے اجزا یا انش ہیں جو اس سے علیحدہ ہو سکیں۔ ذرہ میں مانے ہوئے ادراک کا تیز کرنا بالکل ہی ناممکن ہے کیونکہ کوئی ذرہ اپنے میں کوئی ایسی منتقل ہونے والی صفت نہیں رکھتا ہے کہ جبکہ وہ کسی اپنے بجائی یا بہن کو ہبہ کر سکے اور نہ انسان ہی اپنے ادراک کو اپنے کسی حاجت مند بجائی کو دے سکتا ہے کیونکہ ارادہ۔ ملاحظہ۔ تجربہ اور اللہ تعالیٰ مثل دنیاوی چیزوں کے منتقل ہونے والی اشیاء نہیں ہیں۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ یہ قیاس کہ مادہ کے ذروں میں ادراک کا ابتدائی انش ہے جو ہندسہ بڑھتے بڑھتے تیز ہو کر ایک مسج یا اعلیٰ فلاسفر کی جامع روح بن سکتی ہے واقعات کے انکشاف کرنے کے لیے قطعی ناکافی ہے اور مانا نہیں جاسکتا ہے۔ لیکن مادہ پرستوں کا ابھی ایک قیاس اب باقی ہے جسکی بنا پر وہ ادراک کے وجود کی تشریح کرتے ہیں۔ اب ایک

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
موسى عليه السلام في القلعة الحصينة  
التي لا يدخلها الا من يشاء الله

“सुखं भवति” इति चेत्—

[illegible]

$\frac{1}{2} \pi - \frac{\sqrt{3}}{2}$

— ۱۲۳ —

[illegible]

بجہ نذر اجنبی بھڑکے بیوقوف کی جھڑپ کر کے اس کو اس کے

— ۱۰۰ —

[illegible]

کہا ہو۔ تو پھر یہ کہاں سے آیا۔ آپ خونِ پتھروں میں سے نہیں نکال سکتے ہیں اور نہ جس اوراک۔ منافق۔ تجویز یا ارادہ کو بڑھینے بے جان دڑوں میں سے۔ بل فاسٹ کے مقام پر ویسے کئے مشہور نقیصر من جو دیں رو فیئر ٹنڈل صاحب نے اپنے فرضی مخالفت بشب بٹلر پر مہمل کی تھی اسکی تردید آج تک نہیں ہو پائی ہے اور وہ یہ ہے۔

”اپنے بے جان یا ٹنڈرو جن کے دڑوں کو لو اور اپنے بے جان اکیجن کے دڑوں کو لو اور اپنے بے جان کاربن کے دڑے لو اور اپنے بے جان نائیٹروجن کے دڑے لو اور اپنے بے جان فاسفورس کے دڑے لو اور اپنے تمام اور دڑے لو جو پتھروں کی طرح ہیں بے جان ہیں جنکا کہ بھیجا بنا ہوا ہے انکو ملحدہ اور بے حس خیال کرو اور انکو ایک دوسرے کے ساتھ دوڑتے ہوئے اور سب قسم کے مرکبات بناتے ہوئے من میں بچار ویشل ایک بے جان کارروائی کے یہ سب قابل قیاس ہو لیکن کیا تم دیکھ سکتے ہو یا کسی طرح عقل میں یہ بات لاسکتے ہو کہ اُن بے جان حرکتوں میں سے اور ان متنفسِ مردہ دڑوں میں جس خیال اور جذبہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیا پاسون کے اُچھالنے سے تم ہومر (یہ ایک بڑا شاعر گذرا ہے) کو پیدا کر سکتے ہو یا گولیان لڑاکر علم حساب کے پیچیدہ اصولوں کو..... تم انسانی فہم کا جو اس امر کا خواباں ہو کہ دڑوں کے حرکات اور لوہے کے طور میں منطقی تعلق دکھایا جائے اسطرح پر کبھی اطمینان نہیں کر سکتے ہو۔“

”ٹنڈیل نے خود مادہ کی تعریف کی اس میں زندگی اور اوراک کو شامل کر کے توسیع کرنے سے اس مشکل سے بچتا چاہا۔ اُس نے کہا ہے۔

اگر ہم مادہ کو ڈیموکریٹس Democretus (ایک گریک فلاسفر کا نام ہے) کی نگاہ سے دیکھیں اور ایسا مابین جیسا کہ اُس کا علی کتابوں میں ذکر ہے تو اوراک کا زندگی کا اس میں سے نکالنا سمجھ میں نہیں آسکتا ہے۔ جو دیبل کہ بشب بٹلر کو حجون کی گئی ہے وہ میری رائے میں اس قسم کے مادی علم کو غارت کرنے کے لیے کافی ہو لیکن وہ لوگ جنہوں



کی جو کہ روح اور مادہ کے اوصاف کو ٹھیک ٹھیک طور سے دریافت کریں اور اسوجہ سے ایک کو دوسرے سے تیز کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ادراک کی خاص علامتوں کی جستجو ہر شخص کو اس امر کا قابل کر دیگی کہ وہ کوئی بھیجے سے پیدا ہونیوالی شے نہیں ہو خواہ اُس کا بھیجے سے کتنا ہی گہرا تعلق کیوں نہ پایا جائے کیونکہ جیسا ہم ابھی دیکھیں گے ادراک میں

(۱) متنفس ہیں

(۲) چیتن یعنی صاحبِ من ہونے کی صفت۔ اور

(۳) لافانی ہونا

پائے جاتے ہیں جبکہ بھیجا

(۱) مرکب۔

(۲) اچیتن یعنی چیتنِ پن سے بے بہرہ۔ اور

(۳) تسانی۔

۴۔

ہیکل اور اُس کے دوست ادراک کو ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا اُس کا اطلاق صرف انسان کی اور بعض اُوپے درجہ کے جانوروں کی زیادہ روشن تمیز پر ہی ہو اور اسپین اُن نیچے درجہ کے احساس کو شامل نہیں کرتے ہیں جیسے وہ کہہ کہ جبکو سب جاندار محسوس کرتے ہیں یا صدمہ جس کو کہ پونے اور درخت بھی محسوس کرتے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے مشہور معروف پروفیسر علمِ طبی سرگملیش چندر بوس نے حالِ میں علمی طریقہ کی پوری صحت کیساتھ ثابت کیا ہے ہیکل جیسا کی رڈل آف دی یونیورس (The Riddle of the universe) میں سے مفصل ذیل مقصود مادہ پرستوں کے عقیدہ کو بہت صاف طور سے ظاہر کرتا ہے۔

جیسا کہ ہر شخص کو معلوم ہے نئے پیدا ہونے بچہ کے ادراک نہیں ہوتا ہے۔

پریر صاحب (Piercy) نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ادراک بچہ میں

[illegible]

ایسے موقعوں پر محض چھوٹے کی طاقت پر محدود ہو جاتا ہے۔ عادی ادراک اور امتیاز کے اظہار  
 کے لئے خاص خاص حالتیں ضروری ہیں۔ اور محض ایک گل کے پھلنے کی سی زندگی سے بقی  
 کر نیکے کے کسی ایسے آلہ کی ضرورت ہے جس سے طبیعت اور عادات کی حرکات کو روکا جاسکے۔  
 میان آپ کا بھیجا کار آمد ہوتا ہے جو بطور ایک قسم کے مہر مار (چھینک) کے گیان اندریوں  
 اور کرم اندریوں سے تعلق رکھنے والی نسون کے جال کے اوپر اس لئے پھیلا ہوا ہے کہ روح  
 کو بیرونی اشیاء کا علم کرا دے یا حسب ضرورت جسمانی حرکات پر قابو رکھے۔ لیکن یہ قیاس  
 کرنا کہ قوت احساس بھیجے سے نکلی ہو منالطہ ہے کیونکہ بغیر بھیجے کے جانوروں میں بھی جو گل  
 کے پھلنے کی طرح کی حرکات ہوتی ہیں وہ ادراک کی عدم موجودگی ثابت نہیں کرتی ہیں اس  
 وجہ سے کہ ان جانوروں کو بھی احساس اور دکھ سکھ محسوس ہوتا ہے۔ احساس اور دکھ سکھ کا  
 محسوس ہونا بالکل مادی کارروائی نہیں ہے۔ انکا تعلق من سے ہے کہ امتیاز کر نیوالی عقل  
 انہیں موجود نہ پائی جاسکے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کہنا ناممکن ہے کہ گیان اندریوں کے تنوں  
 کی تحریک ہر حالت میں بذات خود عادی حرکات کرنے کے لئے کافی ہے۔ ایسا کہنے سے تو  
 گل کارخانہ محض مادی حرکات پر محدود ہو جاوے گا جہاں ادراک کی کوئی بھی ضرورت نہ رہے گی۔  
 مزید برآں یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ گیان اندری کے تنوں یا ناڈیوں کی تحریک میں اور جسم کے  
 کسی عضو کی حرکت میں ہمیشہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے مثلاً سوئی جیسی چھوٹی چیز کا چھبنا ایک  
 ہاتھی سے بھی جیسے جانور کے اپنا پاؤں ہٹا لینے کا باعث ہوتا ہے اور چھڑکا کا ٹپا ایک سوتے پر  
 دیوار کے بستر میں کر دھ بند لگے گا۔ ایسے موقعوں پر جو ابر واقعی ہوتا ہے وہ ایسا جان پڑتا ہے  
 کہ گیان اندریوں کی تحریک کا محض کام احساس پیدا کرنا ہی اور اس کے بعد کی منتفخ کی جاتی  
 تحریک اس کے جسمانی حرکات کا باعث ہوتی ہے جو اس صورت میں جہاں قوت امتیاز موجود نہیں  
 ہے عادات کے طور پر عمل پین آتی ہے اور جہاں وہ موجود ہے مخصوص اعضا کے بالارادہ  
 بننے جلتے سے۔





کر لیا ہے اور اس کے استعمال خود اس کی حالتوں (صحت - عمدگی وغیرہ) اور منتفیس کے جذبوں پر موقوف ہو گا۔ نئے پیدا ہونے کے بچے کا اپنے وجود کو اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے سمجھنے میں (یا بیان کرتے ہیں) قاصر رہتا ان مشکلات کا نتیجہ ہو گا جو ایک نئے اور یہی نازک آلہ کو استعمال کرتے وقت پائی جاتی ہیں جبکہ ایک ہوشمند مجرم کا اپنی دماغی طاقت کا استعمال نہ کرنا اسوجہ سے ہو گا کہ وہ اپنی خواہشات کو مغلوب نہیں کر پایا ہے۔

لیکن ہم کو چاہیے کہ اب ہم آئس کی زیادہ صاف الفاظ میں تعریف کریں۔ پہلی چیز جو ادراک کے متعلق غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ وہ منتفیس ہے۔ یہ بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ ہر شخص اپنے سے مثل اپنے ہی کے نہ کسی غیر کے آگاہی رکھتا ہے خواہ وہ تعریف جو اس کے میں اس کی ذات کی ہے مختلف اوقات پر مختلف اسباب سے کتنی ہی مختلف کیوں ہو اس طرح ہر کوئی شخص اپنے تئیں ایک سے زائد یا گروہ مردمان نہیں چانتا ہے۔ ہمارے خواہشات اور جذبوں میں ایک طرف اور تمیز اور دراندیشی میں دوسری طرف کتنی ہی مٹا کیوں نہ ہو لیکن کوئی شخص کبھی اپنے تئیں بطور ایک کمپنی یا جماعت اشخاص کے کہ جہاں پر معاملہ کا دار و مدار کثرت راستے پر ہو نہیں سمجھتا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آگاہی کا ذریعہ جسکو ہم ادراک کہتے ہیں ایک باطنی جاننے والی روحانی حالت ہے جسکی نہایت موزون ترین آگاہی کا احساس ہے۔ حتیٰ کہ میرا کسی چیز کا علم اُس چیز کی موجودگی یا قربت کا احساس ہے۔ اسطور پر کسی چیز کی آگاہی ہونے میں مجھے اپنی ذات کی اور اس چیز دونوں کی ایک ہی وقت میں آگاہی ہونا ضروری ہے جس کسی شخص نے علم یا آگاہی کو ایک قسم کا احساس سمجھ پایا ہو اُسکو یہ امر بالکل صاف معلوم پڑے گا کیونکہ جائزہ ضرور اپنے ہی وجود یا اُس وجود کی حالتوں کو ان تبدیلیات کے ساتھ جو انہیں دوسروں کی قربت یا موجودگی سے پیدا ہوتی ہیں محسوس کر سکتا ہے۔ یہ کہنا بالکل لغو ہو گا کہ میں دوسروں کے وجود کو تو محسوس کر سکتا ہوں مگر اپنے کو نہیں۔ دراصل دوسرے کے وجود کا علم

1

کبھی اس سے سجدہ نہیں ہوتی یعنی دہان بھی نہیں کہ جہاں ادراک کا اظہار محض چھوٹے کی طاقت پر محدود ہو گیا ہو۔ بلاشبہ اس نیچے درجہ کے ادراک کا ایک مادی ذرہ کے قتل میں قیاس کرنا ممکن ہو لیکن ماہران سائنس کی ہی کثرت رائے اس کے خلاف ہو اور یہ بالکل غلط ثابت ہو تا ہے جیسا کہ پہلے ظاہر ہو چکا ہے اور جیسا آگے چل کر بھی دکھایا جائے گا۔ لیکن ادراک اگر مادی ذرہ کی خاصیت نہیں ہے تو وہ بھیجے گا بھی کرب بھی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ متنفس پن کی صفت کا انسانی یا حیوانی بھیجے میں سے جو خود اکھنڈ نہیں ہے اور اس لئے متنفس پن نہیں رکھتا ہے پیدا ہونا قیاس میں نہیں آ سکتا ہے۔ کیونکہ بھیجا مادہ کے ذروں سے بنا ہوا ہے اور ایک گینی کی طرح کے متنفس پن کے سوا اور کسی متنفس پن کا موجد نہیں ہو سکتا ہے یعنی اس میں شخصیت اگر ہو سکتی ہے تو صرف ایک جماعت مردان کی طرح پر ہو سکتی ہے جو کسی معاملہ کے حل کرنے کے لئے اکٹھا کئے جائیں۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے خیالات ہماری اپنی ذات کی نسبت مختلف ہو جہ مثلاً بیماری مسمومیت وغیرہ سے بدل سکتے ہیں لیکن یہ کنا وہی بات نہیں ہے کہ ہمارا ادراک مثل ایک مینوسپل کشتروں کی جماعت کے ہے جو مینوسپل کی کسی میننگ میں فراہم ہوں۔ اگر بھیجے جیسی مرکب شے کی وقت میں شخصیت کو پیدا کر سکتی ہے تو وہ صرف ایک مادی ذرہ کی شخصیت ہو سکتی ہے کیونکہ بھیجے میں اور کسی چیز میں شخصیت

روح کے متنفس پن کے وصف پر اس امر کا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا ہے کہ بعض جہتوں سے اجسام میں ایک سے زیادہ جاندار پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں مت بتاتا ہے قدرت میں وہ قسم کے اجسام ہیں یعنی ایک جہ کہ جن میں صرف ایک ہی روح ایک جسم میں پائی جائے اور دوسرے وہ جو مثل ارواح کے جتنے کے ہوں۔ ان میں سے آواز الذاکر کے عموماً متعدد یا کوئی اور عضو یا اعضاء جسمانی مشترک ہونے ہیں لیکن اور سب باتوں میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہوتے ہیں۔ مگر وہ اس میں درحقیقت ایک متنفس روح کی طور پر نہیں جاتے ہیں اور تاہم سے ایک یا زیادہ کا غارت ہو مناسب کا غارت ہو تا ہے۔ مثل اُن جگہوں کے ملک کے پہنچنے والی تو ام لڑکیوں کے ہیں جو ہر ایک پہلے بلا دوسری ہن کی شخصیت کو کسی قسم کا ذوالی پسو یا نیکہ مرگئی کو کہ اس دوسری نے بھی ایسے ایک لیے قریبی عزیز کی وفات سے کہ جو اس کے زیرین جسم کو اس کے ساتھ مشترک اپنا جسم بنائے ہوئے تھے بہت کچھ جسمانی اور روحانی صدمہ یا اہو کا۔

[illegible]

جیسا کہ ادراک کو اگر اسکو بھیجے گا پیداوار مانا جائے، مٹا پر لگے۔ اگر زندگی بھر کی باتیں کسی تنفس کو یاد رہ سکتی ہیں تو یہ دینی ماننا چاہیے کہ اس میں حافظہ کی قوت برابر قائم رہتی ہو۔ جو تنفس کے پہلی مرتبہ کسی مخصوص لمحہ پر وجود میں آتا ہو اور جو اس لمحہ کے بعد فوراً مٹا رہتا ہو کسی ترکیب سے ان باتوں کو جو اس کے پیش رو ان کے بانی تھیں انہیں جان سکتا ہے۔ اور نہ ان کے محسوسات کو محسوس کر سکتا ہو۔ اس امر کے لئے ایک ایسے تنفس پن کی بنیاد کی جو وقت کے ساتھ روانہ رہتی ہو یعنی جو قائم رہتی ہو ضرورت ہے اور ادراک کے متعلق امور کا یعنی جذباتوں، حافظہ، اور ارادہ کا انکشاف ہوتی ہے جس سے ہر چیز پیدا ہوئی ہو الی سمجھ کی بنا پر ناممکن ہو خواہ اسکو کتنی ہی فصاحت اور کتنے ہی بڑے آدمی کے کلام کو تائید میں لیتے ہوئے بیان کیا جائے۔

دوسرا وصف ادراک کا سلم سے تعلق رکھتا ہے جسکا امتیاز مادہ اور مادی چیزوں سے کرنا ضروری ہے۔ ادراک میں اندرونی وسعت یا گنجائش ہو جو غیر محدود و رانش ہمت نیکی۔ ارادہ وغیرہ کا قیام گاہ ہو سکتی ہو۔ لیکن مادہ کے فوراً میں کوئی اندرونی طرف ہی نہیں ہو کہ جسمیں کوئی چیز سما سکے۔ مادہ کے تعلق میں دنیا کے سلسلہ میں تدریج ترقی کر کے مسئلہ (مستند) کا مفہوم اجسام کا ذریعہ کے ہمیشہ کے ملاپ و مرکبات کے ذریعہ سے عمر کی حاصل کرنا ہو۔ من کے سلسلہ میں اسکا مفہوم ادراک کا اندرونی روشنی اور وسعت خیال کی دولت سے بھر پور ہونا ہو اور ادراک بذات خود ایک دنیا ہو جو بے شمار خیالات اور احساس وغیرہ سے آباد کی جا سکتی ہو۔ لیکن مادہ کو کوئی اندرونی محسوس نہیں ہے جس میں ایک خیال کو بھی جگہ دینا کے سمجھ کی صفائی ایک فرض ابتدائی چھوٹے کی قوت کے انش کو دو گنا چو گنا کرتے نہیں حاصل ہوتی ہو بلکہ من کے مندرجہ تارکی اور دھندلا پن کے ہر شے سے یہ حالت بالخصوص اودھی گیان یعنی درویشوں کی روشن ضمیری کی ہو جو سخت پتیشا فاقہ کشی اور

[illegible]

و معلول و اقصیٰ اس قسم کا خیال نہیں ہو کہ جو تدریج چھوٹی شروعات سے بڑھ کر قانون قدرت  
 کے درجہ پر پہنچا ہوا اور غیر محدود و خلا کا خیال کسی طور پر بھیجے کی ابتداء نشوونما کے ساتھ  
 بڑھتا ہوا قیاس میں آتا ہو۔ انسانی عقل ان قدرتی خیالات کی کوئی ابتدائی حالت اس  
 سے وہ بڑھتے بڑھتے تکمیل کو پہنچے ہوں من میں نہیں جاسکتی ہے۔ یہ قدرتی خیالات  
 من میں ہی موجود ہیں جہاں سے کہ وہ فہم کے اُجلے پن کے ساتھ نمایاں ہوتے ہیں۔  
 اور اک کے یہ ناقابل انتقال اوصاف اس وقت جبکہ کاش پرکاش سب سے نیچے درجہ  
 کے احساس کی صورت میں تقاضہ و ادراک کی ہی گو دین غافل پڑے سوتے ہوئے  
 اس طرح سے کل خیالات یعنی کل علم روح کے وجود میں موجود ہو۔ چنے اوپر کہا ہے کہ ہر  
 روح میں ہر دانی کی قابلیت ہے یہ امر آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ چونکہ  
 روح ایک بے وجود شے نہیں ہے بلکہ ایک قسم کا جو ہر ہوا لئے ارواح کی قدرتی  
 خاصیتیں خواہ وہ کہیں ہوں یکساں ہوں گی۔ یہ مہربل اس کہنے کے ہے کہ تمام ارواح  
 اپنے ذاتی اوصاف کے بارہ میں یکساں ہیں خواہ وہ ان اوصاف کے اظہار کے  
 بارہ میں ایک دوسرے سے کتنی ہی مختلف کیوں ہوں۔ جیسے خالص سونے کے  
 اوصاف ہر حالت میں یکساں ہوتے ہیں خواہ ہم ہندوستان میں یا چین میں یا انگلستان  
 میں اُسکو دیکھیں اس طرح ہر خالص جوہر روح کے اوصاف بھی یکساں ہیں۔ اور جیسے  
 سونے کی قسموں کا اختلاف کہوٹ کی مختلف مقداروں کے ملاپ سے ہوتا ہے اس  
 ارواح کے اختلاف بھی کسی مختلف شے کے اس سے مختلف مقداروں میں ملنے سے پیدا  
 ہوتے ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو امور ایک روح جان سکتی ہے وہ باقی سب ارواح  
 جان سکتی ہیں۔ اور یہ ایک شجاعی اصول ہے جو تعلیمی محکموں کی بنیاد ہے کیونکہ اگر مختلف درجہ  
 کے لئے مختلف حدود علم کی قائم ہوتیں تو درسون اور کالجوں کا ہر شہر اور دیار میں  
 قائم کرنا تنصیع اوقات ٹھہرتا۔





ان اوصاف کی ہستی کو جبکہ کبھی کوئی نہیں جان پائیگا ثابت کرنے کے لئے کوئی دہرہ ہوا محض  
 بحث کر چکی ہوتی ہے۔ پہلی صورت میں تو آپ ان اوصاف کو جانتے ہیں  
 کیونکہ آپ کے پاس اُن کے وجود کی دلیل موجود ہے لیکن دوسری صورت میں آپ کا سامنے منقول  
 ہر چیزوں کا علم مشاہدہ کے علاوہ منطقی دلیل سے بھی ہوتا ہے جیسے خلا اور آکاشر (void and matter)  
 کا اور یہ علم منقول (جو عقلی طور سے ثابت ہے) عام ہوتا ہے۔ پس جس انتخاب کو کوئی نہ مشاہدہ  
 سے اور نہ عقلی طور سے کبھی جان پاوے گا اُس کا وجود کبھی کوئی ثابت نہیں کر پاوے گا اور جس کا  
 وجود کبھی کوئی ثابت نہیں کر سکیگا وہ صاحب ہستی نہیں ہو سکتا۔ یہ دلیل کہ اشیاء کا  
 پورا علم حاصل ہونیکے قبل اگر جاننے والے سب غارت ہو جائیں تو اشیاء کا علم کبھی  
 حاصل نہ ہوگا لاطایل ہے۔ کیونکہ اس سے وہ نا جاننے قابل نہیں بن سکتے۔  
 یہ غور کے قابل بات ہے کہ ہمارا انتخاب

(جس کو کوئی نہ جانتا ہو) کا ہم معنی نہیں ہو بلکہ اس میں ایک مزید صفت پائی جاتی ہے  
 کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اُس چیز کو جس پر اس کا اطلاق ہو کبھی کوئی شخص جان نہیں سکیگا گو کہ  
 قابل عقلمند لوگ موجود ہوں اور تلاش سختی اور سائنس میں مشغول ہوں۔ اس لئے اگر  
 ریڈیم، بنیر تار کے تار برقی، گرمیو فون اور اسی قسم کی دیگر انیسویں صدی کی ایجادیں  
 انٹاروین صدی کے آخر میں کل جاننے والوں کے غارت ہو جانکی وجہ سے نامعلوم  
 رہ جائیں تو وہ حالت صرف جانتے قابل چیزوں کے بنیر جانے ہوئے رہ جائیں گی ہوتی  
 نہ کہ کسی ایسی چیز کی کہ جس کو کبھی کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ اصلیت یہ ہے کہ بنیر کافی  
 ثبوت کے کسی چیز کی ہستی تسلیم نہیں کی جاسکتی ہے۔ اور اس لئے جس چیز کو کبھی کوئی  
 جان ہی نہیں پائیگا اُسکی ہستی کبھی ثابت نہیں ہوگی۔ پس آپ کا یہ کہہنا کہ  
 خواہ اُس کو چھوٹے حرفوں میں لکھئے یا بڑوں میں ایک بہت بڑے فلسفہ کا ایجاد کر دوں گا  
 جس سے اُس نے کچھ عقل والے نو سکھیوں کو خوف زدہ بنا رکھا ہے۔ طبعی دنیا میں بھی ظاہر ہے



کہ وہ پردیس راہوں کی ذیل کی مقول لے جتنی ہو نیسے انکار نہیں کریگا۔  
 (صفات ۴۰، نہایت ۴۱۰، *Bowen's metaphysics*)  
 ”من کو مثل ایک موم کی تختی کے مان لینے سے اور چیزوں کو  
 اسپر منتقل ہوتے ہوئے خیال کر نیسے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ  
 ہکو بڑی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ گرا سید وقت تک جب تک  
 کہ ہم یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ یہ تختی کہاں ہے اور اسپر چیزیں  
 کیونکر اپنا نقش جاتی ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو انکا علم  
 کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ احساس اور مشاہدہ کے فوری  
 پیش روان بھیجے کی ناڑیوں کی تبدیلیاں ہیں۔ بیرونی  
 دنیا کا جو کچھ حال ہکو معلوم ہے وہ سب ان ناڑیوں کی  
 تبدیلیوں کے ذریعہ سے ہے۔ لیکن یہ ان بیرونی اشیاء سے  
 جنکا وجود انکی علت غائی مانا گیا ہے بالکل مختلف ہیں۔  
 اگر ہم من کو روشنی میں اور اشیاء بیرونی پر بیٹھے ہوئے  
 قیاس کریں تو خیال کی کم از کم تسکین ہو سکیگی لیکن جب ہم  
 جانتے ہیں کہ من ہکو پڑی کی اندھیری کو ٹھہری میں ہکا  
 بیرونی دنیا سے ملاتی ہوتا ہے اور اسپر بھی اشیاء کے  
 نزدیک نہیں آتا بلکہ کچھ ناڑیوں کی تبدیلیوں کے  
 نزدیک آتا ہے جن کے وجود سے مزید برآں وہ بالکل  
 نادائق ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اشیاء بیرونی بہت  
 دور ہیں۔ تصویروں من کے نقشوں وغیرہ کی گفتگو  
 بیان سب بیکار ہو جاتی ہے کیونکہ جن حالتوں میں



پیدا کرتی ہے اور کسی شے سے ان علامات کی نسبت زیادہ  
 قریب نسبت آتی ہے اسلئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعبیر کے اصول  
 ہی سبب بن میں موجود ہیں اور یہ کہ پیدا ہونے والا علم  
 ابتدا میں سن کے اوصاف کا ہی اظہار ہے تمام تحریک  
 سے پیدا ہوئی والے افعال اسی طور کے ہوتے ہیں اور  
 علم ہی اسی قسم میں آتا ہے۔

ادھر دوائے مضمون میں خاص خاص جملوں پر رد دینے کے لئے  
 میں نے اوٹے نیچے لکھ دی ہیں۔ اب ہم دیکھ سکتے ہیں کہ تمام علم  
 سن کے اندر ہی رہتا ہے اور تعلیم کا مفہوم صرف اسکو باہر نکالنا ہے۔  
 اب ایک لمحہ ہر کے لئے ہلکے پھر اس خیال کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جس کے  
 بموجب پہچا اور اک کا پیدا کرنا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بھیجا ہمیشہ قائم رہے  
 والی شے نہیں ہے جس مادہ کا وہ بنا ہوا ہے وہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔  
 آپ اس بات کو بھی جانتے ہیں اور یہ بحث کے دائرہ کے باہر ہے کہ یہ بدلنے اور  
 ضائع ہونے والا بھیجا صرف ایسی چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے جو ایک لمحہ ہر ہستی میں  
 رہیں اور اتنی ہی جلدی معدوم ہو جائیں جتنی جلدی کہ وہ پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے  
 بھیجے سے پیدا ہونے والا اور اک مادہ ایک مذی یا ہوسلئے ہے کہ جس میں ایک  
 مجموعہ قطرات آب کسی مقام پر ایک لمحہ سے زائد نہیں ٹھہر سکتا۔ یا آپ اس کو  
 تشبیہ روشنی کی کرنوں سے دین جو بذات خود قائم رہنے والی نہیں ہیں۔ اب  
 آپ جانتے ہیں کہ کتنی تعلیم اور کتنے برسوں کی محنت اور مشقت سے ایک کینڈ  
 یا شوپن ہو رہا لائڈ جارج صاحب کا من بنتا ہے اور ابھی آپ نے پروفیسر راول  
 صاحب کی کتاب سے معلوم کیا ہے کہ علم اور ناٹریوں کی تبدیلیوں کے ترجمہ کا

[illegible]

# تیسرا ایکچر

## سائنس

### (ب)

تو بھیجے کے زخموں کا حافظہ پر کیوں اثر پڑتا ہے۔ ہاں اسکی وجہ اسطور پر ہے کہ صاحبِ ادراک کی زندگی مختلف قسم کی خواہشات جذبات و دلبستگیوں کی ایک رو ہے جو دنیا کی فکر کو جہ سے یا یوں کہو کہ تجربہ کے باعث بدلتی رہا کرتی ہے۔ یہہ خواہشات و جذبہ وغیرہ محض حرکت پیدا کر نیوالی قوتیں ہیں جنکا کام بچار کر نیکی طاقت سے اگر روکا یا روکنا چاہو تو وہ ہمیشہ اپنے تئیں جسم میں حرکت پیدا کرنے اور احساس اٹھانے میں مصروف رکھیں سوائے اسوقت کے کہ جب کسی باعث سے ایسا کرنے سے معذور ہوں۔ مگر بچار کے لئے جو ادراک کا دوسری قسم کا فعل ہے یہ ضروری ہے کہ اس ددائی حرکت کی کم پڑیادہ رکاوٹ ہو۔ دانشمندی کا مفہوم پس حیات کی خواہشات و دلبستگیوں کی ندی کی رو کو روکنا ہے اور بچار کے معنی اس رو کو خود اٹھائی پر اتار دینے کے ہیں تاکہ زمانہ ماضی کے تجربہ میں سے حال کی رہبری کے لئے کوئی اصول دستیاب ہو۔ یہ بات توجہ کی سمت کے ذرا بدل دینے سے حاصل ہو جاتی ہے یعنی توجہ کے حال کے ساتھ نہ دوڑنے اور اسکے گزرتے ہوئے لمحہ پر ٹک جانے یا گزشتہ کی طرف مبذول ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ حافظہ مثل نبی بنائی تصویروں یا فوٹو کے عکسوں کے نہیں ہے کیونکہ نہ تو بھیجے ہی میں اور نہ کسی اور حصہ جسم میں کسی مقام پر کوئی تصویر خانہ یا فوٹو کی الیم ہے گزشتہ کی یادداشت مثل اسکی قوتوں کے پائی جاتی ہے جن سے از سر نو شاہد بن سکتا ہے۔





تو دوسری اندریون کی تحریک اس تک نہیں پہنچ پاتی ہے۔ لیکن جب یہ کہیں پویا تاکہ  
 ڈھیل پڑ جاتا ہے تو حیات کی متحرک روکا وقت یا مثال تبدیل ہو جاتا ہے اور منہ منہ  
 حرکات ووقفہ حرکات نمود میں آتے ہیں۔ یہ جنبشیں اور حرکات احساسی مقامات بھیجے  
 کی مدد سے یادداشت میں جان ڈالتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا بجا ہوگا کہ یادداشت  
 میں تحریک وحرکات من کے اندر سے آتی ہیں اور مشاہدہ میں بیرونی شے سے۔ دونوں  
 صورتوں میں بھیجے کے مقامات صرف جامہ احساس ہٹیا کرتے ہیں جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔  
 حافظہ کی بیماریاں پس دو قسم کی ہونی چاہئیں یا تو وہ مخصوص مخصوص جنبشوں یا حرکات کے  
 قبول کرنے میں قاصر رہنے سے پیدا ہونگی یا بھیجے کے مقامات کے زخم ان جنبشوں وحرکات کے  
 احساسی جامہ سے محروم رکھینگے۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ حافظہ کا مادہ سے  
 بالکل تعلق ہی نہیں ہے۔

یہ خیال کہ حافظہ اور مادہ میں کوئی تعلق نہیں ہے اتنا ہی ہل ہوگا جتنا یہ کہنا کہ حافظہ  
 محض مادی دماغ کی پیداوار ہے۔ تمام سنسکار (حافظہ کی اندرونی علامات یا نقوش)  
 مادی ہیں یعنی وہ ہی جو آنکھ کے سوا اور باقی حواس کے ذریعہ بنتے ہیں۔ اندریون سے  
 براہ بیرونی حرکات کی تدیان فکر یا کماتی ہیں اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے  
 اگر ان حرکات کے لطیف مادہ کا ایک جزو یادداشت کے بننے میں کام میں آوے  
 البتہ تعجب اس میں ہوگا کہ سنسکاروں کو بالکل ہی غیر مادی کہا جاوے۔ جیسا میں نے  
 کی ادنیٰ نالیج میں کہا ہے حافظہ ایک قوت ہے جو نہ خالص روح میں اور نہ خالص  
 مادہ ہی میں ہو سکتا ہے بلکہ اس روح میں ہوتا ہے جو مادہ کے میل سے ناپاک  
 حالت میں ہوتی ہے۔ کیونکہ خالص روح ہمہ دان ہوتی ہے جو حافظہ جیسی محدود قوت  
 کے خلاف ہے اور مادہ بغیر دراک کے ہے اور اسوجہ سے یادداشت سے محروم ہے  
 اس میں روح کے بعض اور اہم گون کی طرف متوجہ ہوئیگا۔ یہ امر آپ میں ہے

جنتیہ کرنا آقا جی جو کتب میں مذکور ہے وہ کتابیں ہیں جو کہ  
 آقا جی نے تہذیبی و تمدنی و علمی و ادبی و تاریخی و جغرافیہ و  
 طبیعی و فنی و ہنری و دیگر امور میں تصنیف فرمائی ہیں۔ اگر  
 کتابوں کی تعداد ۱۰۰۰ سے زائد ہے۔ ان میں سے بعض کتابیں  
 آج بھی موجود ہیں اور بعض کتابیں ضائع ہو چکی ہیں۔ ان میں  
 سے بعض کتابیں مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں اور بعض  
 کتابیں دیگر مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں۔ ان میں  
 سے بعض کتابیں مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں اور  
 بعض کتابیں دیگر مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں۔ ان  
 میں سے بعض کتابیں مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں  
 اور بعض کتابیں دیگر مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں۔

ان میں سے بعض کتابیں مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں  
 اور بعض کتابیں دیگر مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں۔  
 ان میں سے بعض کتابیں مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں  
 اور بعض کتابیں دیگر مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں۔  
 ان میں سے بعض کتابیں مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں  
 اور بعض کتابیں دیگر مکتبہ دارالکتاب میں موجود ہیں۔

اہم اسطور پر دیکھتے ہیں کہ ہمارے خوشی کے احساس روح کے جوہر کی  
خوشگوار تبدیلیاں ہیں جو اس میں بدولتی اسباب یا اندرونی من کی تحریک سے  
پیدا ہوتی ہیں اور دکھ کے احساس اسی طرح کی تکلیف دہ تبدیلیاں ہیں۔  
سکھ دکھ دونوں ہی ناشواں یعنی فانی ہیں۔ ان میں سے آخر الذکر یعنی دکھ  
اس دکھ سے بہری ہوئی دنیا میں جسکا نام کسی نے نہایت موزون طریق سے آئسٹون کی  
کہانی رکھا ہے جانہ اور دن کی قسمت میں بکثرت پایا جاتا ہے کیونکہ تھوڑا سا سکھ بھی  
جو یہاں مٹا ہے وہ اتنے درد سر اور پریشانی سے حاصل ہوتا ہے اور اپنی حاصل  
ہونے کی اور بعد کی حالتوں میں دونوں ہی میں اتنا تکلیف دہ کہنا کہ وہ تکلیف میں  
پیدا ہوتا ہے اور آئسٹون میں ختم ہوتا ہے کچھ مبالغہ نہیں ہے۔

خوش قسمتی سے ایک اور قسم کا آئندہ ہوکا حاصل ہو سکتا ہے مگر اس سے ہم  
قریب قریب بالکل ہی ناواقف ہیں۔ یہ آئندہ اصلی خوشی کی جہلک ہے جس کا  
مفہوم انگریزی لفظ *ہیومن ہارمون* کے لفظی معنی کے مطابق روح میں اس قدر قی  
آزادی کی لطافت کا محسوس ہونا ہے جو اس باعث سے کہ وہ روح کی خاص  
صفت ہے بعد پورے طور سے حاصل ہونیکے منتقل نہ ہونے والی دولت کی طرح  
اسکی ملک ہو جاتی ہے۔ ہم سب اس خوشی اور آزادی کے ہلکے پن کے احساس  
سے جو ہماری مرضی پر پڑے ہوئے کسی بوجھ یا فرض کے برطرف ہو جانے سے  
حاصل ہوتا ہے کم و بیش واقف ہیں۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی کے امتحان  
کے پاس ہونے سے۔ سوال یہ ہے کہ یہ آئندہ احساس کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟  
یہ ظاہر ہے کہ یہ خوشی دنیا کی لذات سے پیدا ہونے والی خوشی کی مانند  
نہیں ہے کیونکہ وہ تو دنیا کی اشیاء اور حواس خمسہ کے اصلی یا خیالی طور سے  
لینے سے پیدا ہوتی ہے۔ امتحان کے پاس ہونے سے جو خوشی ہوتی ہے اس میں

[illegible]

یہ بھی غور سے معلوم ہوگا کہ آزادی کے احساس سے پیدا ہونے والا آئندہ لذت کی خوشی کی طرح ایک لمحہ بہر قائم رہنے والا نہیں ہوتا ہے بلکہ اسوقت تک قائم رہتا ہے جب تک کہ کوئی اور قید یا پابندی روح پر نہ لگائی جاوے یا جب تک کہ یہ یا پر لیتی کسی اور شکل میں تازہ نہ ہو۔

یہ ہم ہمہ جہت دیکھتے ہیں کہ ایک سے زیادہ فرالغ یا منصوبوں میں کامیابی ہونے سے ہمارا آزادی کا احساس بڑھ جاتا ہے اور خوشی زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے ایسا کہنے میں کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ جتنا آزادی کا احساس زیادہ ہوگا اتنی ہی آئندہ کی ہر زیادہ بڑھیکگی حتیٰ کہ سب قسم کی قیدوں فرالغ اور منصوبوں سے قطعی آزادی کا حاصل ہونا سب سے عمدہ کہی نہ کم ہونے والے اور کہی نہ بدلنے والے وجد کے درجہ کے روحانی آئندہ کا باعث ہوگا پس ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ روح بذات خود آئندہ اور کلیان کا چشمہ ہے اور اس کے آئندہ کا سوتہ کہی خشک نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ وہ خوشی جو ہمارے اندر سے پیدا ہوتی ہے خود ہماری ہی ذات کی صفت ہو سکتی ہے کیونکہ آتما جیسے اکہنڈ اور مفرد جو ہر کے تعلق میں لفظ اندر کے معنی اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے ہیں۔ اب چونکہ جو ہر اور اسکی قدرتی خاصیتیں یا اوصاف دوامی ہوتے ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ آئندہ جو آتما کی صفت ہے ایک دفعہ پورے طور سے اپنے روکنے والے اسباب کے غارت ہونے پر حاصل ہونے کے بعد کہی کم ہو سکے۔

اب ہم اسباب کو سمجھ سکتے ہیں کہ خواہشات اور جذبات کے کم ہونے پر جنکی وجہ سے من کے شاتی اور امن غارت ہو جاتے ہیں کیونکہ ہر شخص خوش ہوتا ہے ریچ اور دکھ کے بارہ میں یہ کہنا ہے کہ وہ آتما سے بیرونی اسباب سے پیدا ہوتے ہیں اور اس وجہ سے ہماری زندگی کی ناشوان یعنی عارضی حالتیں ہیں۔ اگر اس کے برعکس



روح کو ہمہ دان سکیمہ اور حیات ابدی کا سوامی قرار دینا اسکو خود خدا قرار دینا ہے کیونکہ خدا کی ذات کے تعلق میں ہی سب سے بڑے اوصاف پائے گئے ہیں اس سے انجیل مقدس کے اس کلام کی کر دو وہ پتھر جسکو معماروں نے رد کر دیا کو کر کا سرتاج ہوا ہے ۱۰ ردیکو زبور ۱۱۸ آیت ۲۲ وستی کی انجیل باب ۲۱ - آیت (۲۲) پوری تائید ہوتی ہے۔ واقعی وہ ہی آتما (روح) جسکو معماران فلسفہ مادہ نے خارج کر دیا تھا ہے فلسفہ کی غمارت کا سرتاج ثابت ہوتا ہے جس میں کل خدا کے سے اوصاف و کمالات پائے جاتے ہیں۔ یہ صفات ابھی روح کو اس وقت اسوجہ سے حاصل نہیں ہیں کہ اونکا انجاء بلو جسے ایسی قوتوں کے جو جو ہر روح کو ناپاک اور کمزور بنائے ہوئے ہیں رکھا ہوا ہے اور جب تک کہ ناپاکی اور کمزوری کے وہ اسباب دفع نہ ہو جاوینگے اسوقت تک نہیں حاصل ہو سکیگا۔

جیسا کہ چین مست کی کرم فلاسفی کے بارہ میں (دیکھو انڈین فلو سوفیکل ریویو جلد ۳ صفحہ ۳۵۳) کہا گیا ہے روح ایک بار بار جنم لینے والی شے ہے جو ہر وہاں حاصل کرنے تک ایک جنم سے دوسرے میں برابر گھوما کرتی ہے۔ یہی اسرار سے عیان ہے کہ روح حقیقتاً غیر فانی ہے۔ پس اسکی پچھلی سوانح عمری کا ہونا ضروری خواہ وہ موجودہ جنم میں اپنے پچھلے حالات سے کتنی ہی بے خبر کیوں نہ ہو۔ حافظہ کا خاصیت اور اسکے خارج کارنون کا اور نیز اس طریقہ کا جس سے سابق احوال معلوم ہو سکے ان سب کا ذکر کی اوت ناپاچ میں کیا گیا ہے چنانچہ آپ اسکو دیکھ لیں۔ لیکن جب کہ چند ہی فنشون کے امور یادداشت میں نہیں آتے ہیں تو ماضی کے احوال کا جبکہ بعد بڑے بڑے جنم مرن کے تلاطم ہو چکے ہیں یا دنہ آنا کوں کی بات ہو سکتی ہے۔ اپنی ذات میں لافانی روح اس تمام لا انتہا زمانہ میں





ہو جاتی ہے۔ لیکن اسطرح پر قدرتی اوصاف بھی فنا نہیں ہو سکتے۔

ہیروزن کے علیحدہ ہونے پر وہ پہر پورے طور سے نمایاں ہو جاتے ہیں (دیکھو انڈین غلو سو فیکل ریو کیو صفحہ ۱۱) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ناپاک روح اپنے ذاتی علم و مشاہدہ و خوشی کے غیر محدود اوصاف کا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اوصاف کے روکنے والی قوتیں اسکے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اسطرح پر ہر کو قین قسم کی قوتوں کا پتہ چلتا ہے یعنی۔

(۱) وہ قوت جو علم کو روکتی ہے (یوگیا نادرنی کہلاتی ہے)۔

(۲) وہ جو مشاہدہ کو روکتی ہے (درشنا درنی)۔ اور

(۳) وہ قوتیں جنکے باعث اصلی آئندہ کی بجا دنیاوی کوششیں کا تجربہ ہوا کرتا ہو (ویدائی)

انکے علاوہ غور کرنے پر ایک اور قوت کا پتہ چلتا ہے جسکے اثر پذیر ہونے

ہوئے سچا علم اتنی (Religion) منہرنتہ مند کہ ہر غوب خاطر

نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے دو اقسام ہیں۔ ایک تو وہ جو سچ

کو ہمیں قبول ہی نہیں کرنے دیتی اور دوسری وہ جو سچ کے قبول

ہونے پر ہی ہمسکو اس پر عمل کرنے سے روکتی ہے۔ (ان میں

سے پہلی قسم کی قوتوں سے مفہوم تعصب۔ ہٹ دہری۔ توہمات اور

تمام بڑی سے بڑی (انتاؤ بند ہی) قسم کے جذباتوں (غصہ۔ غرور۔ چل دلاچ

سے ہے جنکی تندہی و تیزی کی وجہ سے عقل سلیم کو جو ایک ہی ذریعہ حق کی

تحقیقات کا ہے سچائی کے دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ اور دوسرے

قسم کی قوتوں میں انتاؤ بند ہی قسم کے علاوہ اور دیگر قسم کے ناقص جذبات

(غصہ۔ غرور۔ چل دلاچ) شامل ہیں جو استقلال اور دہیرج کے غارت گرد



حاصل کرنے کو سائنس ہے جو خلافت عقل مقائد اور مسئلوں سے ذرا بھی  
 تعلق نہیں رکھتا ہے۔ وہ علت اور معلول کے اصول پر مبنی ہے اور زندگی کے  
 ساتھ کسی ہوئی مصیبت اور پریشانی کا پورا پورا سبب بناتا ہے اور ساتھ ہی  
 ساتھ ہر قسم کے انسانی دکھ و درد کے دفعیہ کا ذریعہ بھی ہے۔ وسعت  
 تحقیقات سات تئوں (مضامین یا اصول علم) پر تقسم ہے جسکا صاف طور سے  
 سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ تئو سائنس کے اصول پر تفتیش کرنے سے حاصل  
 ہوتے ہیں اور یہ آسانی سمجھ میں آسکتے ہیں چونکہ روح کا جہالت اور بدی  
 ان تئوں سے چھڑانا نہ نظر ہے اس لئے سب سے پہلی بات جو جانتے قابل ہے  
 وہ یہ ہے کہ جن کے چھڑانے کی فکر کیجاتی ہے وہ کیا چیز ہے۔ آیا وہ ایسی ہے  
 کہ رہائی پاسکے یا نہیں۔ اس لئے سب سے پہلا مضمون یا مسئلہ روح کی ماہیت  
 ہے۔ پس روح (جیو) ہمارا پہلا تئو ہوا۔ دوسری بات جو جانتے قابل ہے  
 وہ یہ ہے کہ وہ تو تین جو روح کے مخالف ہیں کس مادہ سے بنی یا وابستہ ہیں۔  
 یہ مادہ (اجیو = غیر روح جو نہر) ہمارا دوسرا تئو ٹھہرا۔ یہ اجیو جو تک کیسے  
 پہنچتا ہے۔ پھر کس طرح پر اس سے خارج تو تین بنتی ہیں۔ اسکی آئندہ آمد کو کیسے  
 روکا جاسکے اور موجودہ خارج تو تین کو کیسے توڑا جاسکے۔ یہ مزید سوالات  
 تحقیقات میں پیدا ہوتے ہیں پس تیسرا تئو آسرد (مادہ کی آمد) چوتھا تئو (خارج  
 تو تین کا بننا) پانچواں تئو (مادہ کی آمد کا رکنا) اور چھٹا تئو (موجودہ  
 خارج تو تین کا غارت کرنا) ہیں۔ آخری تئو محو کش (نجات) کہلاتا ہے۔  
 ایک مختصر طریقہ پر تحقیقات کا نتیجہ ذیل کے جملہ میں ادا کیا جاسکتا ہے جس میں چوتھے  
 ہندسون کے ذریعہ تئوں کو دکھایا گیا ہے۔

روح (جیو) مادہ (اجیو) کے میل سے جو اس میں آکر ملتے ہیں



کرنے والے ہمیشہ بیرونی دزد نہ کہی آرام کرتے ہیں نہ بند ہوتے ہیں اور نہ کہی  
چہنی ہی بیٹے ہیں۔ آنکھ بلا تسک کچھ آرام پالیتی ہے اگر وہ بند کر لی جاوے اور  
زبان کی بھی ایک بڑی حد تک اسی طور سے حفاظت کی جا سکتی ہے لیکن کہان  
ناک دکان کی حالت تو بالکل ہی قابلِ رحم ہے یہی مثل بیسوا کے کھلے دروازوں  
کے ہیں اور جو کوئی آدے اسکو اندر جانے دینے پر مجبور ہیں۔

یہ مختصر اُبیان اُسرد کا ہے جو ہمارا تیسرا تھو ہے۔ بندھ کا قاعدہ  
اُسرد کے اثر کے دیکھنے سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ احساس  
ہمیشہ بیرونی تحریک پر جو ہم ابھی دیکھ چکے ہیں برابر جاری رہتی ہے نہیں ہوتا ہے  
اگر من اسوقت کہیں اور لگا ہوا ہو تو واقعی زبان پر رکھے ہوئے لقمہ کا ذائقہ  
نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اسوقت کان راگ کے لئے بہرہ ہوتا ہے۔ ناک  
بو کے لئے بیجان ہوتی ہے اور قوتِ لامہ چونے کے احساس کے لئے  
احساس کا ایسا قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ من کا اثر سوائے اُس اندری کے  
کہ جس کی طرف وہ ایک وقت میں لگا ہوتا ہے اور سب اندریوں کے  
یو پار پر رکاوٹ کے طور پر پڑتا ہے۔ برعکس اس کے منداور کمزور احساس  
من کی توجہ سے تیز اور صاف ہو جاتے ہیں۔ زبان پر رکھے ہوئے لقمہ کے  
اس وقت جبکہ من کسی اور طرف لگا ہوا ہے ذائقہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ  
وہ کسی نئی تبدیلی اور ناک (*state of consciousness*) کا باعث  
نہیں ہوا ہے۔ ذائقہ کا طبعی فلسفہ ایسا ہوتا ہے کہ جس حالت میں کہ  
کمانے کا بیشتر حصہ حلق و نرخرہ میں سے ہو کہ معدہ میں پہنچ جاتا ہے اسکے  
ذائقہ کے کچھ لطیف ذرے دہن کی ذائقہ والی رگوں اور گھٹنوں میں ہو کر روع  
تک پہنچتے ہیں اور اوس سے مخلوط ہو کر اس کی حالت میں ایک قسم کی کیمیائی

[illegible]

یا حرکت کہلاتی ہیں۔

روح اور مادہ کے اختلاط سے بننے والا مرکب کارمان شریعہ یعنی کہ مومن  
جسم کہلاتا ہے۔ یہ لطیف اندرونی جسم روح کی سیبتوں کا باعث ہے جو  
اور لطیف جسم کے ساتھ جسکو تجسس شریعہ کہتے ہیں صرف روح کے نجات پانچے وقت  
غارت ہوتا ہے۔ یہ دوسرا لطیف جسم ایک قسم کے برقی یا مقناطیسی مادہ کا بنا ہوا  
ہوتا ہے اور وہ بے حد لطیف کارمان شریعہ اور بیرونی کثیف جسم (سہول شریعہ)  
مین سلسلہ قائم رکھنے والا درمیانی ہوتا ہے۔ کارمان شریعہ کی شکل و ساخت میں  
برابر آواگون کے چکر مین تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور روح کے ہمیشہ سے چکر  
پڑے ہوئے سفر کی پُر ازا انقلاب سوانح عمری کی طرح طرح کی حالتیں سب ایسی کار  
شریعہ کے اندرونی اسباب اور قوتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک مقام پر موت  
واقع ہوتے ہی روح تجسس شریعہ کی زیر دست مقناطیسی قوتوں کے باعث  
نئے روح جسم مین پہنچ جاتی ہے اور فوراً ہی وہاں پر اسکے کارمان شریعہ کی ہر  
قوتیں اسکے لئے دوسرا کثیف جسم بنانے مین مصروف ہو جاتی ہیں۔ اس  
جسم عمر کی درازی اعضائے جسمانی کی ساخت و دنیاوی مرتبہ جو فی الواقع  
خاندان پیدا نش پر مبنی ہوتا ہے روح کی گذشتہ زندگی کے انفعالات  
سیدھے سیدھے طور سے پیدا ہونے والے نتائج ہیں۔ اور ہمارا  
کو تا ہیوں۔ نقایض اور بد صورتی کے لئے ایک ایسی ذات کو جسکو ہم نیکی  
اور کمال کے اعلیٰ ترین اظہار کے طور پر ستش کرنے کے لئے طیارہ مین لازم  
بادے پن کا فعل ہے۔

پس کارمان شریعہ نئے جنمون کا بیج ہے۔ جسکے نہ ہونے سے روح  
جسم مین مجسم ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ جو روح کہ مادہ کے گمراہ





جو نیکی سائنس میں مجھڑہ مانا نہیں جاسکتا ہے۔ یعنی  
 مجھڑہ ماننے سے کام نہیں چلتا ہے اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ سب روحوں کے  
 اور وہ جنم مثل مجھڑہ کے ہوئے ہیں بلکہ ماننا پڑتا ہے کہ کوئی ایسا قانون ان مجھڑہ  
 متعلق ہے جو ہماری قسموں کا بنانے والا ہے۔ اب ان گوناگون و انواع اقسام کے  
 حالتوں کو خیال میں لاؤ جو ہستی کے مختلف طبقات میں مختلف گیہوں میں پائی جاتی  
 ہیں، اور دیکھو کہ قدرت اس دکھ اور مصیبت کی جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں کیا علت  
 مائی جاتی ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ وہ سب مصائب جو کوئی جاندار پہنکتا ہے وہ سب  
 اچھے اور بُرے حالات جنکا وہ احساس کرتا ہے اور وہ سب باتیں ہیں جو  
 اسکو تجربہ ہوتا ہے اسی کے پچھلے جنم کے کمون (اعمال) کا پھل ہیں۔ مگر اس امر پر  
 اب زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کا تذکرہ کافی طور سے ہو گیا ہے۔  
 اب صرت اثباتی رہا ہے کہ ہم ان ذرائع اور اسباب کا تذکرہ کریں جنہ  
 جہالت اور بدی کی قوتوں کو جو ہماری خارج ہیں غارت کیا جاوے۔ یہ ایک  
 آسان سوال ہے اور چند الفاظ میں اس کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ ہماری حقین  
 ہماری خواہشات سے پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا ہکو اپنی خواہشات کو غارت کرنا چاہیے۔  
 چاہے جو حالات آپ کے ہوں اپنی رغبتوں اور اشتہاؤں کو چھوڑ دو۔ جب کبھی  
 کوئی موقع ملے جہاں کہیں ہی تم ہو دل کی تمنائوں سے موہ نہ کو موڑ دو۔ اس جہاں  
 دشمن یعنی خواہش سے اس کی گردن دبانے کے لئے بہتر جاؤ اور اپنی گرفت کو برابر  
 سخت کرتے جاؤ کبھی ہلکی نہ ہونے دو اس میں تساہل کرنے سے فائدہ نہیں ہے۔  
 کیونکہ ممکن ہے کہ بعد میں تمکو ایسا کرنے کے لئے موقع ہی نہ ملے۔ خواہ وہ ریا  
 ہو یا روزہ یا کوئی اور ذریعہ طبیعت کے مارنے کا تمکو ان سب کو دشمن  
 مغلوب کرنے کے لئے اپنی طرف بہرتی کرنا چاہیے۔ آرام دہ کرسی میں لیٹ کر



کرنے والے پیمان کے ماتہ صحیح اعتقاد کا فرض کشتی حیات کو طوفان کے  
منظرون وغیرہ سے بچا کر امن و آزادی کے بندرگاہ میں رہبری کر کے  
پہنچا دینا ہے۔ جس کا دل صحیح اعتقاد سے پاک نہیں ہوا ہے وہ ایک  
بغیر متوار کے جہاز کی مانند ہے جو رہبری نہ ہونے کی وجہ سے جلد چٹانوں  
سے ٹکرا کر ڈوب جاتا ہے۔ صحیح اعتقاد کی ضرورت اس امر سے صاف  
عیاں ہے کہ لوگ اپنے عقائد کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں کہیں انکے خلائق نہیں  
صحیح علم پر ماتما بن کے حصول کا صحیح صحیح گمان ہے۔ وہ مثل اس  
نقشہ کے ہے جو راستہ کو اور اس میں سامنے آنے والی وقتوں کو صاف  
طور سے دکھانے اور ان سے بچنے کے ذریعہ بتانے کے لئے بنایا جاتا ہے۔  
جیسے وہ ناخدا جس نے ایسا نقشہ اپنے لئے ہتیا نہیں کر لیا ہے کہیں اپنے جہاز کو  
سمندر کے پار نہیں لیجا سکتا ہے اسی طرح پر وہ روح جبکہ پاس صحیح علم کا  
جہاز رانی کا نقشہ نہیں ہے کہیں نردوان تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ صحیح عمل  
تیسرا ضروری جزو کامیابی کا ہے کیونکہ بغیر ہیک وقت میں ہیک فصل کے کئے  
ہوئے کوئی شخص اپنے مقاصد دنی کو حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

اگر صحیح اعتقاد ہیک طور سے رہبری کئے ہوئے جہاز کا پتہ اور (رخ)  
ہے اور صحیح علم آواگون کے سمندر میں جہاز رانی کا نقشہ ہے تو صحیح عمل  
وہ واقعی قوت ہے جو کشتی ہستی کو راحت و امن کے بندرگاہ کی طرف  
لہنج لیجاتی ہے۔

علیحدہ علیحدہ غور کرنے سے صحیح اعتقاد زندگی کے اعلیٰ مقصد یعنی  
پر ماتما بن کا اظہار کرتا ہے۔ صحیح علم ضروری افعال کا نقشہ ہے جبکہ صحیح عمل بغیر  
صحیح اعتقاد و صحیح علم کے قیاس میں ہی نہیں آسکتا ہے۔



ہمارا ذہن کے پوجیہ قدسوں پر چلنا چاہیے جو خود پر ماتا ہو گئے ہیں۔

ذیل کی تبدیلیاں جب سرائین واقع ہوتی ہیں تب صحیح اعتقاد حاصل ہوتا ہے۔  
(۱) کرم کی تو تون کا عام طور سے کمزور یا ڈھیلا پڑنا۔

(۲) بدھمی (عقل) کی تیزی۔

(۳) من کا سائنس کی طرف رجحان جسکی وجہ سے سچ کی تعلیم قبول ہو سکے اور  
من میں رہ سکے۔

(۴) زبردست جذبات کا ہلکا پڑنا یا مسد ہو جانا۔ اور

(۵) روح کی ماہیت پر بار بار بچار کا ہونا۔

مین نے ان اسباب کا تذکرہ یہاں پر محض اس لئے کیا ہے تاکہ آپ کے  
دل پر اس امر کو نقش کر دوں کہ سائنس کی طرف میلان خاطر کا ہونا کتنی بیش بہا  
شے ہے۔ یہ میلان خاطر قدرتی منطق سے ہوتا ہے اور بالخصوص اشیاء کے  
اصلی اسباب کی تفتیش سے۔ صحیح اعتقاد حاصل ہوتے ہی سچے اعتقاد والے کا  
علم صحیح علم میں تبدیل ہو جاتا ہے کیونکہ صحیح اعتقاد کا مفہوم ہی تون میں درپڑ ہر  
شرد ہا کا ہونا یعنی اگلی محنت کا لگا پکا یقین ہونا ہے۔

صحیح اعتقاد کے حاصل ہوتے ہی صحیح عمل کی ابتدا سب سے بری عادات و  
خواہشات کے ترک کرنے سے ہوتی ہے بے مطلب کی بے رحمی۔ جانداروں کے  
گوشت کا کھانا ناشی اشیاء کا استعمال۔ اور سنگار کا کھیلنا  
سب سے پہلے ترک کرنا چاہئیں۔ ان نہایت بری و

مطلب یہ ہے کہ صحیح گمان سے مراد تنو گمان سے ہے اور جو نہ تون کو بچارے  
انکے متعلق شیوں و نسکوک کے رفع ہونے پر ہی ان میں اعتقاد پیدا ہو سکتا ہے اسلئے  
تون کا ٹھیک ٹھیک گمان تون کے اعتقاد میں شامل ہے۔

( ۱۴۱۵ )

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

۱۴۱۵

بیس کی پاؤں نے زینہ کی پہلی سیڑھی کو نہیں چبوا ہے وہ  
 بہت پر کیسے پہونچے گا؟ دو پر ماتا کہ جسکی محبت میں ہم بیٹھا  
 جاسکتے ہیں سب جیون کا بہلا چاہتے ہیں۔ وہ نہ کسی  
 ساندہ کو کہلاتے ہیں اور نہ مار تے ہیں۔ پہنچو وہ  
 شخص جو ذرہ سی دیر کے زبان کے ذائقہ کے لئے  
 مہانتہ۔ وہ کو مارنا اور تکلیف دینا ہے پر ماتا کیسے بن سکتا ہو؟  
 اسلئے ہمیشہ کی زندگی اور آئندہ کے متلاشی کو ان بری عادات کو صحیح اعتقاد کے  
 حاصل ہوتے وقت ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ ایسی ہی وجوہات سے اسکو جو اکیلنا  
 زنا کار سی۔ چوری کرنا اور چوٹ بولنا ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ ان نہایت بری عادات  
 کے ترک ہونے پر حقیقت کے دافق کار کو آہستہ آہستہ اپنے تئیں سنیا س  
 کی سختی کی زندگی کے لئے طیار کرنا چاہیے۔ موکش کا طالب مثل دیگر آدمیوں کے  
 دنیا میں رہتا ہے اور اپنے لائق عورت سے شادی کر کے زندگی بسر کرتا ہے  
 اس امر کی کوشش کرتے ہوئے کہ اسکی دلی پاکیزگی۔ نیکی اور دیر اگیہ میں برابر  
 ترقی ہوتی رہے۔ گہرست کی روحانی ترقی کے گیارہ درجہ میں جنکو گیارہ  
 پر تہا کہتے ہیں جن میں سے گزر کر وہ سنیا س تک پہونچتا ہو وہ سبیل ہیں۔  
 (۱) مانس کہا نا وغیرہ وغیرہ بری عادات کا جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہو چھوڑ دینا۔  
 (۲) ذیل کی پانچ قسم کے برتون کا پالنا۔

(الف) اہنسا یعنی کسی کو ایذا نہ پہونچانا

(ب) جھوٹ نہ بولنا۔

(ج) چوری نہ کرنا۔

(د) زنا نہ کرنا۔





کہانا اور وہ بھی اگر کوئی؟ اور کے ساتھ بغیر نمونہ دے گئے ہوئے اور کہانے کی وقت  
بلائے۔ اور پھر دن میں صرف لنگوٹ کا رکنا۔

تیار ہون پر تہا کی تکمیل ہونے پر موکش کا متلاشی سفیاس کے درجہ کو  
پہنچ جاتا ہے اور گہر بار رہت چسوی ساد ہو ہو جاتا ہے۔ یہ درجہ  
قریب قریب بڑے کے شروع تک طے ہوتے ہیں جو درمیان ۴۵ اور  
۵۵ سال کی عمر میں (آج کل کے زمانہ کے لحاظ سے) سمجھنا چاہیے۔ اب تک  
تو طالب موکش اپنی زندگی کا عمدہ سے عمدہ فائدہ دنیا کو خدمت ہدایت  
خیرات وغیرہ کی شکل میں دیتا رہا ہے مگر اب وہ اپنی عاقبت سد ہارنے  
کے لئے اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ ساد ہو کے طور پر اس کا اب بجز  
اپنے بڑے دشمنوں یعنی خواہش اور جذبات کے غارت کرنے کے  
اور کسی چیز سے سروکار نہیں ہے۔ جو برت کہ اب وہ پالتا ہے وہ وہی  
ہیں کہ جنگو وہ گہرستی کی حالت میں ہی پالتا تھا مگر وہ اب پوری سختی کے ساتھ  
پائے جاتے ہیں۔ انکے علاوہ وہ۔

(۱) چلنے پرنے۔

(۲) گفتگو کرنے۔

(۳) کہانے پینے۔

(۴) اٹھانے دہرنے۔ اور

(۵) بول و براز کے پھینکے۔

میں بڑی احتیاط کے ساتھ کام کرتا ہے تاکہ کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچے۔ وہ اپنے  
من بچن اور جسم کو قابو میں لاتا ہے اور دس قسم کے عمدہ دھرم کے اصولوں پر عمل کرتا ہے  
جو سب ذیل میں۔



بیٹھتے نہیں دینگے۔ رحم حیات کے ان دشمنوں کے لئے نہیں ہے۔  
وہ خود جسم سے ہٹا رہا ہے اور آخر تک لڑتے ہیں۔

کی اتنی سخت چسٹ پائی کے خیال سے تمکو خوف معلوم  
ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو انسان نہیں کر سکتا  
اگر وہ ایک مرتبہ اپنی ہمت کو اس کے کرنے کے لئے کسے۔  
اور اگر پوری کامیابی نہ ہو فوراً ہی نہ ہی لئے تو یہی موت کے  
واقع ہونے سے محنت رائگان نہیں جاتی ہے۔ اعتقاد اور  
عمل کا نیک ثمرہ روح کے ساتھ ایک جوں سے دوسری جوں کو  
کارمان شریع کی عمدہ قسم کی تبدیلیوں کی شکل میں جاتا ہے۔ اور  
آئندہ کی زندگی کے جسم و تعلقات کے بنانے میں پورا حصہ لیتا ہے۔  
تب ان کی سرگرمی و طبیعت کی بشاشی ہی دو ضروری جزو و صحیح اعتقاد  
کے حاصل ہونے پر کامیابی کے لئے ہیں۔ اگر کسی بڑے قانون دان کو  
جبکہ وہ ماں کی گود میں بچہ کی حالت میں تھا ان کتابوں کی تعداد جسکو  
اسکو بعد کو پڑھنا ہوگا اور انکی بھی جسکا اسکو حوالہ دینا ہوگا بتائی جاتی اور  
اسکو اس پر فکر کرنے کا موقع دیا جاتا تو یقین ہے کہ وہ خوف ہی سے  
مر گیا ہوتا۔ مگر ہمارے درمیان میں بہت سے ایسے اشخاص ہیں  
جنہوں نے صرف قانون ہی میں نہیں بلکہ اور علوم و فنون میں بھی  
شہرت حاصل کی ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہے کہ راہ سجات کے  
مسافروں کے راستہ میں صرف مصائب اور پریشانی ہی ہیں۔  
یہ سچ ہے کہ قدرت میں گلاب کا پہول بغیر کانٹے کے نہیں ملتا ہے  
لیکن یہ بھی اتنا ہی سچ ہے کہ کوئی اصلی کانٹا ہی قدرت میں ایسا نہیں ہے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

حالات کے بموجب لگا کر چاہیے۔ لیکن اس امر کو بھی نہیں بھولنا  
 چاہیے کہ روحانی علم اور عمل کی جو یعنی حیات ابدی کے ہمیشہ  
 سرسبز رہنے والے پودہ کا اصلی بیج صحیح اعتقاد ہی ہے جس کے  
 بارہن تیز کرڈے شراوکا چارمین جو ایک بہت پر اچھین شاستر ہے  
 ایسا کہا ہے۔ یتیم لوگ اور محکومین جیون کا سچے اعتقاد کے برابر  
 کیا ان کرنے والا دوسرا نہیں ہے اور نہ باطل عقیدہ کے مانند  
 ایذا رسان۔ سچے اعتقاد والے آدمی جلال۔ پر تاب۔ ودیا۔  
 شہرت۔ دولت۔ فتح اور بزرگی کے مالک ہوتے ہیں۔  
 وہ اونچے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ دھرم اور تہہ کام موکش  
 کے سادھک اور انسانوں میں برتر ہوتے ہیں۔ صحیح اعتقاد والے  
 جو سورگون میں جنید (Sukumar) بہگدان کے بہگت  
 ہوتے ہیں اور آٹھ قسم کی روہیون (کرماقی قوتوں) کو حاصل  
 کر کے دیون اور دیونگناؤں کی صحبت میں بہت عرصہ تک آئندہ ہو گئے ہیں  
 نرمل سچے اعتقاد والے پرشس چکرورتی راجہ ہوتے ہیں جنکے چرون پر  
 بہت راجہ سر جھکاتے ہیں اور جو نوید ہیون اور چودہ رتھون اور چہ  
 کہنڈون کے سوامی ہوتے ہیں۔ صحیح اعتقاد ہی ہے شرن جنسی ایسے جو  
 جوار بہت۔ روگ بہت۔ اکشی بہت۔ باد بار بہت۔ شوک۔ یہے شک بہت  
 موکش کو پراپت ہوتے ہیں جس کا مفہوم گیان اور آئندہ کی پورنتا  
 اور سب قسم کے کمون کے میل سے پاک ہونے کا ہے۔ جنید کی  
 ہے بہگت جسکے ایسا ہو (موکش گامی جیو) اپرست دیوندر سموہ کی  
 مہاکو اور اجاؤن کے مستک سے پوجینک چکرورتی کے چکر کو اور

- ایستاده ای از آن پستیهای آینه  
 چو از آن پستیهای آینه که در آن  
 آینه ای که در آن پستیهای آینه که در آن  
 در آن پستیهای آینه که در آن  
 چو از آن پستیهای آینه که در آن

# چوتھا لکچر

## فلسفہ

آج کے لکچر کا مضمون میٹافزکس (فلسفہ) ہے۔ اس میں کچھ شبہ ہے کہ اس لفظ کے ٹیک معنی کیا ہیں لیکن ابتدائہ اسطو کے فلسفہ متقون سے منسوب کیا گیا تھا جو اسطو کی تصانیف کی جلدین علم طبعی کے رسالہ کے برہہ ہونے ملے تھے۔ لیکن اس لفظ کا مفہوم چاہے جو رکھا گیا ہو میرے خیال میں ہم بغیر کسی پس و پیش کے اسکا اطلاق اس محکمہ علم سے کر سکتے ہیں جو علم طبعی سے اونچے طبقہ کا ہے۔ پس فزکس (علم طبعی) جو اس سے سید ہی سید ہی محسوس ہونے والی چیزوں کا علم ہے اور میٹافزکس یعنی فلسفہ اونکی قسمیں اور تعلقات قائم کرتا ہے اور بالآخر ایک باقاعدہ اور اپنے ہر پہلو میں مطابقت رکھنے والا علم بن جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم کو اس کے قبل کہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ فلسفہ اور سائنس کا جوڑا ہے یعنی انکے باہمی تعلق کا قطع کرنا گویا دونوں کو قتل کرنا ہے۔ کیونکہ سائنس کو فروعات ہستی سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ علم کی کل شاخوں کو اداسکی پوری وسعت میں مطابق کرنے کی کوشش کرے اور فلاسفی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مشاہدہ قدرت کا کہی ساتھ نہ چھوڑے تاکہ اس کی مدد سے قیاس اور واقعہ قدرت کے درمیان جو عام طور پر ناموافق پائی جاتی ہے اس سے بچ سکے۔ پس میٹافزکس کی تعریف یہ ہو سکتی ہے





ایک موجود ہستی یا چیز ہے دیگر ہر چیز کے لئے ضروری ہوا کہ ادسکی  
 ہستی محض نمائشی ہو۔ سنسار اسلئے بجز نام و روپ کے بندل کے  
 اور کچھ نہیں ہے۔ یا صاف الفاظ میں یوں کہو کہ وہ مایا ہے۔ تب ہر ایک  
 مستفس روح کیا ہے۔ برہم خود! اور برہم ہونیکی وجہ سے ہر جگہ  
 حاضر و ناظر۔ ہمسہ دان اور قادر مطلق! لیکن نہ تو افعال کا کرتا اور نہ ادنکی  
 پہلون کا ہونگتا۔ *Deussen's system of the Vedanta* (دھسن کے نظام)  
 اسلئے مصفد دئی برہم ہونا نہیں ہے کیونکہ روح تو ہمیشہ ہی برہم ہے۔  
 اسوقت میں ہی جب کہ ادسکو اسبات کا گیان نہیں ہے۔ روح کی  
 مکتی ادسکو اپنے ست۔ چت۔ آنند ہونے کے گیان سے ہوتی ہے  
 جن سے برہم کی صفات ظاہر ہوتی ہیں گو کہ برہم کی تعریف معمولی طور سے  
 نیتی۔ نیتی (یہ نہیں۔ یہ نہیں) ہے۔ میں محض اس نفی کے بیان کو اس  
 امر پر زور دینے کے لئے کہ برہم جو اس سے محسوس ہونے والے  
 گنوں۔ سے بری ہے مان لیتا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ویدانتی لوگ  
 ادسکے لفظی معنے لگاتے ہیں۔ روح کو اپنا برہم ہونا محسوس ہونے سے  
 مکتی فوراً ملجاتی ہے (کیونکہ ویدانت کا مسئلہ وہ تو ہے) "ہے نہ کہ  
 "وہ تو ہوا جدے گا" برہم کا گیان ہونے کے ساتھ ہی ساتھ جیو آرتا  
 عالم کی روح ہو جاتا ہے۔ (Deussen) (دھسن)۔ ویدانت کی  
 خاص تعلیم حسب ذیل ہے۔

(الف) دنیا کا است یا باطل ہونا۔

(ب) صرف ایک ہستی کا وجود۔ اور

(ج) گیان سے مکتی کا حاصل ہونا۔



لحاظ سے دلیے ہی رہتی ہے۔ ترتیب اور قاعدہ دنیا میں مروج پائے جاتے ہیں اور یہ یقیناً مایا کی خاص علامات نہیں ہیں۔ پس ویدانت جو اس بات پر ترتیب دنیا کو مایا کہنے پر پڑ بفسد ہے عقل کی بہا میں داخل ہونے کے ناقابل ہے۔

ویدانت کی دوسری مخصوص تعلیم کی نسبت یعنی اس بارہ میں کہ ایک ہی جو ہر یار و روح کا اس دنیا میں وجود ہے ہم اسکی تردید میں سانکھہ درش کے بانیوں کی دلیل کو پیش کرینگے۔

”اگر ایک ہی پرش دنیا میں ہوتا جیسا کہ ویدانت کہتا ہے تو ایک شخص کو آئندہ حاصل ہونے سے سبکو آئندہ حاصل ہو جاتا اور ایک کو تکلیف پہنچنے سے سب کو تکلیف پہنچتی اور یہی حالت قوم کی ابتری و قوم کی عمر گئی و تندرستی و جنم و مرن کے لحاظ سے لوگوں کی ہوتی۔ اسلئے دنیا میں ایک ہی پرش نہیں ہے بلکہ روپ جنم سکونت۔ مقدر۔ سنگت یا تنہائی کے انیک ہونے سے انیک پرش میں“

(ایس۔ ایس۔ پی صفحہ ۶۲۵)۔

میرے خیال میں سانکھہ کے اس اعتراض کا جواب نہیں ہو سکتا ہے۔ ویدانت کی تیسری مخصوص تعلیم کی بابت یعنی اس بیان پر کہ کتنی برہم گیان ہونے سے حاصل ہوتی ہے مجھے ایسا معلوم پڑتا ہے کہ بیان ہی بندھن اور موکش کی نسبت ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے جسے کہا گیا ہے کہ دنیا میں صرف ایک ہی روح ہے اور وہ ایک



خدا کی ذات و صفات کا عکس ہیں۔ عالم (دنیا)  
 بازیر کا سکہ ہے جو دراصل ایک کپڑے کا ٹکڑا ہے  
 (یعنی کچھ نہیں ہے) لیکن بازیر کی کاریگری کی وجہ  
 سے وہ چاندی کا روپیہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طور پر  
 ہر چیز اسی سے ہے۔

ہم اپنے گزشتہ لکچر میں دیکھ چکے ہیں کہ ارواح دو امی ہیں کیونکہ  
 وہ اپنی ہی ذات میں الگ ہے یعنی انباشی ہیں۔ پس وہ کسی کا عکس نہیں ہو سکتیں۔  
 یہ قسمتی تو اس مسئلہ کے موجب کو یہ نہیں ہو جاتا کہ اس بات کی تائید میں  
 ایک شمع بہر ہی شہادت نہیں ہے کہ محض عکس میں ادراک۔ احساس  
 ارادہ۔ حافظہ۔ اور امتیاز ہو سکتے ہیں۔ سورج اور اس کے ایک  
 آتشیشہ کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے عکس کی مناسبت غیر  
 متعلق ہے اسوجہ سے کہ اول تو وہ اصلی عکس ہی نہیں ہے کیونکہ سورج کا  
 عکس دراصل آتشیشہ کے ذریعہ سے محض سورج کی کہ نور کا ایک  
 مقام پر اکٹھا کرنا ہے اور دوسرے یہ کہ خود سورج کا ایک اکٹھا کبھی  
 تابہ نئے والے نور ہستی سے کہ جس میں سے کسی قسم کی کرنیں نہیں نکلتی ہیں  
 مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور تیسرے اسوجہ سے کہ احساس۔ عقل  
 اور ارادہ اور ادراک کے اور دیگر خواص کسی طرح پر قابل انتقال نہیں ہیں  
 جیسا کہ پہلے لکچر میں ثابت ہو چکا ہے۔ عکس کے فلسفہ کی تائید کسی منطقی  
 دیباچے سے ہی نہیں ہوتی ہے (ملاحظہ ہو لکچر دویم) اور اسکو ہمیں مجبوراً  
 بالکل ماننا پڑتا ہے۔

اب ہم سانکھہ درشن کی طرف جو سب قسم کے مشرقی و مغربی



دوامی ہیں۔ پہلے مرنے کے مت کے بموجب پریش تو صرف ایک  
تماشائی ہے۔ زندہ کام کا کرتا اور نہ اس کے پہلوں کا بہوکتا ہے۔ پس  
تبدیلیاں تماشے یا منظر ہی سے متعلق ہیں جو اسلئے ستو (فہم) رج (حرکت)  
اور تم (سکون) تین گون سے حصف پایا جاتا ہے۔ جسوقت یہ تین  
مخصوص گن ستو۔ رج اور تم مساوی حالت میں ہوتے ہیں تو تماشائی دنیا کا  
سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور پریش کے دیکھنے کے لئے کوئی چیز نہیں رہتی  
جب کچھ عرصہ کے بعد پرکرتی کی کسی انجان شکتی سے انکے مساوی  
ہونے کی حالت میں خلل واقع ہوتا ہے تو پرہ پیرا دٹھ جاتا ہے اور  
تماشہ متذکرہ بالا ترتیب سے شروع ہو جاتا ہے۔ اسطور پر دنیا کا  
بنا اور ناش ہونا یکے بعد دیگرے ہوتے رہتے ہیں۔ اور بننے کی  
ترتیب ناش ہونے کی ترتیب سے بالکل الٹی ہوتی ہے۔ جو چیز  
کہ بنتے وقت سب سے آخر میں ظور میں آتی ہے وہ ناش ہو وقت  
سب سے پہلے غائب ہوتی ہے۔

یہ سلسلہ سانکھہ درش کا بہت ضروری حصہ ہے اور ہمارے  
لئے بھی یہ بہت اہم ہے۔ کیونکہ یہ صاف طور سے ثابت کر دیتا ہے کہ  
سانکھہ کی دنیا کی ترتیب ایک سوتے ہوئے آدمی کے جاگرت کی حالت میں  
آنے کی تشبیہ پر قائم ہے۔ سرسری طور پر سو کے اوشٹنے والے متنفس کے  
من پر جاگرت کی دنیا کا ظور کر دینے کے لئے حسب ذیل تبدیلیوں کا  
واقعہ ہونا قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بدہی (مقل) کا پرکاش ہونا۔

(۲) بدہی میں انہکار یعنی "مین" کے خیال کا اٹھنا۔

॥५॥ अथ श्रीगणेशोपनिषत् ॥

[illegible]

(၈) အသံအညွှန်းတို့၏အသံအညွှန်း

— ۱۰۰ —

(۱) -

کتاب التفسیر فی التفسیر، ج ۱، ص ۱۰۰

نہیں کہیں گے کہ یہ ایک نیا ہیرو ہے۔

[illegible]

نسبہ مروتیہ،

۲- ایزو کسٹروس (۱۰۰)

[illegible][illegible]

3-2-1-2-3-4-5-6-7-8-9-10-11-12-13-14-15-16-17-18-19-20-21-22-23-24-25-26-27-28-29-30-31-32-33-34-35-36-37-38-39-40-41-42-43-44-45-46-47-48-49-50-51-52-53-54-55-56-57-58-59-60-61-62-63-64-65-66-67-68-69-70-71-72-73-74-75-76-77-78-79-80-81-82-83-84-85-86-87-88-89-90-91-92-93-94-95-96-97-98-99-100-101-102-103-104-105-106-107-108-109-110-111-112-113-114-115-116-117-118-119-120-121-122-123-124-125-126-127-128-129-130-131-132-133-134-135-136-137-138-139-140-141-142-143-144-145-146-147-148-149-150-151-152-153-154-155-156-157-158-159-160-161-162-163-164-165-166-167-168-169-170-171-172-173-174-175-176-177-178-179-180-181-182-183-184-185-186-187-188-189-190-191-192-193-194-195-196-197-198-199-200-201-202-203-204-205-206-207-208-209-210-211-212-213-214-215-216-217-218-219-220-221-222-223-224-225-226-227-228-229-230-231-232-233-234-235-236-237-238-239-240-241-242-243-244-245-246-247-248-249-250-251-252-253-254-255-256-257-258-259-260-261-262-263-264-265-266-267-268-269-270-271-272-273-274-275-276-277-278-279-280-281-282-283-284-285-286-287-288-289-290-291-292-293-294-295-296-297-298-299-300-301-302-303-304-305-306-307-308-309-310-311-312-313-314-315-316-317-318-319-320-321-322-323-324-325-326-327-328-329-330-331-332-333-334-335-336-337-338-339-340-341-342-343-344-345-346-347-348-349-350-351-352-353-354-355-356-357-358-359-360-361-362-363-364-365-366-367-368-369-370-371-372-373-374-375-376-377-378-379-380-381-382-383-384-385-386-387-388-389-390-391-392-393-394-395-396-397-398-399-400-401-402-403-404-405-406-407-408-409-410-411-412-413-414-415-416-417-418-419-420-421-422-423-424-425-426-427-428-429-430-431-432-433-434-435-436-437-438-439-440-441-442-443-444-445-446-447-448-449-450-451-452-453-454-455-456-457-458-459-460-461-462-463-464-465-466-467-468-469-470-471-472-473-474-475-476-477-478-479-480-481-482-483-484-485-486-487-488-489-490-491-492-493-494-495-496-497-498-499-500-501-502-503-504-505-506-507-508-509-510-511-512-513-514-515-516-517-518-519-520-521-522-523-524-525-526-527-528-529-530-531-532-533-534-535-536-537-538-539-540-541-542-543-544-545-546-547-548-549-550-551-552-553-554-555-556-557-558-559-560-561-562-563-564-565-566-567-568-569-570-571-572-573-574-575-576-577-578-579-580-581-582-583-584-585-586-587-588-589-590-591-592-593-594-595-596-597-598-599-600-601-602-603-604-605-606-607-608-609-610-611-612-613-614-615-616-617-618-619-620-621-622-623-624-625-626-627-628-629-630-631-632-633-634-635-636-637-638-639-640-641-642-643-644-645-646-647-648-649-650-651-652-653-654-655-656-657-658-659-660-661-662-663-664-665-666-667-668-669-670-671-672-673-674-675-676-677-678-679-680-681-682-683-684-685-686-687-688-689-690-691-692-693-694-695-696-697-698-699-700-701-702-703-704-705-706-707-708-709-710-711-712-713-714-715-716-717-718-719-720-721-722-723-724-725-726-727-728-729-730-731-732-733-734-735-736-737-738-739-740-741-742-743-744-745-746-747-748-749-750-751-752-753-754-755-756-757-758-759-760-761-762-763-764-765-766-767-768-769-770-771-772-773-774-775-776-777-778-779-780-781-782-783-784-785-786-787-788-789-790-791-792-793-794-795-796-797-798-799-800-801-802-803-804-805-806-807-808-809-810-811-812-813-814-815-816-817-818-819-820-821-822-823-824-825-826-827-828-829-830-831-832-833-834-835-836-837-838-839-840-841-842-843-844-845-846-847-848-849-850-851-852-853-854-855-856-857-858-859-860-861-862-863-864-865-866-867-868-869-870-871-872-873-874-875-876-877-878-879-880-881-882-883-884-885-886-887-888-889-890-891-892-893-894-895-896-897-898-899-900-901-902-903-904-905-906-907-908-909-910-911-912-913-914-915-916-917-918-919-920-921-922-923-924-925-926-927-928-929-930-931-932-933-934-935-936-937-938-939-940-941-942-943-944-945-946-947-948-949-950-951-952-953-954-955-956-957-958-959-960-961-962-963-964-965-966-967-968-969-970-971-972-973-974-975-976-977-978-979-980-981-982-983-984-985-986-987-988-989-990-991-992-993-994-995-996-997-998-999-1000-1001-1002-1003-1004-1005-1006-1007-1008-1009-1010-1011-1012-1013-1014-1015-1016-1017-1018-1019-1020-1021-1022-1023-1024-1025-1026-1027-1028-1029-1030-1031-1032-1033-1034-1035-1036-1037-1038-1039-10

چند ایام پیر و شنبه و یکشنبه و دوشنبه و سه شنبه و چهارشنبه (۱۲)

[illegible]

(1) ५-२-१९८१, १०-२-८१

۱۰۰

الحمد لله رب العالمين

— ۱۰۰ —

[illegible][illegible]

تبرکات و نعمات الهی در این عالم است

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

تبرکت منتهی در حق تعالی است و احدی را در حق تعالی شریک نیست

۱- در صورتی که

[illegible]

مسرح البیتہ ستو کی کئی کراہ (۲)

— ۱۰۶ —

[illegible]



(۲) احساس کی تحریک کو مادہ و باہر کی  
 خفا میں قائم کیا جاتا ہے جو تحریک کے  
 ذریعہ سے محسوس ہونے والی دنیا ہے۔  
 (۳) احساس جی ٹو فیروزہ لطیف مادہ  
 پانچ لطیف عناصر یعنی آگ، ستر، ہوا، آبی  
 پانی اور خاک پر مبتلا ہوتا ہے جس سے یہ دنیا ہی

پس اسطور پر صاف ہو جاتا ہے کہ کل من کا فلسفہ ایک سو کراد پڑھتے ہوئے  
 متفلسف کی تمثیل پر مبنی ہے۔ اب یہ صاف ظاہر ہو گیا ہو گا کہ کل من کسی بیرونی دنیا  
 کے وجود کو نہیں مانتے ہیں بلکہ اس کو اپنے ہی احساس کے احساس کا محسوس  
 ہونے والی صفات میں مبتدل ہو جانا مانتے ہیں۔ بد قسمتی سے کل من کو غالباً  
 یہ خیال نہیں آیا کہ احساس کھیتا من میں ہی نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ ایک نئے  
 اذنام بیرونی تحریک بھی ہے جو ہمارے احساس میں بہت زیادہ حصہ  
 لیتی ہے۔ اگر ادھو احساس کی یہ خاص صورت معلوم ہوتی تو وہ آگ  
 و آب جیسے کیف عناصر کو بھی احساس کے لطیف مادہ کی تبدیلیاں  
 نہیں مان لیتے۔ وقت کی کمی کے باعث میں سانکھہ درشن کی اور غلطیوں کا  
 تذکرہ اسوقت نہیں کر سکتا ہوں جو عناصر اور احساس کی مطابقت اور عناصر  
 کے باہمی تعلقات کی بابت پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے چند کا تذکرہ میری  
 کتاب کی ادب نو بیچ میں آپ کو ملے گا جس کا حوالہ مزید واقفیت کے لئے  
 آپ کو دینے پر میں یہاں قناعت کروں گا۔

لیکن گو کہ دیدانت اور سانکھہ دونوں ہی بطور فلسفہ کے صحیح نہیں  
 پائے جاتے ہیں تاہم وہ دونوں ہمارے لئے بہت بیش قیمت ہیں چونکہ  
 وہ ہمارے ہندو نہیاؤں کے پُرانے دیدک اعتقاد کے اصول پر ایک  
 قسم کی روشنی ڈالتے ہیں کیونکہ دونوں دیدک کے پرمان کو مانتے ہیں اور



جی کہ غلط گیان سچ گیان سے ہمیشہ دور ہو سکتا ہے۔

(ایس۔ ایس۔ پی صفحہ ۴۲)

گوتم کا قول ہے کہ گیان حواس یا سن کی ملک نہیں ہے بلکہ روح کی  
وہ آواگون کو مانتا ہے اور راگ۔ دولش اور بے وقوفی کو سب سے  
بڑا نقصان خیال کرتا ہے جنہیں سب بے وقوفی سب سے بڑی ہے۔  
چن پاپ کے بند ہونے سے شریہ سے جیو کی علیحدگی ہو سکتی ہے۔ گوتم  
کی فلاسفی میں ایشور کا خیال اول درجہ کی اہمیت نہیں رکھتا ہے۔ اوسکی  
ہستی کی ضرورت آواگون میں پڑے ہوئے لانا تھا جیون کے کمون کا  
پہل دینے کے لئے ہے۔ نیائے کے تئوں میں گیان کے اصلی تئو جو ہم  
سایس مذہب کی جستجو میں قائم کر چکے ہیں شامل نہیں ہیں اور نہ موکش کی  
حالت کا ذکر ہے جو اصلی مقصد ہے۔

کناڈ کا دییشک اسکول قریب قریب نیائے فلاسفی کی بہن ہے۔ اس میں  
کوئی خاص بات نہیں ہے جو اور جگہ نہ پائی جائے۔ کناڈ کی خاص قابلیت  
ذروں کی پہچان میں سے متعلق ہے جس کا کچھ تذکرہ نیائے میں ہی پایا جاتا ہے  
مگر دییشک کے پدارتہبہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) جوہر۔

(۲) گن۔

(۳) حرکات۔

(۴) جنس یا عام صفات۔

(۵) قسم یا خاص صفات۔

(۶) منجورگ۔ اور



تیار کرنا یا محنت کے لئے اور خیالات کو قابو میں کرنے اور دہستان  
جمانے سے روکنا ہے۔ یہاں پر ہمارا اپنے تئیں کسی دوسرے سے  
جوڑنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ نہ ایثار یا خدا کے ساتھ جوڑنیک  
ہو نہ ایثار میں لے ہونے کا خیال یوگ کا کوئی جزو نہیں ہے۔  
پتتجلی رشی پہل من کی طرح روح کو اور سب چیزوں سے علیحدہ کرنے پر  
اکتفا کرتا ہے اور اس امر کی تفتیش نہیں کرتا کہ علیحدگی کے بعد وہ روح  
کہاں اور کس حالت میں رہے گی۔ (راجندر لال متر کا کلام جو۔ ایس۔  
ایس۔ پی کے ۲۱۰ پر درج ہے)

یقیناً ایک متفلسف کا دوسرے میں جذب ہو جانا غیر ممکن ہے۔  
روح ایک متفلسف ہے اور بطور تنفس کے ہی اس کا وجود رہے گا۔  
پتتجلی کے من میں ایثار کا خیال ایک صالح یا خالق یا دنیا کے حکمران کا  
نہیں ہے بلکہ مہض خالص نور کا ہے جس پر کہ مومن۔ اگیان یا دکہہ کا اثر نہیں  
ہوتا۔ اور ہمہ دانی کے لحاظ سے جس کا کمال پورن ہے اور جس سے زیادہ  
کمال اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ موکش یا خوشی یا کسی چیز کا دینے والا  
نہیں ہے بلکہ صرف دیہان یا تصور کا نمونہ ہے۔ یہ سیدہانت قریب قریب  
جین سداہانت سے مطابق ہوتا ہے جو ایک سیدہ آتما کے جلال کا دیہان  
اور اس کی سنہاری حیوی کی حالت کی سوانح عمری کا مطالعہ اپنی ہی آتما  
کے جلال کے دیہان میں قائم ہونے کا یقینی ذریعہ بتاتا ہے۔ پتتجلی کا یہ  
کہنا ہی سچ ہے کہ حیو مادہ میں تھڑے ہوئے ہیں اور یوگ کا نشا انکو مادہ کر  
ہندون سے چڑانے کا ہے (ایس۔ بی۔ ایچ۔ یوگ سو ترم)۔  
پتتجلی کو اصلی تھون سے آگاہی نہیں ہے اور نہ وہ مادہ سے رہائی دینے

قیامت میں ہر شخص کو اپنے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔ اور جو شخص نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے کفر کیا اور نیک اعمال نہیں کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے کفر کیا اور نیک اعمال نہیں کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اور جو شخص نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے کفر کیا اور نیک اعمال نہیں کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے کفر کیا اور نیک اعمال نہیں کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

۱۱

اور جو شخص نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے کفر کیا اور نیک اعمال نہیں کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص نے کفر کیا اور نیک اعمال نہیں کیے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(دیکھو گیارہ نوچی) اصلی سامدی اندرونی ہے اور خواہشات اور شہوات کو  
 تابع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پتھلی رستی نے دیان کی خشکون کا تذکرہ ہی  
 نہیں کیا ہے جن سے شدہ آتم تصور حاصل ہوتا ہے جن صاحبوں کو اس  
 مضمون میں دلچسپی ہو انکو دین کی ادب نو لیج کے تیرہویں باب کا حوالہ دیتا ہوں  
 جان پر کہ کئی مضمون مدلل طور سے بیان کیا گیا ہے۔ اب میرے پاس اس  
 وقت نہیں ہے کہ میں بیان پر ایسے پتھلے مضمون کا تذکرہ کروں۔  
 اس میں یوگ کے سب سے زیادہ دلچسپ مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں  
 جس کا تعلق معجزہ و کرامات سے ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ میں سے  
 بعض صاحبان کو اس بات کے جاننے کی ضرورت خواہش ہوگی کہ دیکھیں اس  
 مضمون پر علی تحقیقات کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ لیکن جناب میں قانون سے  
 ماہر ہوں اور ماہران قانون کی طبیعت قدرتا سماعی قانون کے خلاف ہوتی ہے  
 لیکن مختلف مذاہب اور عقائد کی روایتوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو  
 بلاشبک اس رائے کو تقویت دیتا ہے کہ پاکیزگی نیکی و پیشیا کے اصولوں پر  
 عمل کرنے سے معجزہ و کرامات کی قوتیں حاصل ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ  
 روایات قابل پذیرائی ہیں گو کہ ان کے قبول کرنے میں ایک خاص درجہ تک  
 احتیاط ضرور کرنی پڑے گی۔ برخلاف اسکے یہ ایک امر واقعہ ہے اور ایک  
 بہت بڑا واقعہ ہے کہ ہندوستان میں محمود غزنوی کے غولوں کے اور بعد  
 ازاں دیگر مسلمان بادشاہوں کے آنے کے زمانے کے قریب آجکل کی نسبت  
 بہت زیادہ جوگی اور مہاتما پائے جاتے تھے۔ میں اسکو ماننے لیتا ہوں کہ ہندو  
 شروع کے مسلمان حملہ کرنے والوں سے دلی نفرت تھی اور اگر لوگ میں کوئی  
 طریقہ ادنیٰ پر بادی کا ہوتا تو مسلمانوں کی صفائی کر دی گئی ہوتی۔ لیکن یوگ





انکا استعمال نہیں کرتے۔ اور لوگوں کے لئے انکا خیال کرنا بے سود ہے۔  
اب میں ان مشہور عالم درشنوں کی تحقیقات کا خلاصہ بیان کرنے کے  
قبل چند الفاظ مبند و فلسفہ کے چھٹے درشن کے بارہ میں کہوں گا چھٹے درشن  
کا بانی جینی تھا اور یہ صرف ایک مؤلف معلوم ہوتا ہے نہ کہ اصلی مصنف  
یہ درشن پورہ (سابقہ میمانہ کے نام سے مشہور ہے اور ویدانت  
اور ترہمانہ کے نام سے جس کے معنی ایک بعد کے سدہ یا منت (فلسفہ)  
کے ہیں۔ لیکن اس لفظی تفریق سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جینی کا درشن  
ان دونوں میں پڑانا ہے (ایس ایس۔ پی صفحہ ۱۹۷)۔ برعکس اسکے یہ امر بالکل  
قرین قیاس ہے کہ جینی کے درشن کا پورہ وین (قدامت) کرم  
کانڈ کے لحاظ سے جسکو بعض آدمیوں نے گیان کانڈ کا پیشروان نام پڑا  
پورہ میمانہ کے مضمون کا پتہ کافی طور سے اوسکے پہلے اشلوک سے  
جسکا مطلب حسب ذیل ہے ملتا ہے: ”اسلئے اب دہرم کی فلاسفی کی تحقیقات  
شروع ہوتی ہے“ یہ اشلوک اور ترہمانہ کے جو ویدانت کے نام سے  
زیادہ مشہور ہے پہلے اشلوک سے مقابلہ کرنے کے قابل ہے جس کا مضمون  
یہ ہے ”اب برہم کی تحقیقات شروع ہوتی ہے“  
ہندو مت میں کرم کانڈ کا خیال بلدان (قربانی) کے اصول پر  
مبنی ہے جس سے بہشت اور دیگر قسم کی برکتیں اور فائدہ حاصل ہوتی ہیں  
جینی کا درشن بلدان کے مسئلہ کی تعلیم دیتا ہے اور اسکا مطلب  
اوسکے مضامین کی فہرست سے جو ہم یہاں پڑتے ہیں ظاہر ہے۔  
(۱) احکام و آیات وغیرہ کا مستند ہونا۔  
(۲) بچن اور قربانی کے متروک کا عجیب و غریب پہل۔



اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ہم پر میثور کا خود پڑ پاپ کی  
سزا جزا دینا مان بھی لیون تو ہلکا اکثر اس کو ظلم اور ظرداری کا  
مجرم بنانا پڑے گا اور اس لئے یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے  
کہ یہ مان لیا جاوے کہ اچھے یا بُرے سب کرم اپنا اپنا  
پہل دیتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں دنیا کے اخلاقی  
انتظام کے لئے کسی میثور کی ضرورت نہیں ہے۔

(ایس۔ ایس۔ پی صفحہ ۲۱۱)

میکس مور کر مون کے خود پہل دینے کے مسئلہ پر تشریح کرتا ہوا  
کہ

..... جیمنی پر میثور کو دنیا میں ظاہر اپیلی ہوئی بے انصافی کا  
ذمہ دار نہیں ٹھہراتا ہے اور اس لئے ہر ایک چیز کو علت  
و معلول کے قانون پر مبنی کرتا ہے اور دنیا کی مختلف  
حالتوں کو اچھے اور بُرے فعلوں کے سلسلہ کا قدرتی نتیجہ  
پاتا ہے۔ یہ یقیناً ناستکیت تھا بلکہ ایک قسم کی کوشش  
ایثور کو ظلم اور ناجائز ظرداری کا الزام سمجھانے کے لئے  
جو اس کے اوپر بار بار عائد کیا گیا ہے۔ یہ ایثور کی عقل کو  
بے عیب ٹھہرانے کی محض ایک مزید کوشش تھی اور وہ  
ناستک کہلانے کا یقیناً مستحق نہ تھا خواہ ہماری اس کے  
بارہ میں کچھ ہی رائے کیوں نہ ہو۔ (حوالہ سابق صفحات

۲۱۲ و ۲۱۱)۔

اس قدر جیمنی کی اس رائے کے بارہ میں کہ کر مون میں پہل دینے کی قوت

جیتے خستہ ہو کر پیچھے رہ گئے۔ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب  
 ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔

- ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔  
 کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔ کہہ دے کہ ان کے لئے جو کچھ ہے وہ سب ہے۔

(۱۳۹۶ء تا ۱۳۹۷ء)

- ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔  
 ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔  
 ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔  
 ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔  
 ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

- ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔

ایک قسم کے بہشت میں ملتا ہے وہ پر م آئند نہیں خیال  
 کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک کم درجہ کا مانا جاتا ہے۔ ادن  
 لوگوں کے لئے جہنم نے پر م پر ہم کو جان لیا ہے اوس  
 بہشت میں کوئی دل بہانے والی چیز نہیں ہے اور نہ اونکا  
 اوس سے واقعی اطمینان ہو سکتا ہے۔ اونکا آئند  
 مسی گیان برہم میں لے ہو جانا ہے۔ لیکن اسکی کوئی تفصیل  
 نہیں دی گئی ہے۔ سانکھ مت کا آئند بھی نہایت جہل اور  
 مبہم ہے وہ آئند خود پڑش ہی میں اسوقت پیدا ہو جاتا ہے  
 جب وہ ظاہری قدرت یا پر کرتی کے کاموں یا جالوں سے  
 بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔ آخر آئیائے اور یسینک شتونکا  
 اپورگ (آئند) بالکل نفی کا صیغہ ہے جو باطل گیان کے  
 دور ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ ادن مختلف ناموں سے  
 بھی جنکو مختلف درشتون نے استعمال کیا ہے ہمو اس  
 آئند کا بہت تھوڑا پتہ چلتا ہے۔ مکتی اور موکش کا مفہوم  
 رہا ہی ہے۔ کیولیہ کا تھنائی یا علیحدگی .....  
 امرت کا ہمیشگی اور اپورگ کا آزادی ہے ..... مجھے  
 اس بات میں بھی شک ہے کہ اوپنشد ہی اپنی پر م مکتی  
 یا بکمل آزادی کی بابت کچھ بیان کرنے کی قابلیت رکھتے تھے  
 فی الواقع اونکو خود تسلیم ہے (تیر یا اوپنشد) کہ برہم کے  
 پر م آئند کو بیان کرنے میں زبان قاصر ہے۔ وہ وہاں تک  
 نہیں پہنچ سکتی ہے۔ اور جب زبان قاصر ہے تو

[illegible]

۱۱۲۰

[illegible][illegible]

(۱) آتما کی حیویا برہم کے طور پر ہیشگی۔

(۲) جو کرم بندھن اور آواگون میں پھنسا ہوا ہے۔

(۳) آواگون دکھ اور کلیش سے بہرا ہے۔

(۴) اس سنسار کے دکھ اور تکلیفوں سے نکلنے کے لئے ایک راستہ ہے۔

ان سب فلاسفی کے اسکولوں کی ایک مزید قابل غور صورت ہے جسکو  
پروفیسر میکس مولر حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:-

”گو کہ ان چھٹوں اصلی کہلانے والے درشتوں میں ایک مضبوط  
مذہبی اعتقاد پایا جاتا ہے تاہم وہ اس زمانہ کے ہیں کہ  
جب صرف معتد دویدک دیوتاؤں کے بجائے ایک پریشورکا  
اعتقاد ہی بہت زمانہ پہلے نہیں قائم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ بلکہ اس  
ایشور کا بجائے لوگ ایک اعلیٰ قوت یا پرماتما پن کو ماننے  
لگے تھے جسکا کوئی نام سواے برہم یا ست کے یا میں ہوں جو  
میں ہوں کے اور کچھ نہیں ہے“ (ایس۔ ایس۔ پی۔ صفحات  
۴۲۹ و ۴۵۰)

ہیکو میکس مولر صاحب یہ بھی بتاتے ہیں (حوالہ سابق صفحہ ۴۵) کہ  
”ہندوستانی فلاسفوں کا ناستک پن ہم اہل یورپ کے  
ناستک پن سے بسا مختلف ہے (ہمارے لئے) اس کا  
مفہوم ایک مداخلت کرنے والے دنیا کے بنانے میں مشغول  
انسان کی طرح کے متفلسفہ خدا کے وجود سے جسکو ایشوریا پرہم  
کہتے ہیں انکار کرنا ہے۔ لیکن ہندو فلاسفوں نے اس کے  
پیچھے اور اس سے اوپر ایک ادنیٰ طاقت مانی ہے





بنایان یا ابھی دھرم اسکول کے بموجب :-

”کوئی آتما یا پد گھل یا جاندار یا جو نہیں ہے۔ یعنی برہمن

فلاسیفی کے مانے ہوئے ایک اچل آتما کے وجود سے

انکار اور آداگون کرنے والے جو یعنی روح کے وجود

سے بھی جو جسم سے علیحدہ مانا جادے انکار۔ انسان

پانچ مرکبات کا مجموعہ ہے یعنی مادی عنصر روبرو یا

شریر اور چار مانسک عناصر سنگنا (احساس) ویدنا

(حواس سے پیدا ہوا گیان) سنسکار (خیالات)

گیان (ادراک) متنفس یا انسان کا بیان اون عناصر کے

طور پر کیا گیا ہے جسے ملکر وہ بنتا ہے اور اسکو تشبیہ

ایک رتہ سے دی گئی ہے جس میں بوجہ اس کے کہ

وہ مختلف چیزوں سے ملکر بنا ہے متنفس پن نہیں ہے

(ای۔ آر۔ ای۔ جلد ۹ صفحہ ۸۴)۔

دوسرا فرقہ یعنی مہایان اسکول اس سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے اور

چیزوں کی ہستی ہی سے انکار کرتا ہے۔ یہ نیستی کا مسئلہ ہے جو ایک

غایت درجہ کامایا داد (دنیا کو محض خواب و خیال وہ ہو کہ مانتے والا) ہے

صرف ہر دنی چیزیں ہی معدوم نہیں ہیں بلکہ کوئی آتما ہی نہیں ہے جو خیالوں کا

پیدا کرنے والا ہو۔ خیالات ہی شونیہ ہیں یعنی وہ کوئی شے نہیں ہیں۔

سشتیا (نیستی) ہر چیز میں ہے۔

ان خیالات کے ہوتے ہوئے یہ تو ناممکن تھا کہ نروان سے روح کے

ناش ہوئے کا مفہوم نہ ہو یا آداگون سے مراد بدی کرنے والے کی



انہوں نے اسکو کسی ایسے فرقہ سے لیا ہو کہ جو اسکو اسکے  
 اصلی معنی میں استعمال کرتا ہو یعنی مختلف الفاظ میں  
 جینیوں سے۔ بدھ لوگ لفظ سمور کو بھی استعمال کرتے  
 ہیں جیسے شیل سمور (دھرم کے اخلاقی اصولوں کی پابندی)  
 اور اسم فاعل سموت (قابو) جو ایسے الفاظ ہیں جنکو  
 برہمنی مذہب کے مصنفوں نے ان معنوں میں نہیں استعمال  
 کیا ہے۔ اور اسکے قیاس غالب ہوتا ہے کہ وہ  
 جین مت سے لیے گئے ہیں جہاں وہ اپنے لفظی معنی میں  
 اپنے اصطلاحی مفہوم کو ٹیک ٹیک ظاہر کرتے ہیں پس  
 ایک ہی دلیل ساتھ ہی ساتھ دونوں باتوں کو ثابت  
 کرتی ہے کہ جین مت کے کرم کا مسئلہ ان کے  
 درشن کا ابتدائی اور اصلی جزو ہے اور جین مت  
 بدھ مت کی ابتدا سے بہت زیادہ پورانا ہے  
 فی نفسہ میری رغبت اس خیال کی طرف ہے کہ بدھ مت  
 ہندوؤں کی ذاتوں کی پیچیدہ تفریق اور جینیوں کی کہن پیشا کے  
 خلاف اعتراض کے طور پر قائم ہوا تھا نہ کہ ایک نئے فلسفہ درشن  
 کے طور پر۔ کم از کم ابتدا میں تو نہیں بدھ نے کئی برسوں تک مختلف  
 مذاہب کے سادہوں کی صحبت اختیار کی تھی اور وہ ان کے  
 عقائد سے واقفیت رکھتا تھا گو کہ ان سے سائنس کے  
 طور پر وہ واقف نہ تھا۔ ایک موقع پر اس نے کہا ہے:  
 ”اے پیایو بعض تارک دنیا اشخاص (اچلک)



باد جو داس اتفاق کے جب پریشاں ہے (۶۱۶۶۶۶۶۶) کی  
 سختی کا سامنا پڑا جس کا مفہوم سنیاس کے متعلق سب قسم کی  
 تکلیفوں کو خوشی سے برداشت کرنا ہے اور جب اس نے اپنے کو  
 کمزور اور دبلا پایا لیکن وہ روشن ضمیری جس کا وہ متلاشی تھا نہ ملی تو  
 بدھ نے ایسا کیا کہ :-

” ان سختیوں کے برداشت کرنے والے ناگوار راستہ سے

میں اس انوکھے مکمل - اعلیٰ بلند مرتبہ (اکریون کے)  
 گیان کو جو انسانی سمجھ کے باہر ہے حاصل کر پاؤں گا  
 کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کے حاصل کرنے کا کوئی  
 دوسرا طریقہ ہو؟ (ای - آر - ای - جلد ۲ صفحہ ۷۷) -

ای وقت سے اس نے جسم کی پرورش پہر شروع کر دی  
 بالآخر وہ درمیانی طریقہ جسکی وہ تلاش میں تھا مشہور عالم بودھی  
 درخت کے نیچے حاصل ہوا - وہ درمیان کٹھن تپشیا اور بغیر روک  
 ٹوک کی عیاشی کے جو کرم یوگ (سب قسم کے دنیاوی افعال میں  
 نیش کام یعنی بلا خواہش کے مشغول ہونے) کے ہمیں میں مروج تھی  
 ایک قسم کا صلح نامہ تھا - آیا یہ درمیانی راستہ علم سائنس کے مطابق ہے  
 یا نہیں - یہ سوال نہ تھا - مطلب یہ تھا کہ دکھ سے ہر طرح سے بچیں - اگر آپ  
 خود دکھ کا کارن ہے تو اس سے دکھ کا ناش کیسے ہو سکتا ہے -

بذہن نے کہا ” دکھ بڑا ہے اور اس سے بچنا چاہیے - زیادتی  
 دکھ ہے - تب ایک قسم کی زیادتی ہے اور دکھ کا بڑا بیوا لاہر  
 اس کے برداشت کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا وہ بے سود ہے



اس پر کوئی شک سے بہت بڑھ گیا ہے۔

”افسوس ہے ایسی جوانی پر جس کو بڑھاپے کا ڈر لگا ہوا ہے  
شوہر ہے تندرستی پر جس کو بہت سی بیماریاں ناشن  
کر دیتی ہیں۔ افسوس ہے انسان کی زندگی پر جو بہت  
تھوڑے عرصہ قائم رہتی ہے۔ لعنت ہے اوان  
سمانی خواہشوں پر کہ جن سے عقلمند و نیکے  
دل پھیل جاتے ہیں۔ کاش کہ نہ بڑھاپا نہ ہو تا نہ روگ  
ہو تا نہ موت ہوتی اور نہ موت کی تکلیف۔“  
(دیکھو اللت و ستار)۔

اشی اچھے ہیں یہی کہا ہے۔ دو گھن سے بہری ہوئی یہ دنیا دراصل ہے  
جس میں ابتدا سے جہنم لینا ہے بڑھاپا ہونا ہے  
ناش ہو نا اور پھر دوبارہ پیدا ہونا ہے۔ افسوس  
اذن سب کے لئے جو زندہ ہیں بڑھاپا اور بیماری  
اور موت اور اسی قسم کی دیگر آفتیں آتی ہیں۔“  
(حوالہ سابق)۔

درحقیقت یہ دنیا جو بے سمجھ انسان کو سنبھالے اور دبستگی کے اسباب  
سے بہری ہوئی معلوم ہوتی ہے مثل الف لیلا کے آدم خور غول کے  
جزیرہ کے ہے جس کے بد قسمت قیدی اس واسطے موئے کئے جاتے ہیں  
کہ کچھ دیر بعد کہا لئے جائیں۔ یہاں ہی ہمارے لئے رت کے جنون کا  
انجام بڑھاپے کی تکلیف اور موت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ہم میں سے  
وہ لوگ جو ہستی کے بید کو سمجھ گئے ہیں اور جن شرائط پر اس کا دار و مدار ہے





# پانچوان لکچر

دیوی دیوتاؤں والے مذاہب

(الف)

آج کی تقریر ایک ایسے مضمون پر ہے کہ جو امور مذہبی کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور جسکا جاننا اسلئے نبی نوع انسان کے لئے لازمی ہے۔ آج ہم قصے کہانیوں والے مذاہب کی تحقیقات کر لینگے جنکو باوجود کوشش بلیغ کے موجودہ زمانہ کے لوگ نہیں سمجھ سکے ہیں۔ ان مذاہب کے محققین میں بہت اختلاف پیدا ہوا ہے اور دونوں قسم کے واقف کاروں کی یعنی خود ان مذاہب کے ماننے والوں اور نیز بیرونی ماہران کی کوشش اب تک رالگان گئی ہے۔ کیونکہ کچھ لوگوں نے تو ان مختلف ممالک اور مختلف دیوالوں کے یومی دیوتاؤں کو واقعی زندہ متفلس اور اونکے عجیب و غریب کارناموں اور ناممکن تعلقات کو اونکے دیوتا ہونے کی دلیل مانا ہے جب کہ اون لوگوں نے جنکو کسی قسم کے مذہبی توہمات نہ تھے کہ جن سے اونکی عقل گمراہ ہو جاتی یا جنہوں نے اپنے تئیں اس قسم کے توہمات سے تعلیم وغیرہ کے ذریعہ آزاد کر لیا ان بیسٹار یومی دیوتاؤں کو روشنی۔ پارسش آگ وغیرہ جیسے طبعی واقعات یا مختلف علوم و فنون جیسے حکومت کرنے کا علم۔ کہانا بنانے کا علم وغیرہ کے رویک یعنی خیالی تصویرات (personifications) سمجھا ہے۔



کی بائیں ایسی معلوم ہو جائیں جو اسکی سمجھ کو بہت پریشان کن محسوس ہو تین او سکویہ معلوم ہو جائے کہ قدیم ریٹون نے اس نہایت عجیب دیوتا کا ذکر حسب ذیل طریقہ پر کیا ہے۔

(۱) اد کے تین ٹمانگین اور سات یا تہہ اور سات ز بائیں ہیں۔

(۲) وہ سب دیوتاؤں کا پجاری ہے۔

(۳) دیوتا او سکے بلانے سے آتے ہیں۔

(۴) او سکے کہلا یا ہوا کہا تا دیوتاؤں کو پوچھتا ہے اور اس سے

اونکی طاقت بڑھتی ہے۔ اور

(۵) وہ بہکش (پاک) اور ابہکش (ناپاک) دونوں کا کہانی والا ہے۔

انکے علاوہ اور بھی اوصاف اگنی کے ہیں لیکن محض اتنے ہی ہمارے توجہ کو اٹکانے کے لئے کافی ہیں۔ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی آگ یا کہانا پکانے کے علم میں اگنی کے ان اوصاف کو دکھا دیں۔ یہ بھی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ محققین اور فصیح لکچراروں کے نتیجوں میں اس امر کو ڈھونڈیں کہ بارشش یا ابر نے کس طرح پر اپنی گرد کی استری کے ساتھ ڈٹا کیا اور وہ بیماری کے داغ کہاں ہیں جنکو کہ برہما جی نے انجام کار آنکھوں میں مبتدل کر دیا۔ لیکن آپ چاہے جتنی جستجو کریں محققین کے نتیجوں میں ان امور کا آپ کو جواب نہیں ملے گا۔ اسکے علاوہ یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آگ کو مذہب سے کیا سروکار ہے اور کہانا پکانے کا نہر ملکتی ہے کیا تعلق رکھتا ہے۔ لیکن ان سوالوں کا بھی کوئی جواب نہیں ہے۔ میں وید مقدس کے ایک برہمن کے ایک حصہ کا ترجمہ جسکو ایک آریہ سماجی نے کیا ہے پیش کرتا ہوں جس سے اونکی تعبیر کی



۱۲۲) اسکی حرز تحریر ایک مدرسہ کے طالب علم کے مضمون کی سی ہے تاکہ کسی علم یا ہنر کے عالمانہ بیان کی سی۔

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ یہ وید کے ادس مٹر کی جس کے ایک حصہ کا یہ ترجمہ کہا جاتا ہے کوئی مستند تعبیر ہی نہیں ہے۔ اگر عاقبتاً یہ مان لیا جائے کہ اس قسم کی تعبیر سے وید مقدس کی توہین نہیں ہوتی تاہم یہ کتنا ضروری ہے پڑے گا کہ ادس سے ویدوں کی کچھ تعریف ہی نہیں ہوتی اور نہ ادس ہندو جماعت کی ہی جو ویدوں کی پیروکار ہے۔

ویدوں کے سمجھنے میں سنان دھرمیوں نے بھی کچھ کامیابی حاصل نہیں کی انہوں نے اپنے مورثوں کی غلطیوں کو اند سے پن سے دہرایا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ انکے اینک دیوی اور دیوتاؤں کے جو کارنامہ حیات بیان کئے گئے ہیں وہ دیوتاؤں کے شایان ہیں یا نہیں۔ اندر نے اپنے گرد کی استری کے ساتھ زنا کیا اور دیو گرو (برہمپتی) نے اپنے بڑے بہائی کی حاملہ عورت کو ہنگا یا اور سوم یعنی چندرمان نے خود دیو گرو کی استری سے ایک لڑکا پیدا کیا۔ لیکن سنان دھرمی لوگ دیوتاؤں کے ان اور اسی قسم کے دیگر بڑے افعالوں کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ان عجیب دیوتاؤں کی سب سے عجیب بات یہ ہے کہ آب اوٹکے کارنامے جاری نہیں ہیں۔ اون کے سب کام پُرانوں کے لکھے جانے کے پہلے ہی ختم ہو چکے تھے زندہ اشخاص کے لئے یہ کیسے ممکن ہے خاص کر ایسے متنفسون کے لئے جو ایک لمحہ بہرہی اپنے پڑوسی کی عورت کو ہنگانے کا خیال کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ ان دیوتاؤں کی صرف اسی خصوصیت سے سمجھ دار آدمیوں کی آنکھیں

[illegible]







استعمال کئے گئے ہیں بیان تک کہ انسانی خیال ایک ایسے دلفریب  
اور محو کرنے والے جامہ میں بلبوس پایا جاتا ہے جو جستجو کرنے والی  
عقل کو ہر موقع پر دھوکا دیتا ہے۔ یہودیوں کی کتب مقدسہ اور  
نئے عہد نامہ انجیل میں ایک طریقہ جسکو تعدادی معنی الفاظ کہنا غیر مناسب  
نہ ہوگا مصنف کے اصلی مفہوم کو چھپانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔  
یہودیوں کے مت کے رموز کبالتہ ( )  
کہلاتے ہیں۔ ایس۔ ایل۔ میلگر یگر میٹرز صاحب اپنی کبالتہ انو بلڈ  
دو اس بات کو اب لوگ سمجھنے لگے ہیں کہ انجیل میں جسکو غالباً اور سب  
کتابوں کی نسبت لوگ بہت کم سمجھ پائے ہیں بشمار ایسی آیات درج ہیں  
جسکو کسی ایسی کتب کی مدد کے بغیر کہ جو ان کے اصلی مفہوم کو واضح کر سکے  
کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ وہ کتب کبالتہ میں یلگی " کبالتہ تین حصوں پر  
منقسم ہے۔ جمیٹریا۔ نوٹیرکون اور تیمور و۔ ان میں سے جمیٹریا۔  
الفاظ کی قیمت پر مبنی ہے اور یہ بتاتا ہے کہ جو الفاظ ہم تعداد  
ہوتے ہیں وہ ہم معنی ہی ہوتے ہیں۔ باقی دو بہت پیچیدہ ہیں جیسے  
کسی لفظ کے حرفوں کو الگ الگ لفظ مان کر ان سے ایک جملہ  
بنانا وغیرہ۔ مگر ہکو ان سے بیان کچھ سرورکار نہیں ہے۔ یہودی  
علم معرفت میں اس قسم کے علم ہندسہ یا شمار کے اوپر بہت زور  
دیا گیا ہے۔ عبرانی زبان میں ہندسے علیحدہ نہیں ہیں۔ ہر حرف کی  
ایک مخصوص تعداد ہے جیسے الف = ۱۔ ب = ۲۔ ج = ۳۔  
د = ۴۔ وغیرہ۔ اس گنتی کے اوپر یہ اصول مبنی ہے کہ ہر لفظ ایک رقم

ترانہ و نغمہ کی کتابیں  
کتاب (۱) ص ۱۰۰

کتاب (۲) ص ۱۰۰  
کتاب (۳) ص ۱۰۰  
کتاب (۴) ص ۱۰۰  
کتاب (۵) ص ۱۰۰  
کتاب (۶) ص ۱۰۰  
کتاب (۷) ص ۱۰۰  
کتاب (۸) ص ۱۰۰  
کتاب (۹) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۰) ص ۱۰۰

کتاب (۱۱) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۲) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۳) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۴) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۵) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۶) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۷) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۸) ص ۱۰۰  
کتاب (۱۹) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۰) ص ۱۰۰

کتاب (۲۱) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۲) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۳) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۴) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۵) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۶) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۷) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۸) ص ۱۰۰  
کتاب (۲۹) ص ۱۰۰  
کتاب (۳۰) ص ۱۰۰

مطالعہ کرنے والا اس امر سے لازمی طور سے موثر ہو جاتا تھا  
 کہ ان میں سے ہر ایک میں ایک خفیہ اسرار معرفت  
 یعنی رموز کے علم کی علامات پائی جاتی ہیں جو بہت  
 قدیم زمانہ سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ اس خفیہ علم کا  
 بار بار حوالہ انجیل کے نئے عہد نامہ میں ملتا ہے اور ایضاً  
 میں بھی کہ جن میں اس کے چند تحقیقی اصولوں کا احتیاط کے  
 ساتھ اظہار کیا گیا ہے۔ اور ادھر ادھر کے نظاروں پر  
 جو اس کے حاصل ہوئے ہیں یہ صاف طور سے  
 ثابت ہے کہ وہ سب پُرانے مذاہب اور فلسفوں  
 میں بہ لحاظ اصلیت ایک ہی تھا اور واقعی ان سب کی  
 بنیاد تھا۔ عیسائیوں کی کلیسا کی ابتدا میں جو  
 مثل ایک خفیہ جماعت کے قائم ہوئی تھی اس  
 مخفی اسرار الہی کی بہت احتیاط کے ساتھ حفاظت  
 کی جاتی تھی اور اس اصول کے مطابق کہ بہت سے  
 بلائے جاتے ہیں مگر ان میں سے چند ہی منتخب  
 ہوتے ہیں وہ صرف انہیں کو سکھایا جاتا تھا  
 جو اس کی تعلیم کے مستحق سمجھے جاتے تھے۔  
 امور مملکت کی گذرہ کرنے والی مصلحتوں اور  
 خود غرض نالائق پادریوں کی اخلاقی کمزوریوں کی  
 بدولت یہ خفیہ اسرار معرفت شروع ہی  
 کی صدیوں میں عیسائیوں کی جماعت سے جاتا رہا



کیا مراد ہے۔ وہ قدیم سانپ کا راز جو شیطان  
 یا جیٹ کہلاتا ہے آشکارا کرتی ہے۔ وہ انسان کی  
 طرح کے خائن کی تردید کرتی ہے۔ اور نہایت ہی  
 اعلیٰ بندش خیال میں حیات جادو دانی کے حصول کا  
 جو ایک ہی ذریعہ ہے اسکو بیان کرتی ہے۔

یہ کوئی نئی گہرنت نہیں ہے جو میں آپ کے سامنے پیش  
 کر رہا ہوں ایسے دور دراز وقت میں بھی جیسے کہ عیسائیوں کے  
 سمیت کی چوتھی صدی اور پچن (Conjurer) نے جو  
 Conyelo Brit کے بموجب عیسائی کلیسا کا سب سے

مشہور اور زبردست دافکار تھا خفیہ تعبیر کے طریقہ کو انجیل  
 مقدس کی تہ تک پہنچنے کے لئے استعمال کیا تھا۔ اور پچن کو  
 پورا یقین تھا کہ نئے اور پرانے عہد ناموں میں ایک لفظ ہی ایسا  
 نہ تھا جو معرفت اور راز سے خالی ہو۔ وہ سوال کرتا ہے۔

”لیکن کیونکر ہم اس معرفت کے خیال کے ساتھ  
 انجیل کے ایسے قصوں کو مطابق کر سکتے ہیں جیسے  
 لوط کا اپنی لڑکیوں سے ہمستر ہونا۔ ابراہیم کا پہلے  
 اپنی ایک بیوی سے اور بعد کو دوسری بیوی سے  
 حرام کرانا۔ آفتاب کے بنائے جانے کے قبل  
 کم از کم تین رات و دن کا وقوع بین آنا۔ ایسا  
 کون بیوقوف ہوگا جو یہ مان لے کہ خدا نے ایک  
 معمولی بانی کی طرح پر بہشت [باغ عدن] میں درختان





[illegible]



- خلافت میں۔ اگر مریم اور یوسف کو معجزانہ پیدائش کا  
 علم ہوتا تو وہ جب مسیح نے ہیکل میں اپنے باب کے  
 کام میں مشغول ہونے کا (دیکھو) قاقا کی انجیل باب ۲  
 آیت ۵۰ (م ذکر کیا تھا کیوں متعجب ہوتے۔ ان  
 تین سوانح عمری والی انجیلوں میں کہے ہوئے معجزے  
 بہت کچھ یکساں ہیں لیکن جن حالات میں ان کا وقوع  
 ہونا بیان کیا گیا ہے وہ بہت مختلف ہیں۔۔۔۔۔  
 سب سے بڑا معجزہ یعنی لازرسن کا جلنا صرف  
 یوحنا کی انجیل میں پایا جاتا ہے۔ باقی معجزے  
 اکثر تمثیلی ہیں (مثلاً روٹیوں کی تعداد کا بڑھ جانا۔  
 پانی کو شراب بنادینا وغیرہ) جو آدمی صلیب کے  
 نیچے موجود تھے انکے نام دو انجیلوں میں یکساں نہیں  
 ملتے۔ مسیح کے جی اٹھنے کے بارہ میں ان سوانح عمری  
 والی انجیلوں کے مصنف ایک دوسرے سے بہت  
 اختلاف رکھتے ہیں۔ مرقس کی انجیل کے سولہویں  
 باب کی نوین آیت سے بیسویں آیت تک کا مضمون  
 بعد کا بڑھایا ہوا ضمیمہ ہے۔۔۔۔۔ لوقا کے تالیفی  
 حوالہ جوڑے ہیں۔ ہیرود کہی بادشاہ نہ تھا بلکہ گورنر تھا  
 سر پنیس جبکہ وہ یسوع کی تالیف میں لاملا تاہر شہر سے  
 اللہ تک حاکم تھا اور اسلئے اسکا یسوع کے قصہ سے  
 کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ لسانیا س کا بھی تذکرہ کرتا ہے

الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

۱. نتیجہ کے ساتھ، اچھوتہ، فتنہ، تہذیب، د  
 ۲. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۳. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۴. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۵. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۶. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۷. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۸. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۹. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ  
 ۱۰. کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ، کرانہ

[illegible]

گئے ہیں لیکن یوروپین تحقیقات نے صرف اوس کے اختلافات  
 ڈھونڈنے پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے اوسنے انجیلوں کی مختلف  
 روایتوں کے مزجون کی بھی جستجو کی ہے۔ اور اس تحقیقات  
 کے نتیجہ کے طور پر اسباب یہ واضح ہو گیا ہے کہ :-

” عیسائیوں کی کتب مقدسہ کی بہت سی معجزانہ  
 اور غیر معجزانہ باتیں جنکو کہ عیسائی لوگ تاریخی واقعات  
 مانتے ہیں یا کم از کم ایسی ایذا دین مانتے ہیں جو ایک  
 عجیب مذہبی استاد اور بانی کی سوانح عمری کے  
 گرد جمع ہو گئی ہیں وہ دراصل بہت پرانے زمانہ کی  
 روایتوں سے ہی لئے گئے ہیں اور اس لئے  
 عیسائی مت کے بانی کی متنازعہ ذات بھی جسکا  
 وجود بعض اشخاص نے صرف مان لیا ہے اور بعض نے  
 نتیجہ کے طور پر اخذ کیا ہے اتنی ہی مشتبہ ہے  
 جتنی پُرانی روایات کے نیم خدا و ندون کی  
 فروعات کو چھوڑ کر بحث یہ ہے کہ جب انجیلوں کے  
 یسوع کی روایت کا ہر ضروری جز و کم یا زیادہ  
 واضح طور سے مذہبی کہا نیوں کی قسم کا ثابت  
 ہوتا ہے (تعلیم کے لحاظ سے ہی اوتنا ہی جتنا  
 عمل کے لحاظ سے) تو پھر بالکل کوئی بات  
 باقی نہیں رہتی جو کسی شخص کو اس امر کا مجاز پھر  
 کہ وہ یسوع کے نام کے پیچھے کسی مجسم شخصیت کا

۱۰۱- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۲- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۳- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۴- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۵- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۶- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۷- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۸- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۰۹- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۰- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۱- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۲- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۳- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۴- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۵- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۶- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۷- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۸- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۱۹- فی - تراویح و سجده و غیره  
 ۱۲۰- فی - تراویح و سجده و غیره



chl







کر خدائے اپنے رب کے کاد جود کسی پہلے یا پچھلے پیغمبر پر ظاہر نہیں کیا خاص کر ایسے رب کے کاد جود جیسے یسوع جود نیا کائنات دینے والا ہے۔ برعکس اس کے یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے بہت صاف طور سے ہم کو بتایا تھا (دیکھو انجیل مقدس یسعیاہ باب ۴۲ - آیت ۱۱) میں اور میں ہی خداوند ہوں اور میرے سوا کوئی نجات دہیے والا نہیں ہے۔ اس کی تکذیب کہیں نہیں ہوئی بلکہ تائید واعظ کی انجیل سے ہوتی ہے (دیکھو باب ۴ - آیت ۸)۔

” ایک آیکلا ہے اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔ یہاں اس کے نہ بیٹا ہے اور نہ کوئی بہائی ہے۔“

کیا وہی خدا جو یسوع کا باپ کہا جاتا ہے یہاں پر بول رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیون اپنے بیٹے کے جود سے انکار کرتا ہے۔ اور کیا وہ وہی خداوند ہے جس کو ہندو ایشور مسلمان انڈیا اور پارسی اہورہ مرشدہ کہہ کے پوجتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس نے اون لوگوں کو بھی کیون نہیں بتایا کہ اس کے ایک لڑکا ہے۔ اسلام عیسائی مسیح سے قریب چہ سو برس کے بعد قائم ہوا اور کہا جاتا ہے کہ وہ الہام پر مبنی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ محمد نے یسوع کے خدا کا بیٹا ہونے سے انکار کیا یہاں غور کی سخت ضرورت ہے۔ ہم ان دو باتوں میں سے ایک ایک پر قائم ہونے کے لئے مجبور ہونگے کہ یا تو یسوع کا آسمانی باپ ہندوؤں کا ایشور مسلمانوں کا اللہ اور زردشت کا اہورہ مرشدہ نہیں ہے اور یا ان سب مذاہب کی کتب تاریخی طور سے پڑھنے کے لئے نہیں لکھی گئیں ہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ انجیلیں خود اس امر کو افشا کر دیتی ہیں



”جسکے کان ہوں وہ سن لے“ یسوع کا تکیہ کلام تھا جسکو وہ بار بار کہا کرتا تھا  
 (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۳-آیت ۹)۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد نامہ  
 انجیل کی تعلیم میں کوئی بات ایسی ہی کہ جسکے لئے دیکھئے۔ سنئے سمجھئے کی ضرورت  
 تھی۔ صاف صاف الفاظ میں تعلیم نہیں دیجاتی تھی۔ پاک استاد تاریخ کی  
 تعلیم لوگوں کو نہیں دے رہا تھا باد جو دیکھ او سنئے بعد میں تاریخ کو بتاتے ہیں  
 خود ایک بہت بڑا حصہ لیا تے عہد نامہ کی انجیلوں کے مصنفوں نے ہی  
 یہودیوں کے قدیم شاسترون کو لفظی معنوں میں نہیں سمجھا۔ یسوع نے ایک مرتبہ  
 ایسا کہا ہے ”تمکو سچ معلوم ہو جائیگا اور سچ تمکو آزاد کر دیگا (یوحنا کی  
 انجیل باب ۸-آیت ۳۲)۔ عالمان شرع سے جو سچ کی تعلیم دینے کا دعویٰ  
 کرتے تھے او سنئے کہا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱۱-آیت ۵۲)۔  
 ”لے شرع کے عالموں تم پر افسوس ہے کہ تم نے معرفت کی  
 کنجی چھین لی۔ تم آپ بھی داخل نہ ہوے اور داخل ہو نیوالو انکو  
 تم نے روکا۔“

زمانہ حال کے ذی علم پادری کو اس امر کا مطلق علم نہیں ہے کہ اس  
 آیت سے کیا مطلب ہے۔ یقیناً وہ کسی کنجی کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا ہے  
 خاص کر معرفت کی کنجی کے بارہ میں تو وہ بالکل ہی ناواقف ہے اور نہ او سنئے  
 کہی ایسے کسی ہلال یا مقام کا ذکر سنا ہے کہ جہاں داخل ہونے سے شرع کے  
 بد قسمت عالموں نے اپنے تئیں اور اپنے پیروں کو اوسکی کنجی کے غائب کردینے سے  
 محروم کر دیا ہو۔ اسکو ہر جگہ تاریخ ہی تاریخ نظر آتی ہے یعنی جیہو اکی منکر اور بت پرست  
 نبی اسرائیل کے لئے از خود رفتہ محبت کی تاریخ۔ یا ایک نئے اعلان کئے گئے خدا کے  
 بیٹے کی سوانح عمری کی تاریخ جو گناہگاروں کو نجات دینے کے لئے مجسم ہوا۔ انجیلوں کو



زندگی کے کارنامے قرار دینے سے ممنوع ہیں۔ یسوع کی زندگی کے حالات کے متعلق انجیلوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ ایسے بالا برادہ اور جان بوجھ پیدا کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک ہی واقعی دنیا کا اصلی واقعہ نظر نہیں آتا ہے۔ ایک طرف تو تمثیلوں اور تشبیہوں کے انبار لگے ملتے ہیں اور دوسری طرف دل کو نہایت محفوظ کرنے والا ایک ارادہ پایا جاتا ہے جو ذائقہ کے قدرتی سلسلہ کو توڑنے۔ انسانوں کے ایجاد کرنے۔ حالات کی تکذیب اور سنسن کی تردید کرنے پر غور کیا کہ یہ ظاہر کرنے پر کہ تاریخ اولیٰ پلٹی ہی ہوتی چاہئے تیار ہے۔ نتیجہ صاف ہے لکھنے والوں کو اس بات کی فکر تھی کہ کہیں پڑھنے والے اور انکی تصنیفوں کو تاریخی طور سے نہ پڑھ لیں اور انہوں نے تاریخی مفہوم کی تردید کیلئے ہر قسم کی احتیاط کی۔ نئے عہد نامہ کی انجیلیں اس طرح پر یسوع (= روح) کی روحانی ترقی کے حالات کا ذکر کرتی ہیں نہ کہ ایک شخص یسوع کی سوانح عمری اور تعلیم کو جنکو متعدد مصنفوں نے لکھا ہو۔

پس ہماری رائے یہ ہے کہ مثل ہندو شاستروں کے اختلافات کے انجیل کے اختلافات بھی یا تو اداسکی کتابوں کے مصنفوں نے بالا برادہ پیدا کئے ہیں یا بوجھ تشبیہی صنعت عبارت کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ ہم ابھی دیکھینگے کہ پرانے صرف ٹھیک ہی نہیں ثابت ہوگی بلکہ انجیل کی تعلیم کو قدیم مذاہب اور ساتھ ہی ساتھ سچے علمی ہر کی تعلیم سے بھی متفق کرادیگی۔

اس میں اسلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جسکو آپ کو معلوم ہے کہ قریب تیرہ سو برس ہوئے ایک شخص محمد نامی نے جس کا بعد میں تاریخ سے بہت کچھ تعلق ہو گیا قائم کیا تھا اسلام کا دہرم شاستر بھی تمثیلی عبارت میں تحریر ہے اس میں زیادہ تر انجیل کے پڑانے عہد نامہ کی تعلیم شامل ہے اور اسکے علاوہ کچھ روایات و حدیث اور بھی ہیں اور اسکے بموجب



عام طور پر اتفاق کیا ہے۔ مثال کے طور پر ابن رشد رحمہ اللہ  
 کی یہ رائے تھی کہ عقل اور ایمان میں کوئی وجہ مخالفت کی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ایمان  
 سائل دراصل فلسفہ کے اصول ہی ہیں جو تمثیلی عبارت میں بیان کئے گئے ہیں  
 (حوالہ سابق) فی الواقع وہ وقعت جو شروع کے اسلامی رہبروں کی نگاہ میں فلسفہ  
 کے لئے تھی اس بات کی شہادت ہے کہ ادن لوگون کو اس کا یقین تھا کہ آیات  
 حدیث اور سائنس میں ایک واقعی اندرونی مطابقت ہے اس بات کا کچھ اثر  
 اس نتیجہ پر نہیں پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی بدترین بعد کی حدیثوں میں علم کے غارت ہو چکا  
 باعث ہوئیں۔ خود پیغمبر صاحب نے حدیث میں عقل کی بہت تعریف کی ہے اور  
 کہا ہے: ”وہ شخص نہیں مرنے والا ہے جو اپنی زندگی علم کے حصول میں صرف کرنا ہو“  
 (مسند احمد ۱/۱۰۰) حضرت علیؓ کے بارہ میں بھی  
 یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایسا فرمایا ہے: ”فلسفہ با ایمان آدمی کی گمشدہ چیز  
 اگر نہیں اسکو کافر سے بھی حاصل کرنا پڑے تو یہی اسکو حاصل کر دے“ (امی۔ اکر۔ ای۔ جلد  
 ۹ صفحہ ۸۷۸)۔ اسی ذریعہ سے ہر کو معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو کے معتقد مسلمان  
 اس بات کو مانتے تھے کہ فلسفہ حقیقت کا اعلیٰ درجہ ہے جو انسان حاصل کر سکتا ہے  
 بعد کے غور کرنے والوں میں سے سعدی شیرازی نے علم کے اوپر زیادہ سے زیادہ  
 زور دیا ہے جب اس نے لکھا ہے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت (بے علم انسان  
 خدا کو نہیں پہچان سکتا ہے)۔

پس یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی عبارت کو یہی ہر کو الفاظ کے لفظی معنوں میں  
 نہیں پڑنا چاہیئے اور یہ کہ اس قسم کی روایات کا شمول جیسے لوح محفوظ میں  
 پہل کا کہنا وغیرہ اسلام کے دہر مٹا ستر کو بھی ایک دم اسی قسم کی تحریر ثابت  
 کرتا ہے جیسے وید اور نئے اور پرانے عہد نامہ انجیل کے ہیں۔





شب ہی حاصل ہوتی ہے۔

(۴) یاد وجود ایسکے کہ عقل دیوتاؤں میں سب سے چھوٹی ہے وہ اس امر پر اصرار کرتی ہے کہ کسی کام کے شروع میں سب سے پہلے اسکی آدُبہگت کیجائے کیونکہ سوچ سمجھ کر کام نہ کرنے سے تباہی و بربادی لازمی ہیں۔

(۵) لڑو سے مراد عقل کے پھل سے ہے کیونکہ عقلمند لوگ قدرتی طور سے آئندہ (خوشی) کی شیرینی کا حظ اٹھاتے ہیں۔ اور

(۶) ایک نہت کا اشارہ ادویت مت کے اصول "ایکو برہم دو تیا ناستی" ایک طرف سے (برہم ایک ہے اور اسکے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے) جو بھو جب ادویت فلسفہ کے عقل کا انتہائی نتیجہ ہے۔

یہ دلفریب مورتی گینیش جی کی ہے۔ یہ دلکش اور نیر سمجھ کے بڑے بانیوانی ہو جیسا کہ اس ملاقات کے کارڈ (Visiting Card) سے جو کہے ہوئے

مفقود دانت میں چھپا ہوا ہے ظاہر ہے اس علی روپک (چوہا) تیشیسی استوارہ

کا مصنف ایک ادویت دادمی تھا جسکی علمی واقفیت اتنی ہی ٹھیک پائی جاتی ہے جتنی وہ تعجب خیز ہے۔ پس گینیش جس سے ہم ابھی ملاقی ہوئے ہیں کسی وحشی دماغ کی جو ہوا بادل یا بارش کو دیوی دیوتا ماننے پر تلا ہوا ہو گہرنت

نہیں ہے بلکہ نجات کے حصول کے سب سے ضروری ذریعہ کی شاعرانہ خلقت یا مورتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ علم کے بغیر نجات نہیں مل سکتی ہے جیسا کہ وید میں آیا ہے "رتے گیان نہ مکتی" (بغیر گیان کے مکتی نہیں ہو سکتی ہے)۔

گیان کے دیو کو منسکار کر نیکے بعد اب ہم ویدک دھرم کے دیوتاؤں کی اصلیت کی تفتیش میں مصروف ہونگے۔ جیسا کہ ویدوں کا نہایت مشہور و معروف تشریح کر نیوالا سائین کہتا ہے ویدک دیوتاؤں میں تین سب سے بڑے ہیں اور



(۲) اندھو مراد ناپاک لیے سنساری جو سے سے جو اندریون (حواس خمسہ) کے ذریعہ

سے دنیا کے پو بار میں مصروف ہوتا ہے۔

(۲) انہی پیشانی کی صورت ہے جو نجات کا باعث ہے۔

تفصیل کے ساتھ اندر نے

(۱) اپنے گرد کی استری کے ساتھ زنکیا۔

(۲) جبکی علت میں اسکے جسم میں پوڑے پنسیان پوڑے نکلیں۔

(۳) یہ پوڑے پنسیان برہاجی کی مہربانی سے انگلیہیں بن گئیں۔

(۴) علاوہ اسکے اندر اپنے باپ کا باپ بھی ہے۔

ان امور کی مطابقت حسب ذیل ہے۔

(۱) الف۔ زنا سے مراد نور روح کا مادہ میں گہنا ہے جو ایک ممنوع فعل ہے

کیونکہ نجات کے معنی ہی مادہ کی بغلیگری سے علیحدگی کے ہیں۔

ب۔ حیات اور عقل روح کی دو صورتیں ہیں جن میں سے حیات بر ارقام

رہتی ہے مگر عقل وقتاً فوقتاً نمایان اور غائب ہو جاتی ہے جیسے خواب میں

اس کا غائب ہو جانا۔

ج۔ حیات کی تعلیم کا ذریعہ عقل ہے چونکہ باہری کتب یا استاد تو حصول

علم میں محض سہکاری کا لونہ (مددگار اسباب) ہی ہوتے ہیں۔

د۔ عقل معمولاً مادہ سے تعلق رکھتی ہے اور شاذ و نادر ہی حیات کی طرف

متوجہ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر یوروپین عالموں کو دیکھئے کہ جن کی

عقل کو ابھی تک روح کا پتہ نہیں ملا ہے۔

اس لیے نور کے مادہ میں داخل ہونے کے خیال کی شاعرانہ عبارت میں ایک ممنوع فعل

یعنے زنا کاری سے اسکے ساتھ جو حیات کے استاد عقل سے مخصوص تعلق رکھتی ہے

(یعنے حیات کو اپنے گرد کی عورت سے زنا کرنے سے) تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ پس جیواں



کرنے کے ہیں۔ عیسائیوں کی انجیل مقدس میں کہے ہوئے آگ کے پتھر کا بھی یہی  
مشابہ ہے۔ انہی کی خاص علامات مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) اوسکے تین پاؤں۔

(۲) سات ہاتھ۔

(۳) اور سات زبانیں ہیں۔

(۴) وہ دیوتاؤں کا پردہت ہے جو اوسکے بلانے سے آتے ہیں۔

(۵) وہ بیکش اور ابیکش یعنی پاک اور ناپاک دونوں کو کہا جاتا ہے اور۔

(۶) وہ دیوتاؤں کو طاقت بخشتا ہے یعنی جقدر زیادہ بلدان (قربانی) انہی کے

اوپر چڑھایا جادے اوتنی ہی دیوتاؤں کی طاقت بڑھتی ہے۔

ان نہایت خوبصورت خیالات کی تشریح اسطور پر ہے۔

(۱) تین قسم کے ضبط سے ہوتا ہے یعنی پیشیا

(الف) من۔

(ب) جسم۔ اور

(ج) بچن۔

کو قابو میں لانے کا نام ہے۔ اگر ان میں سے صرف دو ہی چیزوں پر قابو ہوا تو تپا ہورہ

رہے گا اور کوئی چوتھی چیز قابو میں لانے کے لئے نہیں ہے۔ اب چونکہ پیشیا

ان تین قسم کے ضبطوں پر قائم ہے اسلئے اوس کے تین پاؤں کہے گئے ہیں

(۲) سات ہاتھوں سے مراد سات قسم کی روہیوں سے ہے جو تپھیوں کو حاصل

ہو جاتی ہیں۔ کمر کی ناڑی میں سات قسم کے جوگ کے چکر ہیں جن میں سے ہر ایک

میں ایک قسم کی روہی (قوت) خفہ ہے۔ پیشیا کرنے سے یہ قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں

چونکہ قوت کا استعمال عموماً ہاتھ کے ذریعہ ہوتا ہے اسلئے ان سات قوتوں کو انہی کے



اہم اہم سکون کو شاعرانہ تشبیہ کی پوشاک پہنا کر پیش کیا گیا ہے۔ گو کہ یہ مضمون نہایت دلچسپ ہے لیکن میں اب اس پر زیادہ توقف نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ اسکا تذکرہ میری تصنیف کردہ *Practical Path* میں زیادہ تفصیل کے ساتھ پایا جائے گا۔ *Science of Knowledge* میں ہی جس میں مختلف قوموں کے دیہی دیوتاؤں کے رموز کی تفتیش بغیر کسی قسم کی طرفداری کے کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور کتاب جسکا میں حوالہ دینا چاہوں گا وہ دی پرینیٹا ہسٹری آف بھارت و برصغیر ہے جسکا اس لکچر میں پہلے ہی کئی بار تذکرہ آچکا ہے۔ اس میں سیکڑوں دیہی دیوتاؤں کے اصلی مفہوم کو شاسترون کا حوالہ دے دیکر ثابت کیا ہے گو کہ انکے تشبیہی اوصاف کی مطابقت دریافت کرنیکی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں ہندوؤں کو اس قسم کے روپک انکاروں کا خطبہ ہو گیا تھا اور وہ اپنے من کی خیالی مخلوق کو تشبیہی پوشاک اور زیور سے آراستہ کرنے میں دل و جان سے مشغول ہو گئے تھے۔ ایک لفظ بھی انکی مقدس تحریروں کا اسلئے تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے اور نہ مہابھارت اور رامائن کی نظمیں ہی تاریخی افسانے ہیں۔ انکے زمانہ اور مقامات کے حوالہ نہیں دینا چاہیے۔ لیکن انکے ہاتھ میں اتنے ہی مصنوعی ہیں جتنے کہ وہ اشخاص جو ان اوقات اور مقامات سے تعلق رکھتے ہیں و ششٹ رشی انسان نہیں ہیں بلکہ شرتی یعنی الہام کی علامت ہے جبکہ وشوا مترسن (عقلی غور و فکر) ہے۔ انکے باہمی جھگڑوں سے مراد الہام اور عقل کے تنازعہ سے ہے جو خفیہ رموز والے مذاہب میں بسا اوقات پایا جاتا ہے لیکن شرتی انجام میں عقل پر غالب آتی ہے اور اسی لئے ہم و ششٹ کو اپنے مخالف و شوا متر پر غالب پاتے ہیں۔ چودہ لوک (طبقہ) روحانی ترقی کی چودہ منزلیں ہیں۔ دنیا کی اوجھتی سے مراد من میں روحانی خیالات کے آباد کرنے سے ہے تحفظ سے مراد روحانی زندگی کی ترقی سے ہے اور ناش بُرسی خصلتوں اور عادات کا ہے۔

[illegible]



نیکی و بدی کے غم کے بیڑ کبے جاتے ہیں تو باغ عدن کو ایک اصلی باغ ماننے کی نفی  
اور یہی زیادہ بیہودہ ثابت ہوگی۔ پھر نیکی و بدی کا علم انسان کے لئے ممنوع  
کیوں ہو۔ ؟ اور پھر صرف اسکے پہل کے ایک ٹکڑے کے کہانے کی سزا اس قدر سخت  
کہ اُس پر لعنت کیجا دے اُسکو باغ سے نکال دیا جاوے اور موت اس پر جادی بنا دیجاوے  
اور اسکے رُکے پوتے اور انکی اولاد ہمیشہ کے لئے آخری آدم تک پر نشان اور  
سرگردان ہوں۔ اور اگر سزا ہی دنیا منظور تھا (اور ایک ہمہ دان خدا کو تو شروع ہی  
میں معلوم ہوتا کہ آدم نافرمانی کر لگا) تو پھر یہود اوہ بار بار پیغمبروں کو انسانوں کی  
رہبری کے لئے کیوں بھیجتا ہے۔ کیا وہ ایک لفظ سے انکو پاک نہیں بنا سکتا تھا جیسا  
کہ اسنے انکو لعنتی بنایا تھا ایسا کرنے سے اسکو افسوس کرنا اور پھینٹنا بھی نہ پڑتا۔

اگر آپ ان سوالات پر اور ایسے ہی اور سوالات پر جو اس روایت کی لفظی تعبیر میں پیدا  
ہوتے ہیں غور کریں گے تو آپ اور یحییٰ (رحمۃ اللہ علیہما) سے اس امر پر  
اتفاق کریں گے کہ یہ تاریخی واقعات کے طور پر نہیں سمجھی جاسکتی ہے۔ ویدک یونان  
کے مطلب کی طرح اس کا مطلب بھی پوشیدہ ہے۔ میں اب آپ کے سامنے اس افسانہ کے  
اصلی راز کو پیش کرتا ہوں۔

(۱) باغ عدن روح کے اوصاف کی تشبیہ ہے یعنی اس میں روح کو باغ اور  
اُسکے اوصاف کو درختوں سے مشابہت دی گئی ہے۔

(۲) ان میں زیست اور امتیاز نیک و بد دو بڑے اوصاف ہیں۔ لہذا زندگی اور نیکی  
و بدی کے امتیاز کے درخت باغ کے بیج میں پائے جاتے ہیں۔

(۳) آدم سے مراد اس متفلسف روح سے ہے جس نے انسانی جو ن پائی ہے۔  
یعنی جسے انسانی جامہ پایا ہے۔

(۴) خواہے مراد عقل سے ہے جو آدم کے سوتے وقت اسکی پسلی میں سے بنائی گئی ہے



(۸) محبت و نفرت (راگ دویش) خواہش کی دو عام قسمیں ہیں (پہلی شے کے اپنانے کی خواہش = راگ اور بری شے کے غارت کر نیکی خواہش = ودیش) اور خواہش کم ہنس اور آواگوں کا رن ہے جیسا کہ پہلے ایک لکچر میں دکھایا گیا ہے۔ لہذا نیکی و بدی کے امتیاز کا پہل کہا نامنع ہے۔

(۹) روح اس وجہ سے کہ وہ غیر مرکب جو ہر ہے لافانی ہے لیکن اسکے مجسم ہونے کی وجہ سے زندگی اور موت اسکے ساتھ لگے ہوئے ہیں اسی وجہ سے انجیل میں آیا ہے۔ (دیکھو پیدائش کی کتاب باب ۲- آیت ۱۰) کہ

”جس روز تو اسکا پہل کہا گیا تو یقیناً مر جاوے گا۔“

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آدم اکینہ نہیں گیا جس دن اس نے نیکی و بدی کے امتیاز کے درخت کا پہل کیا بلکہ اسکے بعد بہت برسوں تک زندہ رہا اور ۹۳۰ سال کی عمر میں مرا (کتاب پیدائش باب ۵- آیت ۵) پس پیدائش کی کتاب کے دوسرے باب کی سترہویں آیت ہم اہلی تعبیر یہ ہی ہو سکتی ہے کہ ممنوع پہل سے موت انسان پر حاوی ہو جاتی ہے۔

(۱۰) سانپ سے مراد جسکے ذریعہ سے بدی کی ترغیب ہوئی خواہش سے ہے جو روح کو دہرم سے ہٹا کر ممنوع کاموں کی طرف اکینہ لیتی ہے۔

(۱۱) دنیاوی لذات کے نیک و بد کو امتیاز میں پڑا ہوا متنفس روح سے بے خبر ہوتا ہے یعنی اس امر سے ناواقف ہوتا ہے کہ روح خود پر ماتا ہے اور وہ بیرونی دلیاؤں سے خوف نہیں کرتا۔

(۱۲) آدم گناہ کا الزام اپنی سمجھ (حوّا) پر ڈالتا ہے اور حوّا (سمجھ یا عقل) میں ہوتی ہے کہ وہ خواہشات (سانپ) کے پکڑنے سے گمراہ اور مغلوب ہو سی۔ یہ باتیں جان (عقل) اور خواہش کی اندرونی ماہیت سے بالکل مطابقت رکھتی ہیں کیونکہ جان کا رہبر (معلم عقل) ہے اور عقل خواہشات کے قابو میں ہے۔ چنانچہ اس امر کے طے کرنا حق کہ عقل کس بات کے بارہ میں

[illegible][illegible][illegible]

پورننا کے آدرش (ideal = نمونہ) سے ہے۔ اس کا  
 جنم جو کسراپ جگہ بھی خواہشات کے غارت گری کی ایک اور عمدہ  
 تشبیہ ہے۔ (دیکھو باب ۳- آیت ۱۴)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہوت  
 انجیل کی پیدائش کی کتاب کے بموجب سانپ کو یہ بھی سراپ ثابت ہے کہ وہ  
 اپنے بیٹ کے بل چلیگا (دیکھو باب ۳- آیت ۱۴)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہوت  
 پرست متنفس کے لئے روحانی ترقی کا خیال ناممکن ہے کیونکہ اس کو سب  
 ہوگوں (حواس خمسہ کی لذات) سے ایک لمحہ بھی اپنی طرف توجہ کرنے کی  
 فرصت نہیں ملتی ہے۔

(ب) حواس کسراپ بھی عقل کی اہمیت سے پوری مطابقت رکھتا ہے اور اس کی پریشانی  
 اور جھنے کی طاقت بڑی گہری ہیں۔ جانور کو گزشتہ کا افسوس اور آئندہ کا خوف  
 نہیں ہے لیکن انسان کو جو صاحب عقل ہے دونوں باتیں پریشان کرتی ہیں۔ عقل کے  
 جھنے کی طاقت کے بہت زیادہ بڑے جانیکا اشارہ عاقلوں کی طرح طرح کی پیشاد من گھڑت  
 رایوں کی طرف ہے جو وہ دنیا کی ابتدا وغیرہ کے بارہ میں لگا یا کرتے ہیں۔ پریشانی  
 تو بچے جنیگی اور تیری خواہش تیرے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کریگا۔

— (دیکھو پیدائش کی کتاب باب ۳- آیت ۱۴) عقل جان (عقل جان) کے  
 کے تابع ہے جو تشبیہ کی زبان میں اس کا شوہر ہے اور اس کے بچے وہ مخالف رائے  
 و فلسفہ تہ قیاسات ہیں جو بڑی چالیں کی مصیبت اور پریشانی کے بعد قائم ہوتے ہیں  
 اور اس کی ہستی کی وجہ ہی محض اس کے شوہر یعنی جان (عقل جان) کی یہودی ہو  
 (ج) آدم کے سراپ میں بھی سنساری حیوان کی حالت کا لحاظ ہے۔

(۱) "زمین تیرے سبب سے لعنتی ہے۔  
 (۲) "کلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کہا لیگا۔



سامنے لاتے ہیں لیکن بائبل کو پھر یہ قبول ہوتا ہے اور قائلین کا نہیں۔ قائلین اسپرٹواں کو  
مارڈان ہے جبکہ باعث خدا اسکو سراپ دیتا ہے۔ سیت (جبکہ لفظی معنی تعینات  
کیا گیا ہیں) آدم کا تیسرا لڑکا ہے اور سیت کا لڑکا انوس ہے جس کے زمانہ میں انسان  
اپنے کو خدا کے نام سے پکارنے لگے۔ (دیکھو پیدائش کی کتاب باب ۴۔ آیت ۲۶)  
کے متعلق حاشیہ کی تشریح)

(۱۵) بیان پر بائبل اعتقاد ہے جو زندگی کی طرف متوجہ ہے مگر قائلین عقل ہے جو  
مادہ سے منسوب ہے اسوجہ سے بائبل ہیروں کا محافظ ہے جو زندگی کی علامت ہیں  
اور قائلین زمین (مادہ) کا جو تنہ والا ہے۔ ان ہائیو کی قربانی یا ہدیہ سے مطلب  
اونکے فرائض کا نتیجہ ہے۔ بائبل کا ہدیہ زندگی کے محکمہ کے اعلیٰ ترین تھالافت مثلاً برے  
کے اوصاف (اوسم مارڈو = اعلیٰ درجہ کی حلیمی) وغیرہ ہیں اور قائلین کا مادی سائنس  
کی عمدہ ترین ایجادیں (برقی روشنی۔ ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ) ہیں بائبل کی کارکردگی  
خدا کو جو اتنی کمالی اور آئندہ کا آورش (نمونہ ہے) ہے قدرنا قبول ہوتی ہے  
کیونکہ اوسم مارڈو (اعلیٰ درجہ کی حلیمی) وغیرہ واقعی میں نجات کے ذریعہ ہیں لیکن  
عقل اور اعتقاد قدرنا ایک دوسرے کے مخالف ہیں کیونکہ ایک نکتہ چیں ہے اور  
دوسرا اندہ ہے پن کی اطاعت کا خواہش اسلئے بائبل قائلین کے ہاتھ سے باراجاتا ہے۔

(۱۶) قائلین کا سراپ بھی عقل سے نسبت رکھتا ہے۔ کی اوون لوچ  
کے چوتھے باب میں اسکی تشریح کی گئی ہے۔ بیان ہمارے پاس اوسکے بیان کرنے  
کے لئے وقت نہیں ہے۔ لیکن سیت جسکا مطلب تعینات کئے گئے ہے وہ سچا  
گیان ہے جو مقتول بائبل (بلادیل کے اعتقاد) کی جگہ لیتا ہے۔ اور اس کے  
گیان کا فرزند انوس ہے جو اپنے آپ کو خدا کے پکارتا ہے یعنی جو اپنے کو خدا  
جانتا ہے۔

۱۰۰ - در پیوسته است

۱۰۱ - در پیوسته است  
۱۰۲ - در پیوسته است  
۱۰۳ - در پیوسته است  
۱۰۴ - در پیوسته است  
۱۰۵ - در پیوسته است  
۱۰۶ - در پیوسته است  
۱۰۷ - در پیوسته است  
۱۰۸ - در پیوسته است  
۱۰۹ - در پیوسته است  
۱۱۰ - در پیوسته است



# پانچوان لکچر

دیوی دیوتاؤں والے مذاہب

(ب)

نئے عہد نامہ انجیل پر جو پورائے عہد نامہ کا تکیہ کیا جاتا ہے غور کرتے سے انجیلوں کی سب سے زیادہ توجہ کے قابل بات انکی تمثیلی تعلیم پائی جاتی ہے۔ جس معرفت کی کنجی کے کہو جانے پر حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کے عالموں کو سرزنش کی تھی اسی کنجی کی مسیحائی کلام کے پوشیدہ معنی سمجھنے کے لئے ہی ضرورت ہے۔ بلاشبہ کہیں کہیں پیش ہا قیستی جو اہرات ہی سطح پر پڑے نظر آتے ہیں۔ لیکن ٹھیک اسوجہ سے کہ ودیون کہئے پڑے ہیں اور کسی زیورین مرصع نہیں ہیں وہ ہر قسم کے سامان میں بٹائے اور جڑے جاسکتے ہیں۔ نئے عہد نامہ پر غور کرنے سے اس میں دی ہوئی مسیحائی تعلیم کے مسائل حسب ذیل پائے جاتے ہیں۔

۱۔ روح کا پر ماتمین داسکی کمائیٹ۔

۱۔ "جبکہ انے انہیں خدا کہا" (یوحنا کی انجیل باب ۱۔ آیت ۳۵)۔

۲۔ "تم دنیا کے نور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپتے ہیں سنا" (متی کی انجیل باب ۵۔ آیت ۱۴)۔

۳۔ "تم زمین کے نمک ہو" (متی کی انجیل باب ۵۔ آیت ۱۳)۔

۴۔ "عزیز وہم اسوقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم ہی اسکے مانند ہونگے کیونکہ اسکو ویسا ہی دیکھینگے جیسا وہ ہے" (نیا عہد نامہ ۱۔ یوحنا۔ باب ۲۔ آیت ۲)۔

(۱۰) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو - تجلی کی جگہ ۱۸ ہے - لہذا وہ اس کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
[۱۱] لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو - تجلی کی جگہ ۱۸ ہے - لہذا وہ اس کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو - تجلی کی جگہ ۱۸ ہے - لہذا وہ اس کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰

- ہے - نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۲) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۳) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

- نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۴) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۵) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

- نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۶) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

- نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۷) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

- نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۸) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

- نہ ہو کر وہ تجلی کی جگہ پر ہی رہے گا - ۲۰  
(۱۹) لہذا تیرا - ۷ - نہ ہو -

۵۔ اس قید سے رہائی ریاضت اور دیگر نیون پر عمل کرنے سے جو خواہشات کے قائل ہیں حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گزارو گے تو ضرور مر گے اور اگر روح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابود کرو گے تو جیتے رہو گے (ردیون باب ۸۔ آیت ۱۳)  
 ۲۔ جو کوئی اپنے جسم کے لیے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹے گا اور جو کوئی روح کے لیے بوتا ہے وہ روح سے ہمیشہ کی زندگی کی فصل کاٹے گا (کلینون باب ۶۔ آیت ۸)۔

۳۔ پس اپنے اون اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہیں (کلینون باب ۳۔ آیت ۵)  
 ۴۔ اور جسمانی نیت موت ہے مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے (ردیون باب ۸۔ آیت ۶)۔

۵۔ تنگ دروازہ سے داخل ہو۔ کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور راستہ سکر اسے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اسکو پانے والے تہوڑے ہیں (متی باب ۷۔ آیات ۱۳ و ۱۴)۔

۶۔ افسوس ہے تم پر جو اب میر ہو کیونکہ بڑے ہو گے۔ افسوس ہے تم پر جو اب مہنتے ہو کیونکہ ماتم کر دے اور رو گے۔ مبارک ہو تم جو بڑے ہو کیونکہ آسودہ ہو گے۔ مبارک ہو تم جو اب روتے ہو کیونکہ مہنسو گے (لوقا۔ باب ۶۔ آیت ۲۱)۔

۷۔ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہوئے۔ (متی۔ باب ۱۶۔ آیت ۲۴)۔

۸۔ اور جو کوئی اپنی صلیب نہیں اٹھاتا ہے اور میرے پیچھے چلتا ہے وہ میرے لائق نہیں ہے (متی۔ باب ۱۰۔ آیت ۳۸)۔

(۱) - (استرا-۵) - (۲) - (۳) - (۴) - (۵) - (۶) - (۷) - (۸) - (۹) - (۱۰) - (۱۱) - (۱۲) - (۱۳) - (۱۴) - (۱۵) - (۱۶) - (۱۷) - (۱۸) - (۱۹) - (۲۰) - (۲۱) - (۲۲) - (۲۳) - (۲۴) - (۲۵) - (۲۶) - (۲۷) - (۲۸) - (۲۹) - (۳۰) - (۳۱) - (۳۲) - (۳۳) - (۳۴) - (۳۵) - (۳۶) - (۳۷) - (۳۸) - (۳۹) - (۴۰) - (۴۱) - (۴۲) - (۴۳) - (۴۴) - (۴۵) - (۴۶) - (۴۷) - (۴۸) - (۴۹) - (۵۰) - (۵۱) - (۵۲) - (۵۳) - (۵۴) - (۵۵) - (۵۶) - (۵۷) - (۵۸) - (۵۹) - (۶۰) - (۶۱) - (۶۲) - (۶۳) - (۶۴) - (۶۵) - (۶۶) - (۶۷) - (۶۸) - (۶۹) - (۷۰) - (۷۱) - (۷۲) - (۷۳) - (۷۴) - (۷۵) - (۷۶) - (۷۷) - (۷۸) - (۷۹) - (۸۰) - (۸۱) - (۸۲) - (۸۳) - (۸۴) - (۸۵) - (۸۶) - (۸۷) - (۸۸) - (۸۹) - (۹۰) - (۹۱) - (۹۲) - (۹۳) - (۹۴) - (۹۵) - (۹۶) - (۹۷) - (۹۸) - (۹۹) - (۱۰۰)

انہی کمال گاہیں دیکھ کر آدمیوں کو جو مادہ نفس کی اسیری سے آزاد ہو سکے پر حیرت  
 سمجھتے تھے کیونکہ ان کے مطابق مادہ و گناہ [ایک دوسرے سے] جدا نہیں ہو سکتے ہیں  
 اس فرقہ کے مطابق کمالیت صرف علم کے ذریعہ سے ہے اور علم و سوز میں داخل ہونا  
 (تعلیم پانے) سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ”وہ ایک اندرون روحانی حالت ہے جو  
 رموز دانی سے حاصل ہوتی ہے اور جس کا مسیح سے کوئی زندگی کا تعلق نہیں ہے“  
 (ای۔ آر۔ ای۔ جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)۔

رموز معرفت کے تعلق میں مصلوب ہونے پیر زندہ ہو جانے اور آسمان پر اٹھ جانے  
 کے مسئلوں سے عیسائی لوگ ایسے ہی ناواقف ہیں جیسے ہندو انہی۔ اندرون سوز  
 عیسائی کی کل زندگی نازک خیالی کی تمثیلات کا ایک سلسلہ جو جسمین روحانیت میں ترقی  
 کر نیوالی آتما کا جلال دکھایا ہے۔ جب روح کے پرماتما پر خیال دل میں پیدا ہوتا ہے  
 تو کہا جاتا ہے کہ یسوع یا کرشن کی پیدائش ہوئی۔ زندگی سے اس کی بہت گہری آشنائی  
 ہو نیکی وجہ سے اس کا تعلق پیدا ہونے کے وقت سے ہی گالیون سے پایا جاتا ہے۔  
 سنسکرت میں گائے سے مراد خواص خمسہ سے ہے اور انگور پر کرنا اور اونٹ پر قح حاصل  
 کرنا گالیون کی حفاظت کرنا ہے جس کو گوار کشا کہتے ہیں (دیکھو پی۔ ایچ بی جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)  
 کنواری مان مریم عقل ہے جو روح کی قدرت سے حاملہ ہوتی ہے۔ مسیح کا باپ ایک  
 بڑا ہی ہے جو ایک اور نازک تمثیل اوس ذہن کی ہے جس کا مظهر ہندو کا دیوتا گیش  
 ہے۔ کیونکہ بڑا ہی چیزوں کو کاٹتا ہے (علم تجزیہ = مہا مہا) اور جو بڑا  
 (علم مرکبات = مہا مہا) مسیح کا حمل میں آنا بغیر گناہ کے یعنی پاک  
 طور سے ہوتا ہے کیونکہ یہ حمل عقل کو ہوتا ہے مرد و عورت کے یکجا ہونے سے نہیں  
 بالک مسیح پوشیدہ طور سے نشوونما پاتا رہتا ہے جب تک کہ اس کے دشمن غارت نہ ہو جائیں  
 جس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح اعتقاد حاصل ہونے کے بعد درجہ مسیحائی اس وقت تک نہیں



یہ سب تیشی رموز ہیں جو اس زمانہ میں پہلی مرتبہ آپ کو بتائے جاتے ہیں۔

(۱) چٹانوں کے پہاڑ جانے سے مراد کروں کی سخت فولاد کی سی بندشوں کا ٹوٹنا ہے جو روح کے اندر دنی جسم میں پڑی ہوئی ہیں۔ آپ نے ہندوؤں اور جینیوں کی پڑانوں میں پڑنا ہوگا کہ سادہوں کی ریاضت سے اندر کا آسن ہلنے لگتا ہے اور بزرگ سادہوں کی ہمہ دانی کے حاصل ہونے کے وقت دیو لوک کے مندروں کے گہنے خود بخود کھینے لگتے ہیں ان عجیب و غریب واقعات کی اصلیت یہ ہے کہ دیان کے کیسو ہونے سے جو کروں کی بندشیں ٹوٹتی ہیں ان سے پیدا ہونے والی زبردست جوشین ایک لطیف برقی مادہ کے بلاتار (مستطیل ہرمن) کے وسیلہ سے اس لطیف مادہ سے جسکے اندرون کے آسن اور دیو لوک کے گہنے بنے ہوتے ہیں ٹکراتی ہیں جس سے وہ ہلنے اور بچنے اور آواز دینے لگتے ہیں۔ سورگون کے راجاؤں (اندروں) کے تختوں کے ہلنے اور دیون (سورگون کے باشندوں) کے محلوں کے گہنوں کے بچنے کی یہی وجہ ہے۔

(۲) آفتاب کے تاریک ہونے سے مطلب محدود من کے کارخانہ کے بند ہو جانے سے یعنی اندریون (حواس) و عقل کی شکستگی سے ہے۔ یہ دانی کے طلوع ہونے پر یہ سب غارت ہو جاتے ہیں اور پیرانکی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم حواس اور عقل کو بہت کارآمد پاتے ہیں لیکن دراصل یہ روح کی اصلی وجہ ہمہ دانی کنہ روشنی کے روکنے والے ہیں انکا غارت ہونا جب وہ ریاضت کی تکمیل کے وجہ سے ہو بڑی برکت ہے کیونکہ فوراً ہی ماضی۔ حال و مستقبل تینوں زمانوں کا پورا پورا علم انکی شکستگی پر حاصل ہو جاتا ہے گو کہ باقی اور سب موقعوں پر انکا غارت ہونا واقعی ایک مصیبت ہے

[illegible]

۱:- ان کے لیے حضرت محمد ﷺ سے

[illegible]

سے۔ سب سے پہلے اس وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں  
 کون سا کام کر سکتا ہوں جو میری زندگی میں ایک نیا  
 اور دلچسپ باب لکھ سکے۔ اس وقت میں نے سوچا کہ میں  
 ایک نیا اور دلچسپ کام کر سکتا ہوں جو میری زندگی  
 میں ایک نیا اور دلچسپ باب لکھ سکے۔ اس وقت میں  
 نے سوچا کہ میں ایک نیا اور دلچسپ کام کر سکتا ہوں  
 جو میری زندگی میں ایک نیا اور دلچسپ باب لکھ سکے۔

[illegible]



نار عالم سے اب تک پوشیدہ رہی ہیں“ (مسیح کی انجیل باب ۳-  
آیت ۳۵)۔

یوحنا کی انجیل کے آٹھویں باب کی پینتیسویں آیت کا مضمون یہاں پر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ وہ کہہ سون کی قید ہے جس کا حوالہ یسوع کے تحت کے بیان میں ہے۔  
”اور تم حقیقت سے واقف ہو گے اور حقیقت تم کو آزاد کرے گی“ (یوحنا کی انجیل باب ۸- آیت ۳۲)۔

وہ فرضی مناظرہ جس کا ذکر اس کے بعد کی آیتوں میں درج ہے اوس قید کی ماہیت کے سمجھانے کے لئے جس کا حوالہ دیا گیا ہے عاقلانہ اشارہ میں است کے طور پر گہڑا گیا تھا۔ ذیل میں اس سلسلہ کی ضروری آیات پیش کی جاتی ہیں۔

”۳۳۔ انہوں نے اوسے جواب دیا ہم ابراہیم کی نسل سے ہیں اور کبھی کیسی غلامی میں نہیں رہے تو یہ کیونکر کہتا ہے کہ تم آزاد کئے جاؤ گے۔“

”۳۴۔ یسوع نے انہیں جواب دیا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ گناہ کا غلام ہے۔“

”۳۵۔ اور غلام ابد تک گہر میں نہیں رہتا لیکن بیٹا ابد تک رہتا ہے۔“

”۳۶۔ پس اگر بیٹا تمہیں آزاد کرے گا تو تم واقعی آزاد ہو گے۔“

اگر ہم ان آیات کی ٹھیک تعبیر کرنا چاہتے ہیں تو ہموک چاہیے کہ پہلے اون امور کو دریافت کریں جو ان میں الگ الگ طے کئے گئے ہیں۔ احتیاط کے ساتھ غور کر دوسرے واضح ہو گا کہ چونتیسیویں آیت میں اس سوال کا کہ آیا غلامی سے مراد قومی یا مذہبی غلامی سے ہے جو پینتیسویں میں اٹھایا گیا ہے جواب دیا گیا ہے جواب صاف ہے۔ گناہ کی غلامی سے مطلب ہے نہ کہ قومی غلامی سے پینتیسویں آیت میں غلامی اور فرزندگی کی حالتوں میں امتیاز کیا گیا ہے جنہیں سے پہلی کو ختم ہونیوالی اور دوسری کو ابدی قرار دیا ہے۔



اسلئے گناہ کی غلامی صاف طور سے افعال یعنی کرمون (کرم = فعل) کی بندش ہے جس سے ربائی پانے سے فرزندہی کی حالت حاصل ہوتی ہے۔

اب اگر پڑھنے والا اس مضمون پر اور غور کرے گا اور یہ سوال اٹھائے گا کہ روح اپنے کرمون سے کیسی بندہتی ہے تو وہ جلد ادن تیجوں پر پہنچ جائیگا جو ہم آسرو اور بندہ کے سلسلہ میں پہلے نکال چکے ہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کسی واقعی وجود رکھنے والے فنی روح یا شے کو محض خیالی باتوں یا قیاسیت یا الفاظ سے باندھا جاسکے۔ اسکے لئے کسی باندہنے والی طاقت کی ضرورت ہے اور باندہنے والی طاقت کا کسی جوہر یا شے کے وجود سے علیحدہ خیال میں آنا ناممکن ہے۔ یہاں پر جین مت کی ٹھیک ٹھیک تعلیم بے حد کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جب کہ بعض مذاہب محض الفاظ جیسے دہم مابا وغیرہ سے روح کو باندھنا چاہتے ہیں بعض مہم طور پر خواہش کرتے ہیں کہ وہ کرمون اور جین اس قسم کے عام الفاظ کو استعمال کرتے ہیں جیسے کرم۔ نعل۔ گناہ اور تقدیر۔ سائنس کی طرح کے ٹھیک ٹھیک علم کی ضرورت پر ہم پہلے زور دے چکے ہیں اور یہ واضح ہے کہ مذاہب کے چکر لڑے اور غلط فہمیاں محض مہم مسائل ہی پر مبنی ہیں۔

یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ اب کوئی شخص ایسا ملیگا جو یو خاکی انجیل کے آئینوں باب کی چیتھیوں آیت میں آئے ہوئے لفظ فرزند کے معنی یسوع ناصری کے لگائے۔ لیکن اگر کوئی ایسا خیال کرے تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک روح دوسری روح کو روحانی ترقی کے معاملہ میں اس سے زیادہ مدد نہیں دے سکتی ہے کہ اسکو آواگون کی قید سے ربائی پانے کا راستہ بتا دے اور یہ ہی نہیں ہے کہ ہمارے ذاتی عقائد کا کچھ اثر اس معاملہ پر پڑتا ہو کیونکہ تو انین قدرت انسانوں یا ان سے نیچے اور اونچے طبقہ کے جانداروں کی خواہشات پر موقوف نہیں ہیں

کہ بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس

(۱۲) بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس

بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس  
 بہت سی باتیں تھیں کہ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس

## فرزند ہیں۔

یہاں یہ صاف طور سے بتایا گیا ہے۔

- (۱) کہ قیامت ہر شخص کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف انہیں کے لئے ہے جو اوس دنیا کے پانے کے اور مردوں سے جی اوٹھنے کے لائق قرار دیئے جاتے ہیں۔
- (۲) کہ اوس دنیا میں شادی کی قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور
- (۳) جو لوگ مردوں سے جی اوٹھتے ہیں وہ ابدی زندگی پاتے ہیں اور بوجہ قیامت کے فرزند ہونے کے خدا کے فرزند کہلاتے ہیں۔

لیکن ان میں سے پہلا امر ہی قیامت کے مسئلہ کے متعلق عوام کے عقیدہ کا قاتل ہے جس کے بموجب ہر شخص بلا لحاظ قابلیت زندہ کیا جائیگا۔ یسوع صاف طور سے کہتا ہے کہ وہ حالت مرگ انہیں کے لئے ہے جو اسکے لائق سمجھے جائیں گے۔

دوسرا امر عوام کے عقیدہ کے اور بھی خلاف ہے جس کے بموجب مرد اور عورت مادی جسموں کے ساتھ جی اٹھیں گے اور خداوند انہیں کبھی کبھی جانیں گے۔ اب اگر مردوں سے جی اوٹھتے ہوئے انسانوں میں مرد و زن کا امتیاز ہوگا تو ان کی حالت ان بیواؤں کی سی ہوگی جنکو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے اور جنکے ساتھ عیسائی لوگ اس وجہ سے کہ جبراً اُن پر عمر بھر کا زندہ پاؤں ڈال دینا بے دردی اور انصافی کا فعل ہے نہایت ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ قیامت کے بعد کی دنیا کے اُن لوگوں کی کیا حالت ہوگی جو مرد اور عورت تو ہوں گے مگر جو شادی کی خوشی سے محروم رکھے جائیں گے۔ کیا انہی کا عطیہ جبکہ وہ اپنا کام نہ کر پاوے باعث ناقابل برداشت دکھ کا نہ ہوگا۔ اور ایسی ہر روح سے جس نے کسی قسم کے قواعد اور قرینہ کی پابندی نہیں کی ہے اور جو پیشیا کے تنگ دروازہ اور سڑکے راستہ میں سے نہیں بلکہ کسی نجات دہندہ کے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

آیہ ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲)۔

”مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دو“

انجیل کی کتاب مکاشفہ کا یہی ایسا ہی مفہوم ہے (دیکھو باب پہلا آیت ۱۸) کہ جہاں ایک کھل آٹا کے سہ سو کھلا یا گیا ہے کہ۔

”میں وہ ہوں جو زندہ رہتا ہے اور مر گیا تھا اور دیکھ میں ابدالاباد

زندہ رہوں گا۔ آمین۔ اور موت اور درد و زخ کی کنجیاں میری پس ہیں

مردوں سے جی اٹھنے یا قیامت کے معنی پس موت کے فتح کرنے کے ہیں یعنی اوس کمزوری کے دور کر دینے کے جو روحانی زوال کے باعث سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ

کمزوری راگ اور دویش کے باعث سے ہو کر جنکو شاعرانہ خیال میں نیکی اور بدی کا پہل باندھا گیا ہے) اور افعال کو درست کر کے موت کو مغلوب کرنے سے رفع ہو جاتی ہے

جب کہ وہ اشخاص جو اُس دنیا کے پائے اور مردوں سے جی اٹھنے کے قابل خیال

کئے جاتے ہیں پہر کبھی نہیں مر سکتے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲ آیت ۳۶)۔ اس طرح پر

موت کی عبادت اسی اُس علاقہ میں محدود ہے جہاں راگ اور دویش یعنی ذاتی محبت

اور نفرت پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سابق کے سائنس دانوں کے لکچر میں دیکھ چکے ہیں

راگ اور دویش کر مون کے بندھن اور آواگون کے اصلی کارن ہیں۔ ان سے نور

روح اور مادہ کا اختلاط ہوتا ہے جس سے روح کی طاقت کمزور پڑتی ہے۔ یہ

وہی بات ہے جو عیسائی رموز دان عارفون نے خود بتائی ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے

ہیں گو کہ انکو اس کل مضمون سے تفصیل کے ساتھ واقفیت نہ تھی۔ یہودیوں کے

پوشیدہ علم معرفت میں یہی جو ادائے مذہب کا سچا پہلو ہے جیسا کہ اس وقت بالکل صاف

ہو گیا ہوگا (دیکھو کہ لفظی تعبیر مثل بے مغز کے پوست کے ہے) آواگون کو تسلیم کیا ہے

(دیکھو ای۔ آر۔ ای۔ جلد ۷ صفحہ ۶۲۶) پروفیسر میچنی کون صاحب کا کلام ہے





آیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲) :-

”مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دو“

انجیل کی کتاب مکاشفہ کا بھی ایسا ہی مفہوم ہے (دیکھو باب پہلا آیت ۱۸) کہ جہان اگر کھل آگے نہ سمجھایا گیا ہے کہ -

”میں وہ ہوں جو زندہ رہتا ہے اور مر گیا تھا اور دیکھہ میں ابدالباد

زندہ رہوں گا۔ آمین۔ اور موت اور زندگی کی کنجیاں میری پاس ہیں

مردوں سے جی اٹھنے یا قیامت کے معنی پس موت کے فتح کرنے کے ہیں یعنی اس کمزوری کے دور کر دینے کے جو روحانی زوال کے باعث سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ

کمزوری راگ اور دوش کے باعث سے ہو (جنکو شاعرانہ خیال میں نیکی اور بدی کا پہل باندھا گیا ہے) اور افعال کو درست کر کے موت کو مغلوب کرنے سے رفع ہو جاتی ہے

جب کہ وہ اشخاص جو اس دنیا کے پائے اور مردوں سے جی اٹھنے کے قابل خیال

کئے جاتے ہیں پہر کبھی نہیں مر سکتے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱۰ آیت ۳۶)۔ اس طرح پر

موت کی غلداری اس علاقہ میں محدود ہے جہاں راگ اور دوش یعنی ذاتی محبت

اور نفرت پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سابق کے سائنس دانوں کے لکچر میں دیکھ چکے ہیں

راگ اور دوش کمزور کے بندھن اور آواگون کے اصلی کارن ہیں۔ ان سے نور

روح اور مادہ کا اختلاط ہوتا ہے جس سے روح کی طاقت کمزور پڑتی ہے۔ یہ

وہی بات ہے جو عیسائی رموز دان عارفون نے خود بتائی ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے

ہیں گو کہ انکو اس کل مضمون سے تفصیل کے ساتھ واقفیت نہ تھی۔ یہودیوں کے

پوشیدہ علم معرفت میں بھی جو اونکے مذہب کا سچا پہلو ہے جیسا کہ اس وقت بالکل صاف

ہو گیا ہوگا (کیونکہ لفظی تعبیر مثل بے مغز کے پوست کے ہے) آواگون کو تسلیم کیا ہے

(دیکھو ای۔ آر۔ ای۔ جلد ۱، صفحہ ۶۲۶) پروفیسر میچینی کوف صاحب کا کلام ہے



دوسرے کنارہ پر پہنچ جاتی ہے تو اس کے شہوت کے خیالات اور نیز وہ مادی جسم جو تذکیر اور تانیث کی اندریوں کے لئے ضروری ہیں دونوں ہی تپ اور گیان کی آگنی سے جل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نیروان میں جیو نہ شادی کرتے ہیں اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے۔

پس فرزند ان خدادادہ پاک اور کامل بزرگ ہیں جنہوں نے اپنے اعلیٰ اکوہ شش (مقصد) کو حاصل کر لیا ہے اور جو خدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے کرمون کی قید اور اُس سے پیدا ہونے والے بار بار کے جنم مرن کے سلسلہ کو توڑ ڈالا ہے۔ اب عالم کے سکھر (چوٹی) پر جہالت اور اسکے بڑے دنی دوست موت کے فاتح کے طور پر زندہ ہیں۔ وہ فرزند ان خدا کہلاتے ہیں اسوجہ سے کہ انہوں نے خدا کے کمال کو حاصل کیا ہے جو جیون کا انجام ہے گویا پر ماتما پن یا خداوندی کو در نہ میں پایا ہے۔ خالص پورن خوشی یعنی کبھی نہ کم ہونے والا ہمیشہ کا پریم آنند موت کو مغلوب کرنے کی طاقت یعنی حیات جاودانی۔ قدرت کاملہ۔ غیر محدود گیان۔ اور غیر محدود مشاہدہ جنگو جین مت کے شاسترون میں انت چٹشٹہ (چار قسم کی لامحدود فضیلتیں) کہتے ہیں اونکی نورانی آتماؤن کے گُن ہیں۔ وہ قوم انسان کے اصلی مرشد ہیں اور معرفت یعنی مذہب کے اصلی مخرج۔ اونکے خاص اوصاف جو یسوع نے بتائے ہیں (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۴ آیات ۳۴ لغایت ۳۶) حسب ذیل ہیں۔

- (۱) روحانی قابلیت جس سے وہ اس دنیا یعنی نروان کو پاتے ہیں۔
- (۲) تذکیر اور تانیث سے مبرا ہونا یعنی سب قسم کے جسموں سے رہائی۔
- (۳) موت سے خلاصی۔ اور
- (۴) پر ماتما پن کا حصول۔

یہ نامکمل ہے کہ لوقا کی انجیل (باب ۲۴ آیت ۳۶) میں مسیح کے کہے ہوئے الفاظ یہ ہیں۔

१३५९-

وہاں پہنچ کر اس کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ کر بات کی اور پھر وہاں سے

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

پیشو، اقبال، میر، خاں، آغا، و غیرہ کے ناموں پر لکھی گئی ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِآيَاتِنَا إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

۱- (ماہیت و احاطہ: کہجی انگریزی معنی) - ترجمہ: شجرہ ذوالکرم۔

—ਜ਼ਿੰਦਗੀ—

[illegible]

نیز در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب بخواند و بفهمد و عمل کند...

[illegible]

-(۵) یہ تمام نصاب کی تعلیم ہوگی۔

[illegible]

۱۔ تہذیب کا سنجہ کیا ہے؟ اس کا کیا معنی ہے اور اس کا کیا اثر ہے؟

[illegible]

— ۴۲ —

[illegible][illegible]

مجلس المجمع المصنف في تاريخ مصر

سید الشہداء علیہ السلام، اے اللہ! میری زندگی میں جو کچھ ہو گیا ہے اس کی سزا دے۔

”جکے دل بچے اعتقاد سے پاک ہو گئے ہیں وہ تیج - پرتاپ - وریا  
 کیرتی - لچھی - فتح اور فضیلت کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے  
 گہرانوں میں پیدا ہوتے ہیں اور دہرم - ارتہہ - کام و موکش  
 کے حاصل کرنے والے اور انسانوں میں برتر ہوتے ہیں۔  
 ”جس نے دہرم کا امرت پیا ہے وہ جو سب قسم کے دکھوں سے  
 آزاد ہو تا ہوا پارتے مثال اور سب سے عمدہ موکش کے پر  
 آمد کے سمندر سے اپنی تسکین کرتا ہے۔

”جو جو دیر آگ اور دہرم کے کڑے مارگ پر چلتے ہیں وہ ہمیشہ  
 کے لئے مکتی کے پر آمد (بے مثال سکھ) کو ہو گئے ہیں اور انہیں  
 لا محدود گیان - اعتقاد قوت - شانتی - خوشی - تڑپتی اور پورنتا  
 (فضیلت) پائی جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی آفت ہی آجاوے جو تینوں  
 لوگوں (تمام کائنات) کے غارت کر نیکو کافی ہے تو ہی سیکڑوں کا نیکو

گزرنے پر مکت جیون کی حالت میں ذرہ بھی کمی نہیں ہو سکتی ہے۔  
 اب ہم یسوع اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی کوشش کریں گے  
 جن میں سے آخر الذکر کی شخصیت انجیل مقدس میں نہایت پیچیدہ ہے۔ اول تو وہ مسیح  
 کا اوسکی مان کے رشتہ سے یہائی کے طور پر قریبی رشتہ دار ہے اور مسیح کی مان کی اواز  
 کو جب کہ مسیح اوسکے پیٹ میں تھا خود اپنی حاملہ مان کے پیٹ کے اندر ہی سے سنکر  
 خوشی کے مارے اچھل پڑتا ہے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱ - آیت ۴۱)۔ یہ بھی  
 لکھا ہے کہ یوحنا یردون ندی کے کنارہ عیسیٰ کو ملا اور جب عیسیٰ نے اوس سے  
 بپتسمہ لینا چاہا تو اوس نے طبعی سے جواب دیا (دیکھو متی کی انجیل باب ۳ -  
 آیت ۱۴)۔



کہتا ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے وہ سب سے ادر ہے۔“

اور یہ بھی کہا (دیکھو فوقانی انجیل باب ۳- آیت ۱۶) :-

”میں تو پانی سے نہیں بچتا ہوں لیکن میرے بعد ایک نوا ہے“

جو مجھ سے بہت زیادہ زور آور ہے جسکے جوہ کا شمع کہولنے کے لائق

میں نہیں ہوں وہ تم کو روح القدس اور آنگ سے ہیستہ دیکھا

یوحنا نے یہ سب کچھ کہا تاہم چند مہینوں کے بعد جب ہیرو نے اسکو قید خانہ میں

ڈال دیا تو اس نے واقعی اپنے شاگردوں کو بھیجا کہ وہ جا کر یسوع سے دریافت کر دیں

کہ ”آیا وہ وہی ہے جو آنے والا تھا“ یا وہ کسی دوسرے کے منتظر رہیں (دیکھو ممتی)

کی انجیل باب ۱۱- آیات ۲ و ۳)۔

میں یوحنا کی اس عجیب قلا بازی کے متعلق خود کچھ نہیں کہوں گا بلکہ صرف

ایونٹن (Mendeleev) صاحب کو جو بہت دنوں تک عیسائی کلیسیا کے پادری

تھے اور جنہوں نے بالا خراپے کو اوس کیسا سے بوجہ اختلاف رائے کے علوہ کر لیا

تھا خود اپنی رائے آپ کے سامنے اس مضمون پر ظاہر کرنے دوں گا۔

درد اب یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کو جو بچہ بن ہی سے میسوع سے

واقف تھا اور جو اس کے بارہ مین وہ سب حال جانتا ہو گا جو اس نے

اپنے اور ان کے خاندانوں سے معلوم کیا ہوگا اور جسے معجزانہ طور پر

اپنی مان کے پیٹ ہی میں سے اپنی محبت اور تعظیم کا انہار محض اوسکی

(یسوع کی) مان کی آواز کے سننے پر خوشی کے مارے اچھل پڑنے

سے کیا تھا کسی وقت یسوع کے منہج ہونے میں شبہ نہ ہوا ہو۔

## History of New Testament Criticism

جس کتاب کا بیان پر جو الہ دیا گیا ہے اور جسے مصنف بشر الہیہ سی۔ کوئی بشر لقا

[illegible][illegible]

ਸਿੰਘਾਣੀ

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

حرف کے لئے جو کچھ کہنا ہے، اس کے لئے یہ کہنا ہے کہ "میں نے اسے اس طرح دیکھا"

:- (۱۶) سید محمد علی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



تصویر ہے اور یوحنا لذات دنیاوی سے چھٹا کر دستکش ہونے والی عقل کی  
چونکہ جو ہر روح ایک ہی ہے جسکی یہ دو مختلف صورتیں ہیں اسلئے وہ آپس میں  
رشتہ دار نہیں ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے یسوع اور یوحنا آپس میں ماؤن کے  
رشتہ سے بھائی ہیں۔ یوحنا کی زندگی کی غرض مثل ایک بیابان میں رونے والی  
آواز کے ہے اور اوسکے رونے کا مطلب انسان کو توبہ کرنے کی ہدایت کرنا  
اور خداوند کی آمد کے لئے راستوں کو سیدھا کرنا ہے (دیکھو مرقس کی انجیل باب  
۱- آیات ۳ و ۴)۔ یہ اس من کی حالت ہوتی ہے جو صدق دل سے اپنی عاقبت  
پر بچار کرنے لگا ہو۔ جب انسان دنیاوی بہوگون سے عاجز اور خواہشات  
نفسانی سے پریشان ہو جاتا ہے تب وہ اپنی عاقبت کا خیال کرتا ہے اور اسوقت  
اسکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ کوئی دوست و احباب نہ دولت نہ مرتبہ نہ جسمانی قوت  
نہ کوئی اور دنیاوی شے اُسکو موت کے پنجے سے چھڑا سکتی ہے اور نہ عدم کی تباہی کو  
جو اسکے آگے آئی ہے ہٹا سکتی ہے۔ تب وہ اس دنیا کو مثل بیابان کے بناتا ہے  
اور تنہائی کی دہشت سے چلاتا ہے۔ پھر وہ خالی انسان کے سکھوں اور بہوگون کو  
کہ جن میں اب تک اسکا دل پھنسا ہوا تھا رنجیدہ ہو کر آہستہ آہستہ یہ معلوم کر لیتا ہے  
کہ تمام خوشی اور سرور اور ہمیشگی کا خزانہ خود اوسکا آتما ہی ہے۔ یہ حالت ہے کہ  
جسکی تشبیہ ایک شخص کے بیابان میں رونے سے دی گئی ہے جو یہ کہتا ہے کہ "توبہ  
کر و کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے" اب چونکہ عقل کی کارگزاری محض جسمانی  
پاکیزگی پر ختم ہو جاتی ہے اور چونکہ زندگی (حیات) نہ کہ عقل اصلی ترقی  
کا باعث ہے اسلئے یوحنا کا پیشہ پانی پر محدود ہے۔ عقل مادہ کی بنی ہوئی مادی  
ہے۔ لیکن روح نور ہے اور نورانی ہے۔ اسلئے عقل سے کہنا یا گیا ہے کہ وہ مسیح  
کے جوئے کا تسمہ پہننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہے۔ تاہم چونکہ عقل ہی کے



قطع تعلق ہے۔ آگ سے مطلب تپشیا سے ہے جیسے روزہ وغیرہ۔ ویرا گیر اور  
تپ روح کے پاک کرنے کے دو ذریعہ ہیں۔ اسلئے مسیح روح القدس اور آگ سے  
بتسمہ دیا ہے۔ روح القدس کو تسکین دینے والا ہی کہتے ہیں کیونکہ گو کہ ریاضت  
شروع شروع میں نہایت سخت اور دشوار معلوم پڑتی ہے تاہم اونچے درجہ کے  
سادہوں کو اتنی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ جس کا ذکر الفاظ میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔  
ریاضت سے ہمہ دانی کا ملنا ہی یسوع کے ذیل کے کلام سے عیان ہے (دیکھو  
یوحنا کی انجیل باب ۱۴۔ آیت ۲۶۔ اور باب ۱۶۔ آیات ۱۳ و ۱۴)۔

”لیکن تسکین دینے والا جو روح القدس ہے جسے باب ہیرے  
نام سے بھی یاد دہایا نہیں سب باتیں سکھائیگا اور جو کچھ میں نے  
تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائیگا۔“

”مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں لیکن اُن کو ابھی تم برداشت  
نہیں کر سکتے ہو۔ البتہ جب وہ سچائی کا روح آویگا تب وہ تم کو  
سب باتیں بتاویگا۔“

اب اس امر کے بارہ میں کہ یہ ہمہ دانی کہاں سے پیدا ہوگی ہلکویہ پہلے ہی معلوم  
ہو چکا ہے کہ تعلیم کے معنی علم کے روح کے اندر ہی سے نکلنے کے ہیں۔ انگریزی  
لفظ (education) کا ہی اصلی نشاں یہی ہے جسکے استعرا جی معنی

e + educa باہر نکالنے کے ہیں۔ مٹی کی انجیل میں ہی ایسا لکھا ہے۔  
(دیکھو باب ۵۔ آیات ۱۳ و ۱۵)۔

”تم دنیا کے نور ہو جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔“

اور چراغ جلا کر چمانہ (سر روش) کے نیچے نہیں بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہیں  
تو اُس سے گہر کے شب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔“



ضروری ہے کہ وہ جڑیگا اور مین گھٹون گا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مسیح کا خیال ہندو مت میں ہی کرشن کی صورت میں پایا جاتا ہے جو گوپیوں اور گایوں کا ماتہ ہے۔ بیان پر مین اس روپک کے بنیادی اصولوں کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ بیان کر سکتا ہوں بلحاظ اس امر کے کہ اس کے چار تر نے پوری پورا اذن کو بہر دیا ہے۔ اور اس روپک کے حل کرنیکی کوئی خاص ضرورت ہی اس وقت محسوس نہیں ہوتی ہے کیونکہ اب ایک مستند تشریح ہی کل مہابھارت کی گوڑھ تعلیم کی جس میں کرشن کا جیون چرتر ہی شامل ہے موجود ہے یہ آئیر صاحب کی کتاب ہے جس کا حوالہ پی۔ ایچ۔ بی کے اختصار کے طریق پر ہم پیشتر دے چکے ہیں۔ عام طور پر جبکہ نیک گروں کے پہل کے باعث کوئی تفسیر اپنی آتما کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آتما کے بر ماتا پن کا خیال عقل میں محسوس ہوتا ہے اور سچے اعتقاد کے حاصل ہو جانے سے اسکی آتما میں زندگی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ پولس رسول نے اسکو ذیل کے الفاظ میں خوب ادا کیا ہے

(۱۔ کرنتھیوں ۱۵) :-

”پہلا آدمی یعنی آدم زندہ نفس (روح) تھا۔ پہلا آدم زندہ نور ہو گیا۔“

نور کا اس طور سے زندہ ہونا ہی کرشن کی پیدائش ہے جو اصلی نجات دہندہ ہے کیونکہ جب وہ پورے طور سے جاگ اٹھتی ہے تو خود روح ہی ایک پورے بر ماتا ہو جاتی ہے۔ اسوجہ سے کرشن تمام صفات الہی کا مخزن ہے۔ وہ گوپیوں اور گویوں (زہن و رسوم وغیرہ) کا سوامی ہے۔ بچہ پن ہی مین وہ کانی ناگ راج کو مطیع کرتا ہے جسکی تعبیر معنی خواہشات یا نفس امارہ کے مارنے کے ہم پہلے کر چکے ہیں۔ جب اندر (ناپاک جیو) گایوں کو چرانا چاہتا ہے تو کرشن کو بر دین پہاڑ (غائب)

[illegible]

”ہر ایک گہائی ہر دیباہیگی۔ ہر ایک بہادری اور شیلہ نیچا کیا جائیگا  
جو ٹھیرا ہے سید یا بنایا جائیگا۔ جو اونچا نیچا ہے وہ ہموار  
کیا جائیگا۔“

لیکن یہ کام بغیر مخالفت کے نہیں ہو سکتا ہے۔ تاریکی کے دیو مقابلہ کو طیارہ ہیں۔  
پہلے ان سے تصفیہ کرنا ضروری ہے۔ اب خاندانوں اور قوموں کی فراہمی ہوتی ہے  
سوز مایہ پیدا ہوتے ہیں۔ بہادریوں کو سپہ گری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ فوجیں اکٹھا  
ہوتی ہیں۔ کرکشن کی رہبری سے کمزور کم اعتقاد روح (اجن) دشمن  
کی زبردست فوجوں سے خونخوار جنگ کرتا ہے۔ انجام کار بدی مغلوب ہوتی ہے  
روح کی فتح ہوتی ہے اور قید سے رہائی ملتی ہے۔ پھر نردان ہے اور خوشی اور  
آندہاں پر نہ کوئی لڑائی لڑنے کو باقی رہتی ہے نہ کوئی دشمن خوف دلانے یا  
زیر کرنے کو۔

محقر طور سے یہ مہا بہادری کا مطلب ہے۔ بعض اوقات یہ خونخوار جنگ دیوں  
اور آسروں (شیاطین تاریکی و غضب) کی جنگ کہلاتی ہے دیوں کی فوج کا سردار  
اندر ہے جسکی موجودگی میں دیوتا خوب بہادری سے لڑتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے  
کہ دیوتا لوگ صرف روح کی مختلف قسم کی اصلی صفات ہیں اور اس سے علیحدہ  
کوئی چیز نہیں ہیں۔ یہ دیوتا امر ہیں گو کہ یہ جنگ میں اکثر شکست کھاتے ہیں۔ لیکن  
شیاطین فانی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روح کی اپنی صفات دراصل روح کے  
جو ہر کی خاصیتیں ہیں جو وقتاً فوقتاً محدود و بے اثر تو ہو سکتی ہیں مگر قطعی غارت  
کبھی نہیں ہو سکتیں۔ برعکس اسکے جہالت اور غضب وہ قوتیں ہیں جو مادہ کے میل سے  
ناپاک روح میں پیدا ہوتی ہیں اور مادہ کی علیحدگی پر بالکل جاتی رہتی ہیں۔ بیشتر  
مذہبی افسانوں میں روشنی کے دیوتاؤں اور تاریکی اور بدی کے شیاطین کے





یہ سب اس کے ذاتی اقبال ہیں گو کہ انکا محسوب کرنا اس امر کے دریافت کرنے کیلئے  
کہ اس نے کہاں تک اصلی روحانی ترقی کی تھی ضروری ہے۔

اس میں شبہ نہیں۔ ہے کہ اسلام کی منشاء شروع میں ضرور اون عیاشیوں اور  
زہد پرستی کے متعلق جو محمد کے زمانہ میں عربوں میں پائی جاتی تھیں ایک قسم کی  
ریفارم سے تھی لیکن تلواریں جسکو محمد اپنی حفاظت میں کہنے کے لئے مجبور ہوا  
اس خیال کو پورا نہیں ہونے دیا۔ میرا یہاں کوئی تعلق اسلام کے پولیٹیکل ہیرو سے  
نہیں ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ انجیل اسلام میں سابق مذاہب کی وہ تعلیم جو سادہ و سادہ  
اعلیٰ درجہ کی چھا اور شانتی کی ہدایت کرتی ہے نہیں پائی جاتی ہے اور نہ ممکن ہی تھی  
ضروریات وقت کے نتیجہ قرآن شریف میں یہ تعلیم نہ آسکتی تھی اور نہ واقعی آئی کہ  
اگر کوئی ایک گال پر پہنچ مارے تو دوسرا اونکے سامنے کر دیا جاوے۔ جہاں  
بیرونی علامت اسلام کی شبیہ اگر کہ ہلال اب تک اسکی اندرونی نشانی ہے۔

اس میں شبہ ہے کہ آیا اس وقت کوئی زندہ مسلمان اس امر سے واقف ہے  
کہ یہ ہلال کہاں سے آیا۔ غالباً ان میں سے بہت سے اپنے من میں اسکو معجزہ حق تعالیٰ  
سے نسبت دیتے ہوں گے لیکن اس معجزہ کی اصلی تعبیر بالکل مختلف ہے جیسا کہ  
کی اور نو بیچ میں دکھایا گیا ہے۔ اس معجزہ سے مراد صرف ایک قسم کی روشن  
ضمیری سے ہے جسکو غالباً تہیو سوخی والے ایسٹرل طبقہ کا مشاہدہ یا نظارہ  
کہتے ہیں۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ روشن ضمیری کو روکنے والے پر دون میں سے  
پہلا پردہ ایک نہایت لطیف مادہ کا ہے جسکو ایسٹرل مادہ کہتے ہیں اور جسکا چاند  
ساتھ ایک قسم کا مقناطیسی تعلق ہے اور اس معجزہ سے مطلب صرف اس  
مادی پردے کو پہنچ کر نگاہ کا پار نکل جانا ہے۔ ہلال کی تشریح کے بارہ میں  
مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کو قدیم چین مت کی علامت کا حوالہ دوں



دیہان کرتا ہے اور اپنے من کو اپنی پیشانی میں لگا لیتا ہے تب وہ  
پرم آتما کے جلال کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ دانا لایگی جو اس طرح ہمیشہ دیہان  
کرتا رہتا ہے وہ اس پرم آتما کا اظہار اپنی آتما میں کرتا ہے اور اس پر  
گفتگو بھی کر سکتا ہے۔

باقی فرشتوں میں سے دو وہ ہیں جو انسان کا اعمال نامہ تیار کرنے کے لئے مقرر  
ہیں ایک اس کے داہنی ہاتھ اور دوسرا بائیں بیٹھا ہے وہ ایک لفظ بھی نہیں کہہ پاتا ہے  
لیکن اس کے ساتھ ایک نگہبان ہے جو فوراً اس کو لکھ لکھتا ہے۔  
(قرآن شریف باب ۵)۔ یہ حالت طور سے پران کی دونار بیان ہیں جنکو ایڑا اور  
پنگا کہتے ہیں جو ریڑھ کے چکر دن کے سلسلہ میں جن میں تنفس کے جسمانی حرکات  
جذبات۔ عادات و خیالات کا خلاصہ محفوظ رہتا ہے گذرتی ہیں۔ یہ مناسب  
ہو گا کہ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ ایڑا بائیں نہتے سے اور پنگا داہنے نہتے سے  
گذرتی ہے۔

اسلام کے اصلی اصول ان کے بارہ میں اس میں شک نہیں ہے کہ وہ ہی سب  
اصول جو دیگر مذاہب میں پائے جاتے ہیں اسلام میں بھی موجود ہیں گو کہ بوجہ  
نمایان کار آمد اور بے کار امور کا اجتماع قرآن شریف میں بہت زیادہ طبیعت  
کا پریشان کرنے والا ہے۔ بیشمار موقعوں پر قرآن شریف میں خدا کی تعریف  
ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ جو دیکھتا اور سنتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دیکھنا اور سننا  
اور اک یا زندگی کی صفت ہیں کسی ایک تنفس یا روح کی ملکیت نہیں ہیں۔  
سورۃ الحمد ید میں ایسا آیا ہے۔

وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔  
سورۃ الرحمن میں کہا گیا ہے کہ وہ اول سے آخر ہے اور ظاہر اور باطن



بھی حاصل کرنا چاہیے۔ خود پیغمبر صاحب نے کہا ہے:-

”اد انسان تو اپنے کو پہچان“

عارفون میں سے ہم الہامی کا جسکو عام طور سے لوگ منظور کہتے ہیں اور جسکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے حوالہ دے سکتے ہیں۔ شمس تبریز ہی انہیں میں ہوا ہے جسے کہا ہے:-

عجب من شمس تبریزم کہ گشتم شیفتہ بر خود

چون خود را خود نظر کردم ندیدم جز خدا در خود

اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

میں کیا عجیب شمس تبریز ہوں کہ اپنے ہی اوپر عاشق ہو گیا ہوں۔

جب میں نے اپنے کو غور سے دیکھا تو میں نے سوائے خدا کے اپنی ذات میں اور کسی کو نہیں پایا۔  
مولانا روم کہتے ہیں ”اے میری روح میں نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تلاش کیا۔ میں نے تجھ میں سوائے مطلوب کے اور کسی کو نہیں پایا۔ اے میری روح جسکو کافر مت کہہ اگر میں کہوں کہ تو ہی مطلوب ہے۔ اے تم لوگوں جو خدا کی تلاش کر رہے تھے تلاش کر رہے ہو تم کو تلاش کر نیکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خدا تم ہی خدا تم ہی ہو“

فرید الدین عطار کے ساتھ تصوف کا خیال کمال کے درجہ تک پہنچا ہے جسے کہا ہے:-

تا تو هستی خدا کے در خواب است

تو نہ مانی چون او شود بیدار

اسکا اردو ترجمہ نظم ہی میں اسطور پر ہے۔

تیری ہستی ہے باعث ایک خدا کے خواب غفلت کی

رہے جب تو نہ عالم میں تو وہ بیدار ہو جاوے



دیدہ واکن چہرہ اسرارہین۔

کشف در معنی بود دفع حجاب۔

(۴)

بود تو آمد بردے تو نقاب۔

ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(۱) روح کا مقام میرے لئے بہت تعجب خیز تھا۔

(۱)

میں شرمندہ ہوں کہ میں اوسکی تعریف کرنے میں قاصر ہوں۔

(۲) تو ہی ظاہری عاشق طریقہ کے بموجب ہے۔

(۲)

اور تو ہی دراصل خود معشوق ہی ہے۔

اگر تو اپنے راز کو پالے۔

(۳)

تو خدا اور خلق کے راز سے بیشک آگاہ ہو جاوے۔

ایسوجہ سے بحر صفائیں کہا ہے۔

(۴)

کہ میرے جبہ میں سوائے خدا کے دوسرا نہیں ہے۔

تو تو خود آب (پانی) ہے اور پانی کو ڈھونڈتا ہے۔

(۵)

اپنی پونجی کو بھول گیا ہے اور اب کہتا ہے تعجب ہے۔

تو بادشاہ ہے بہکاری کسلے بنتا ہے۔

(۶)

سب خزانے تیری ملکیت ہیں پیر تو مفلس کیوں ہے۔

معشوق نقاب کے اندر چہا ہوا ہے۔

(۷)

مثل دریا کے کہ حباب سے ڈھکا ہو۔

نقاب دور کر اور یار کا جمال دیکھ۔

(۸)

آنکھیں کھول اور اسرار کو سمجھ۔

حجاب معنی کے سمجھنے سے جاتا رہتا ہے۔

(۹)





ہوا ہے یا آئندہ ہوگا وہ کلیتاً خدا کی مرضی سے ہوا ہے اور وہ سب  
ہمیشہ کے لئے محفوظ تختی پر تقدیر کی قلم سے کندہ ہے اور کہی  
نہیں بدل سکتا ہے۔“

یہ محفوظ تختی خدا کے احکام کی کتاب ہے جو عربی میں لوح محفوظ کہلاتی ہے  
اور اس میں وہ سب درج ہے جو گذشتہ زمانہ میں ہو چکا ہے اور نیز وہ ہی  
جو آئندہ ہونے والا ہے۔

”و جب کسی عمر بڑھائی جاتی ہے اُس کی عمر میں کچھ بڑھایا نہیں جاتا  
نہ کسی کی عمر میں کچھ گھٹایا جاتا ہے لیکن وہ ہی جو خدا کی ڈگریوں کی  
کتاب میں درج ہے۔“ (سورۃ ۳۵)

سورہ یسین میں یہ بتایا گیا ہے کہ  
”و درحقیقت وہ ہم ہیں جو مردوں کو متحرک کرینگے اور اُن کاموں کو  
لکھینگے جو انہوں نے اپنے پہلے پیچھے ہیں اور ان علامات کو جو وہ اپنے  
پیچھے چھوڑ جائینگے۔ اور ہر چیز ہم نے اپنی ڈگریوں کی واضح کتاب  
میں لکھ دی ہے۔“

انسانوں کے افعال اس ڈگریوں کی کتاب کے موافق سرزد ہونے ہیں اور یہ  
ہی حال باقی سب جانداروں کی نسبت بھی صحیح ہے کیونکہ  
”و سب چیزیں مقررہ ڈگریوں کے مطابق ہی بنائی گئی ہیں۔“  
(سورۃ ۵۲ - آیت ۴۹)

مفصلہ ذیل آیات کا مطلب بھی ایسا ہی ہے۔  
”کوئی مرنے نہیں سکتا ہے الا خدا کی مرضی سے اُس کتاب کے مطابق جس  
عمر کی میعاد قائم کی گئی ہے۔“



جو خود بخود انسانوں کے اعمال اور ان کے قرار داد پہل کو درج کرتی رہتی ہے جین بدیہی  
کی کم فلاسفی میں صاف اور واضح طور سے دکھائی گئی ہیں۔ پس یہ کل مسئلہ کم کے  
فلسفہ کا بنیاد مختصر اور گہنا ہوا خلاصہ ہے۔

یصمون کہ

”اے میرے لوگوں یہ کیا بات ہے کہ میں تمکو نجات کی طرف بلاتا ہوں  
(نجات کی ہدایت کرتا ہوں) لیکن تم مجکو آگ کی طرف بلاتے ہو  
(جہنم کے حوالہ کرتے ہو)“

جو چوالیسویں سورہ میں آیا ہے قرآن کے مسائل پر بہت بڑی روشنی ڈالتا ہے

ذیل کی آیت قرآن کی اس سلسلہ میں قابل غور ہے (دیکھو قرآن شریف مترجم  
ابوالفضل - جلد ۲ - صفحہ ۳۸۶) :-

”یقیناً خدا نہیں بدلتا ہے ادسکو جو آدمیوں کے پاس ہے چپک  
کہ وہ جو ادنکے اندر ہے نہیں بدلتے ہیں“

اسی آیت کا ترجمہ سیل صاحب نے ذیل کے پُر معنی الفاظ میں کیا ہے (دیکھو  
Sahle Quran صفحہ ۱۸۲) :-

”یقیناً اللہ اپنے فضل کو جو انسانوں میں ہے نہیں بدلیگا جب تک کہ وہ  
اپنی روح کی (اندر ونی) طبیعت کو گناہوں سے نہ بدل دین“

جن الفاظ کے نیچے لکیر کینچی گئی ہے وہ سیل صاحب کے ترجمہ میں مفہوم کو صاف  
کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جو یوں ہی کافی طور سے واضح ہے۔ یہاں صاف  
طور سے مطلب اس چیز کی بُرے افعال کے ذریعہ تبدیلی کرنے سے ہے جو آدمیوں کے  
اندر ہے۔ دیگر الفاظ میں طبیعت کے افعال سے بدل جانے سے۔ یہ یقیناً حقیقت کے  
مطابق ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔



میں شمس تبریز اور فرید الدین عطار کی تصانیف میں سے ذیل کے چند اشعار اپنے اس بیان کی تائید میں پیش کرتا ہوں۔

- (۱) دنیا ترک گیر از پیر دین تو توکل بر خدا کن بالیقین تو  
(۲) قلم اندر بصورت خویش ویزن  
(۳) جو اکس خسہ را چون دزد بر بند  
(۴) چو باید بخت زین دار دنیا  
(۵) بغفلتہائے دنیا خلق مغرور  
(۶) علایقہائے دنیا قطع گردان  
(۷) نہ ہے غفلت کہ مار اکور کرد است  
(۸) تانہ گرد و نفس تابع روح را  
(۹) مقام فقر بس عالی مقام است  
(۱۰) در ان منزل بود کشف و کرامت  
(۱۱) اگر دنیا و عقبی پیش آید  
(۱۲) اگر گردی تو در تو حید فانی
- توکل بر خدا کن بالیقین تو  
حصار نفس را از تیغ بر کن  
جو بستن دزدانین باغش میخند  
چرا نبندی تو دل در کار دنیا  
بگردہ یاد مرگ از دل ہمہ دور  
حزین دل باش دروے چون غریبان  
کہ یاد مرگ از دل دور کرد است  
کے دوا یا بی دل مجروح را  
منی و مادر آسجابس حرام است  
وے باید گزشتن زان مقامات  
نظر کردن در ان ہرگز نشاید  
بحق یا بی بقائے زندگانی

ان کا اردو میں ترجمہ اس طور پر ہے۔

- (۱) تو دین کے واسطے دنیا کو چھوڑ دے + تو خدا پر یقیناً بہرہ ور ہے۔  
(۲) خودی کی صورت میں تو قلم مارے + تو نفس کے حصار کو بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دے  
(۳) اندر یون کو تو چور کی طرح سے قید کر لے + جب چور پکڑ لیا تو لوٹنے سے خوشی منا  
(۴) جب بچھے اس دنیا سے جانا ہے + تو ہر اپنے دلوں دنیا کے کاروبار میں کیون لگا تا ہر  
(۵) دنیا کے نشون میں خلقت مغرور ہے + سبہوں نے موت کا خیال سے بہلا دیا ہے۔  
(۶) دنیا کے تعلقات کو قطع کر دے + تو اوس میں مسافر و نکلی طرح سے اودا میں چیت سے رہے۔



آخری حوالہ اس امر کو صاف طور سے ثابت کر رہا ہے کہ نجات پانیک  
 لئے ٹھیک اعمال کی ضرورت ہے۔ اسپین آج یہیں پر رک جاؤنگا  
 اور کل اور سمیتین دیوی دیوتاؤں والے مذاہب کی تقشیش  
 جاری رکھوں گا۔

---

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

شماره ۱۷۰





[illegible]

۲-۱- کتب و اسناد خطی در دسترس است.

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

۱۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۲۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۳۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۴۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۵۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۶۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۷۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۸۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۹۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے  
 ۱۰۔ اس کے لئے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے لئے

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

تہذیب و ادب، اور سائنس و فنون

رفون بخش کو زندہ کیا اور امر کر دیا۔ (اس طور پر اوسائیرس نے اپنا ملک اپنے رٹ کے تپورس کے حوالہ کر دیا جو مصر کے فرعون کا مورث اور مرنے والا (دیکھو ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۷)۔

اوسائیرس کے رموز کی ترتیب جو ایک پُرانی تحریر سے جسکی تاریخ سنہ قبل مسیح سے از سرفو قائم کی گئی ہے حسب ذیل ہے۔ (۱) آلیسیس (نفتیس) (Vepsthes) اوسائیرس کی نقش کو تلاش کر کے دریائے نیل ڈٹ (Nile) پر ڈھونڈھ نکالتے ہیں اور وہاں پر لگا کر دنیا پیشا ہوتا ہے۔

(۲) واویلا کو سنکر دیوتا فوراً آتے ہیں۔ ہورس اور آلوپس اور توتہ جادو کے آئے اور تازہ پانی سے پھرے ہوئے طشت لیکر آتے ہیں۔ اوسائیرس کے جسم سے پانی کی چار دھاروں اور دھونیوں کے ذریعہ سب دھبے دھو ڈالے جاتے ہیں۔

(۳) متبرک منترؤن کے اثر سے متعدد معجزے ہوتے ہیں۔ (الف) اوسائیرس کی نقش کے سب ٹکڑے جڑ جاتے ہیں (ب) تیلون اور لیپون کے استعمال سے اور آلوپس کے لبوہ کی مدد سے مونہہ آنکھ اور کان اور سائیرس کے جسم میں کہوے جاتے ہیں۔ (ج) سب اعضاء متحرک کئے جاتے ہیں اور ہر

عضو میں جان ڈالی جاتی ہے۔ (د) اوسائیرس کے جسم میں دوبارہ جان ڈالنے کے لئے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ (۴) حیوانی جنم کے بہانہ ہی اوسائیرس میں جان ڈالی جاتی ہے۔ وہ پوچار سی جو آلوپس کا پارٹ کرتا ہے ایک قربان شدہ جانور کی کمال اور بھرا سطور سے لیٹا ہے جیسے بچہ مان کے حمل میں۔ یہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اوسائیرس

[illegible][illegible][illegible]

اور راز دان کے لئے حسب ذیل قابل غور الفاظ میں ہدایت تھی۔

”اپنے دل میں اس بات کو سب سے زیادہ خیال رکھو اور اسے

یاد رکھو کہ تمہاری بقیہ زندگی اس دنیا میں سچے نذر ہو چکی ہے

اور تم اپنی ہستی کے لئے میرے مفروض ہوئے (ای۔ آر۔ ای

جلد ۹ صفحہ ۸۲)۔

تعلیم کے لحاظ سے وہ ہی پورا نامعلوم ایک خدا کی موت اور اس کے بعد کو

جی ادھٹنے کا ان سب رموز میں پایا جاتا ہے۔ ان خفیہ عبادت خانوں میں سے

ایک کا دلچسپ حال ای۔ آر۔ ای میں حسب ذیل الفاظ میں دیا ہوا ہے۔

”ڈایونی سکس (Dionysus) کی عبادت.....

کی خاص صورت زہری اس (Dionysus) کے نام

سے تعلق رکھتی ہے جو ڈایونی سکس..... کا ہی نام

تھا۔ وہ روایات جو زہری اس کو پیدائش و وفات اور مرکز

جی ادھٹنے کے بارہ میں مشہور ہیں طبیعت میں خاص کردہ مغرت

پیدا کرنے والی قسم کی ہیں..... زہری اس کی نئی اس

(Dionysus) اور پرسیفونی (Persephone)

کے ناجائز تعلق کا نتیجہ تھا۔ بچہ پن ہی میں ٹائٹن (Titan)

نے اسکو کھانے وغیرہ دیکر پیلا لیا تھا۔ اور بکڑ کے اور بکے ٹکڑے

ٹکڑے کر کے اسکو کھا گئے تھے۔ صرف دل باقی رہ گیا تھا جسکو

آئینی (Athena) نے چھین کر نئی اس کو

دیو یا جس نے اس کے قاتلون کو اپنے بھر سے مار ڈالا اور اس دل سے

ایک اور زہری اس پیدا کر دیا۔



چینی مارف نے جولائٹنز (Joules) کے نام سے مشہور کیا  
 پہلی صدی قبل مسیح کے قریب قائم کیا تھا۔ لاؤٹنز کے خیالات بہت  
 کچھ ہندوستانی خیالات سے ملتے جلتے ہیں اور اصل مطلب کے لحاظ سے  
 جین مت کی تعلیم کا ہی خلاصہ ہیں۔ لفظ تاؤ (Tao) کے معنی جس نے  
 انگریزی مترجموں کو بہت پریشان کیا ہے (دیکھو ایس۔ بی۔ اے جلد ۹ ص ۳۰۳)  
 صفحات ۱۵-۱۲) حیات کے ہیں اور بوجہ اون مختلف صورتوں کے جن میں  
 حیات اپنا ظہور کرتی ہے اوس نے انسانی خیال کو بہت جکڑ دیا ہے  
 بعض لوگ اس کے معنی راستہ یا مارگ کے لگاتے ہیں بعضوں کا یہ خیال ہے  
 کہ وہ قدرت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دوسروں کا یہ خیال ہے کہ وہ  
 سمجھ کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس کا اصلی مفہوم حیات سے ہے جسکی بہت سی  
 مختلف صورتیں ہیں اور جو خاص کر بطور راہ۔ حق و زندگی کے ہے (دیکھو  
 یوحنا کی انجیل۔ باب ۱۴-۱۲ آیت ۶)۔ چنانچہ لاؤٹنز اپنے تاؤ کی تعریف  
 بطور آخری اصلیت یا ہستی کے کرتا ہے جو آسمان سے پہلے کی اور اس سے  
 برتر ہے اور جو زمانہ کی ابتداء اور ظہور میں آئے ہوئے خدا کے ماقبل ہے۔  
 واقعی حیات ابدی ہے اور جو ہر حیات اپنے ہیں ایک کامل خدا کے طور پر  
 ظاہر کرنے کے قبل سے ہے (یعنی جو ہر حیات دوامی ہے گو کہ وہ پرماتما ہیں  
 کے کمال کو ناپاکی سے پاک ہونے پر ہی حاصل کرتا ہے)۔ لفظی اقتباس (عام  
 صفت) کے طور پر اوس میں شخصیت نہیں ہے اور نہ انسانی اوصاف ہی جن میں  
 عقل ہی شامل ہے اوس صورت میں اوس میں پاؤ جاتے ہیں۔ اوس کا فعل لازمی اور  
 کل کے پرزوں کے فعل کی مانند ہوتا ہے اور وہ امور تک ہے یعنی وہ حواس  
 کے ذریعہ نہیں محسوس ہو سکتی ہے۔ مہشی کا آخری مخزن وہ کل کائنات ہیں

[illegible]



دنیاوی جذبات سے آزادی حاصل کرنی ہے تاؤ تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری سیڑھی عقل کی روشنی ہے جب اودا سیتا عادت میں داخل ہو جاتی ہے۔ تیسرے وحدانیت کا حصول ہے جبکہ بغیر گہرے باہر نکلنے کے عارف کل دنیا کا حال معلوم کر لیتا ہے، مگر اسکا طریقہ عمل بہت طویل اور سخت ہے۔ بھگت سی (شاگرد) کو اولاً کسی استاد کے قدموں میں راز حقیقت کو حاصل کرنا چاہیے۔ بعد ازاں اودسکو اپنے کوشاں کے اصول میں قائم کرنا چاہیے اور اپنا کل فالتو وقت اپنی ہی آتما کے جاننے میں صرف کرنا چاہیے۔ پھر اوسکو مادی اشیاء اور دنیاوی تعلقات کے لئے اپنے دل میں پوری حقارت پیدا کرنی چاہیے۔ تب ہی وہ تاؤ یعنی ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہونے کا مستحق ہوگا۔

مذکورہ بالا احوال جو ای۔ آر۔ ای کے چینی تصوف کے مضمون سے لیا گیا ہے دراصل سچے مذہب کی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ قدیم زمانہ میں اوسکے اصول کس قدر دور دراز فاصلہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ ایک فرانسیسی کتاب موسومہ *Histoire des Religions* کی تیسری جلد میں جس کا حوالہ بیچینی کان (Metchini Koff) صاحب نے اپنی نیچر آف مین (*The Nature of man*) نامی کتاب میں دیا ہے لکھا ہے کہ

”تاؤ مت کے خاص خاص دعوت میں سے ایک دعوت موت کے دفعیہ کے متعلق تھا۔..... اور تاؤ مت کے بعض مرتبہ جیسے چینگ تاؤ لنگ ایک پہاڑ کی اونچی چوٹی سے آسمان پر چڑھ کر غائب ہو گئے اور ہمیشہ میں زندہ جاوید داخل ہوئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے لاؤشیو (Lao Tseu) نے

خیر و برکت و فیض و رحمت و کرم و جود و احسان و انوار و نور و  
 آفتاب و شمس و قمر و کواکب و سیارات و اجرام و کائنات و  
 کائنات و زمین و آسمان و دریا و خشکی و گیاه و جانور و  
 انسان و ملکوت و جنت و جهنم و عرش و عرش و عرش و عرش

- خیر و برکت و فیض و رحمت و کرم و جود و احسان و انوار و نور و

خیر و برکت و فیض و رحمت و کرم و جود و احسان و انوار و نور و  
 آفتاب و شمس و قمر و کواکب و سیارات و اجرام و کائنات و

خیر و برکت و فیض و رحمت و کرم و جود و احسان و انوار و نور و  
 آفتاب و شمس و قمر و کواکب و سیارات و اجرام و کائنات و  
 کائنات و زمین و آسمان و دریا و خشکی و گیاه و جانور و  
 انسان و ملکوت و جنت و جهنم و عرش و عرش و عرش و عرش

خیر و برکت و فیض و رحمت و کرم و جود و احسان و انوار و نور و  
 آفتاب و شمس و قمر و کواکب و سیارات و اجرام و کائنات و  
 کائنات و زمین و آسمان و دریا و خشکی و گیاه و جانور و  
 انسان و ملکوت و جنت و جهنم و عرش و عرش و عرش و عرش

خیر و برکت و فیض و رحمت و کرم و جود و احسان و انوار و نور و  
 آفتاب و شمس و قمر و کواکب و سیارات و اجرام و کائنات و  
 کائنات و زمین و آسمان و دریا و خشکی و گیاه و جانور و  
 انسان و ملکوت و جنت و جهنم و عرش و عرش و عرش و عرش

ہوا۔ اور ۱۲۳ برس کی عمر میں فانی جسم کے پھندون سے آزاد ہو کر حیات جاودانی کے آئندہ میں داخل ہوا۔

میرے خیال میں یہ زیادہ تر ایک پوشیدہ تعلیم ہے بہ نسبت کسی واقعہ یا واقعات کے لفظی بیان کے۔ اور اس تعلیم کی علامتی اہمیت کا ایک زبردست اشارہ اس جزدین پایا جاتا ہے جس میں جسم کے پھندون سے رہائی پائیگا ذکر ہے جو درحقیقت زندان کی علامت ہے اور جسمانی ہستی کو کیسائی مرکبات یا محبوب سے ہمیشہ قائم رکھنے کے خلاف ہے۔

تاوست کی مخفی کتاب تاوتہ چنگ (Mentha Ching) میں لکھا ہے کہ

”جتنا ہی زیادہ دور کوئی شخص اپنی ذات سے باہر جاتا ہے اتنا

ہی کم وہ اپنے کو جانتا ہے“ (ایس۔ بی۔ اسی جلد ۲ صفحہ ۸۰)۔

اور حسب ذیل عبارت اوسی کتاب کی

”وہ شخص جسکی ذات میں تاو کے اوصاف بہ اظہار میں مل ایک

بچہ کے ہوتا ہے۔ زہریلے کیڑے اور سکوڑنک نہیں مارتے

خونخوار جانور اور سکو نہیں پکڑتے۔ شکاری چڑیاں اور سکو نہیں کھاتیں“

(حوالہ سابق صفحہ ۹۹)۔

اوسی لہجہ میں ہے جیسا کہ مرقس کی انجیل کے سولہویں باب کے آخر میں کہی ہوئی پیشینگوئی اور ہندومت کی تعلیم (دیکھو لوگ دشمنیت) پر ماما کو جاننے کے لئے اپنی آتما کا گیان ضروری بتایا گیا ہے۔

”انسان اپنی دماغی قوتوں کو پورے طور سے کام میں لانے سے

اپنی ماہیت کو سمجھ جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنی ماہیت کو سمجھ جاتا ہے



عقلی کارگزاری باقی نہ رہے ہو تو ان کو کیسے خاموش رکھیں تاکہ صرف قدرتی سانس ہی اندر جا سکے اور باہر آ سکے۔ اگر تم من کی فضیلت کے حصول میں مصروف ہو جاؤ تو راستہ اور باطل غورم ہو جاوین۔ اگر زبان اپنے قدرتی قانون کے تابع ہو جاوے تو اوس کو نفع اور نقصان یکساں محسوس ہوگا۔

(محسنہ جامعہ صفحہ ۴۱)۔

اسی ذریعہ سے ہلکویہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ”جسم سے رہائی پانے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے چرم سے جذبات کا نکال ڈالنا“ (حوالہ سابق صفحہ ۴۲)۔  
من مبارک تاثیروں کی نشست گاہ ہے۔

”اوس روزن کو دیکھو۔ اوسکے ذریعہ سے خالی کمرہ میں روشنی آتی ہے مبارک تاثیریں (من میں جسکی یہاں پر تشبیہ دی گئی ہے) اسطو پر رہتی ہیں جیسے کوئی اپنی خاص آرام گاہ میں رہے“ (ایس۔ بی۔ ای جلد ۲۹ صفحہ ۲۱۰)۔

اصلی انسان یعنی تاوکر مرشد یا روح کی مانند انسان کی تعریف ”بطور پہاڑی خلوت نشین ہے جسکی جسمانی ہیئت بدل گئی ہے اور جو آسمان پر چڑھ جاتا ہے“ (حوالہ سابق صفحہ ۲۳)۔ ”دانا آدمی“ فاتح اعظم ہے“ (حوالہ سابق صفحہ ۳۸۵)۔  
”وہ انسان جنہیں اعلیٰ۔ جد کی صفات پائی جاتی ہیں روشنی پر پرواز کر کے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور جسم کی قیدیں غارت ہو جاتی ہیں“ (حوالہ سابق صفحہ ۳۲۴)۔  
انسانی روح یہ کہا جاتا ہے (حوالہ سابق صفحہ ۳۶۷) کل چیزوں کی صورت تبدیل کر دیتی ہے اور اونکی پرورش کرتی ہے۔ کسی مخصوص صورت سے اوسکا

[illegible][illegible][illegible]

حضرت ابوالحسن علی بن ابی طالب علیه السلام - ائمه شیعه

[illegible]

خبر از کتب و اخبار و ...

خود بخود از آواز ایشان می شنیدم و می دانستم که در آنجا

کتابخانه عمومی و اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ श्रीगणेशाय नमः ॥ श्रीकृष्णाय नमः ॥  
 श्रीमद्भगवद्गीता ॥ अथ श्रीकृष्ण उवाच ॥

[illegible]

۱۴۸۹۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹۱۰۰

[illegible]

.....

(၁) အကျဉ်းချုပ်အားဖြင့် -

۱- حضرت علیؓ سے

والتی تہذیب سے بہتر اور ان کی اصلاح و ترقی کے لیے جو کچھ ہو سکے وہ کر دیا گیا ہے۔

کتابخانه ملی افغانستان - وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ (१) ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥  
 ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ (२) ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

جیسا کہ اب ہم کو معلوم ہو چکا ہے۔

بیان پر ہم انجیل مقدس کی اس آیت کے ٹھیک ٹھیک مفہوم کو دریافت کرنے کے لئے رکھیں گے جس کا مضمون ”میں راہ حق اور زندہ گی ہوں“ (یوحنا کی انجیل باب ۱۴-آیت ۶) ہے۔

یعنی الحقیقت دوسرے الفاظ میں اظہار اپنے واقعی لفظی ترجمہ سچے اعتقاد سچے علم اور سچے چارتر (عمل) کے متن ترے (مہ جواہرات) کا ہے جو ملک جہنم کے ہو جب مکتی (نجات) کا مارگ ہیں۔

راہ = سچا مناسب یا صحیح اعتقاد۔

حق = سچا مناسب یا صحیح علم۔

زندگی = سچا مناسب یا صحیح چارتر (عمل)

سب سے پہلا ہی سوتر جینیون کے مقدس شاستر کا جسکو توار تہہ سوتر کہتے ہیں ہم کو سکھاتا ہے کہ

सम्यग् दृष्टिर्ज्ञानचामित्राणि मोक्ष माग्निः॥

اس کا مطلب یہ ہے کہ سچا اعتقاد سچا گمان اور سچا عمل (چارتر) تینوں ملک مکتی کا مارگ ہیں۔ اور درمیانہ سنگرہ کے ستائیسویں شلوک میں یہ بتایا گیا ہے (دیکھو ایس۔ بی۔ جے۔ جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)۔

”کیونکہ قاعدہ کے مطابق دانشمند آدمی نجات کے دونوں کارون (اسباب) کو دہیان سے حاصل کر لیتا ہے اسلئے احتیاط کے ساتھ دہیان کرو“

مکتی کے دونوں محولہ کارن نیچے اور سچو بار کہلاتے ہیں۔ اونکا اتیان اس امر پر مبنی ہے کہ کس پہلو سے اُن پر غور کیا جاوے۔ بیو ہار ظاہر اور درشتی ہے مگر نیچے واقعی یا اصل

3-3-55

سرخ و زرد و سبز و آبی و ...  
 (۱) ...  
 ...  
 ...  
 ...

۱۰۰ -

[illegible]



اس میں مہترائی نسبت (سرسنہ) کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو ایک زمانہ میں ایشیا کے تمام مغربی حصہ میں ہندوستان کی سرحد سے لیکر روم تک پہنچا ہوا تھا۔ یہ کم از کم اصلیت میں تو ضرور ہی تھا خواہ نام میں کہیں کہیں نہ بھی ہو۔ یہ عام طور سے قیاس کیا گیا ہے کہ مہترادیدوں کے متر کا معکوس ہونا ان کبتوں کے بموجب جو اناج و نکر صاحب لا بمقام بواغ از کیوی سنہ ۱۷۱۱ء میں بنیاد پائے گئے تھے اور بالخصوص اسکے بموجب جس میں شاہ شہی کو لیو ما اور مٹی اوازہ ابن شہرت شاہ تبتی کے صلح نامہ کا ذکر ہے متر۔ ورون اندر اور سرود و اشونی کماروں کی پرستش تبتی کے ضلع میں چودھویں صدی قبل مسیح کے دور دراز زمانہ میں ہوتی تھی۔ یہ امر اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ اوس قدیم زمانہ میں ہندوستانی آریہ لوگ ایشیا کو چٹان تک حکمران تھے۔ میں مولٹن صاحب کی اس رائے سے اتفاق کرنے پر راضی ہوں کہ اس امر سے غالباً بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ اگر یا لوگ بادشاہ تھے مگر رعیت وہیں کے اصلی باشندے تھے جیسے آریاؤں نے فتح پائی تھی۔ اس سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچھ آریا لوگ تاریخی زمانہ سے پیشتر مغرب کی طرف چلے گئے تھے جیسا کہ بعض عالموں کا خیال ہے۔

ایران کے پادسی بلا شک ہندوستانی آریاؤں کی ایک شاخ معلوم ہوتے ہیں جو کہ بہت قدیم زمانہ میں فارس میں جا کر بسے تھے اور ہندوستانی آریاؤں کے خیالات و رسومات اپنے ساتھ لیکے تھے جیسا کہ بابو گنگا پرشاد صاحب نے جنکی رائے اس معاملہ میں یورپین محققین کی رائے سے متفق معلوم پڑتی ہے اپنی کتاب موسومہ *Mountain head of Religion* میں پورے طور سے ثابت کر دیا ہے۔ آریا کے بادشاہ اسرنی پال (۶۲۶-۶۴۸ قبل مسیح) کے کتب خانہ کی ایک تختی ملی ہے جنکی تحریر سے مہتر اور شمس کا ایک



اور تار سے جو رات کو آسمان میں نظر آتے ہیں دن میں چھپ جاتے ہیں  
 یہو این اُڑنے والی چڑیا ان اور کبھی نہ سونے والے دریا اور سکہ  
 طاقت اور غضب کو نہیں جان سکتے ہیں لیکن وہ آسمان میں  
 اُڑان کو بہت دور دراز سفر کر نوالی یہو اسکے رُخ کو اور سمندر میں  
 جہازوں کے راستوں کو جانتا ہے اور تمام پوشیدہ باتوں کو  
 جو آج تک ہوئی ہیں یا آئندہ ہونگی دیکھتا ہے۔ وہ انسانوں کو  
 جھوٹ اور سچ کا شاہد ہے

”اد کے جاسوس آسمان سے اور تر کر تمام دنیا میں چار و نظر  
 گھومتے ہیں۔“

”اونکی ہزاروں آنکھیں دور سے دور مقاموں تک زمین  
 میں دیکھتی ہیں۔“

”جو کچھ ہمیشہ میں اور زمین پر ہوا اور جو آسمان کے یا مہر ہے۔“

”وہ سب دُرُون بادشاہ کے سامنے صاف صاف موجود ہے

”ہر ایک فی روح کی آنکھوں کی پوشیدہ جنبشوں کو وہ گنتا ہے

”وہ اس دنیا کے ڈھانچے کو اسطور پر ادھی ہوئے ہے جیسے کوئی پارہ

پھینکنے والا پاسہ پھینکے۔“

”وہ گرہ دار ہینڈ ہے۔ اے خدا۔ جو تو ہینکتا ہے۔“

”ادن میں سب جھوٹوں کو پھینس جانے دے لیکن سب سچو ٹکڑے پ

(وہ عوامہ کے ہونے سے پہلے وہ عوامہ کے ہونے سے پہلے)

دُرُون کی ہمہ دانی یا تاک شاعرانہ خیال میں نیچر (قدرت) کی ہمہ دانی ہے جسکی  
 خلاف ورزی نہیں ہو سکتی نہ جسکو دہو کہ دیا جاسکتا ہے اور نہ جسکے ساتھ دعا ممکن ہے



اشا (Susha) (ارتنا) (استدھن) کے مطابق  
 نہیں ہے بلکہ اوستی راسبازی دُعا برابر ہے اوستی راسبازی  
 دُانش کے کِشتر وِروُن کی بادشاہت ہے جیسے کِشتر اور یامزده  
 کی اقلیم ہے۔ سوز و تات یعنی دُیانت داری ہو و تات کے برابر  
 ہے جبکہ پو تر من (دو ہونہ) کا خیال گودیدر من اس کا ذکر نہیں آیا  
 (تاہم وہ) قدیم ہندوستانیوں کی اخلاقی لغت میں معلوم ہوتا ہے  
 پایا جاتا تھا کیونکہ وید کے پوٹاریون میں ہوا کیٹھوٹنس یعنی پاک من  
 والا کہلاتا تھا۔

رات سے وِروُن کے تعلق کی مطابقت ہی پارسی مذہب میں پائی جاتی ہے۔  
 دو جب ابورامزده جسے ادواح کا بنایا ہوا جامہ جو ستاروں سے  
 مزین ہے پہن لیا ہے پتھرا اور رشتو اور پاک آرمینی کے ہمراہ  
 جس کا نہ شروع ہے اور نہ انجام ہے وہاں ہے (یشت ۱۳۔۱۲)  
 ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸)۔

عالم کے اوڈر سیر (Sudra) کے طور پر وِروُن کی تشبیہ  
 چاند سے دی جا سکتی ہے جو رات کا بادشاہ ہے۔ امیر یا ڈی بی لو نیا کے دیو آؤن  
 میں چندر مادیو نا کہا جاتا ہے بڑے اونچے درجہ کا دیوتا تھا (ای۔ آر۔ ای جلد ۹  
 صفحہ ۵۶۹)۔ زردشت کے مذہب میں بھی چاند کو بڑے مقرب فرشتوں کے  
 رہنے کا مقام بتایا ہے۔ وہ بار بار تو یعنی مژدہ یا مرقی و اشا (انسان)  
 کہا گیا ہے (ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸ جو الہ یشت ۱۰۔۱۳)۔

دنیا کی ابتدا کے متعلق بھی ایرانی خیال کا حقیقہ پہلو ہر مقام پر نمایاں ہے۔ ایل  
 ایچ بلز صاحب کے بموجب (دیکھو ایس۔ بی۔ ای جلد ۳ صفحہ ۲۶)۔



روح کی حفاظت کی ضرورت سے روح کی ناپاکی  
و گمراہی ثابت ہیں۔ اور روح کی ناپاکی اور گمراہی سے انسان کو  
خیالات الفاظ اور افعال کے گندہ اور ہر شے کرنے والے کا  
وجود ثابت ہوتا ہے۔ پس سب باتوں پر لحاظ کرنے سے یہ ظاہر  
کہ روح کا کوئی گمراہ کرنے والا ہے۔

مصنف موصوف بلا غلطی کہے ہوئے اتنا اور کہہ سکتا تھا کہ ایک جوہر  
مستی کے گندہ کرنے کے لئے گندہ کرنے والا ہی ضرور کوئی جوہر ہونا چاہیے۔  
اس ناپاکی کا نتیجہ دینا کے بیونگ خیر (ایس۔ بی۔ ای جلد ۲ صفحہ ۲۱۲) میں  
اس طرح درج ہے:-

”اور اس میں شیطان نے کثرتوں اور خشتوں کو اور باقی  
شیاطین کو اپنے ناجائز دخول (اختلاط) سے پیدا کیا۔  
یہ شیاطین خواہش نفسانی لالچ۔ غصہ و روح کی دیگر قسم کی بری صفات و  
جذبات ہیں جو اوسین مادہ کے اختلاط سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ تو دراصل  
جینیوں کے آسرو اور بندہ کے اصول ہیں جن کا ذکر ہم مذہبی سائنس کے  
میں کر چکے ہیں۔ یہ امر زاد سپریم (باب ۲-۹) سے ہی ظاہر ہوتا ہے:-

”..... کل روئے زمین پر سانپ بچھو اور بہت اقسام  
ایں انسان حشرات العریض تھے اور اس واسطے دیگر اقسام کے  
جو پائے رنگینے والے کیڑوں میں بکھرے تھے۔ زمین کسی جگہ پر  
ان مخلوقات سے خالی نہ تھی یہاں تک کہ مٹی کی ٹوک کے  
برابر ہی جگہ نہیں بچی تھی جن میں یہ کیڑے نہ بھر گئے ہوں۔“  
زاد سپریم کے چوتھے باب کی دسویں آیت میں ان میں کے بارہ میں یہ





اور امرتھہ اسیرین کو بدی سے جو اسکی دائمی خصلت ہے روک سکتا ہے  
 تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ خبیث کو دیوتا اور دیوتا کو خبیث بنانا ممکن  
 ہے اور تاریک کو روشن اور روشن کو تاریک بنانا بھی ممکن ہے۔  
 وہ کیا خوب کہا ہے۔ بیشک قدرت کلی میں ناممکن کو وجود میں لانا شامل نہیں ہے۔  
 چنانچہ انگریز اینیو ذیل کے قابل غور الفاظ میں اپنے انباشی ہونیکی شیخی مارتا ہے:-  
 ”تمام دیوتا بھی مل کر بھی نہ مار سکے پر خلاف میری ذات کے اور نہ  
 زردشت کی رسائی جہہ تک ہو سکتی ہے پر خلاف میری ذات کے  
 وہ مجھے آہونا دیریا سے جو پتھر جیسا مضبوط اور مکان جیسا بڑا  
 آلہ ہے مارتا ہے۔ وہ مجھے آشا و ہشت سے جلاتا ہے  
 گویا وہ پگھلا ہوا پتیل ہے۔ وہ ثابت کر دیتا ہے کہ میرے لئے اس  
 دنیا کو چوڑ دینا اچھا ہوگا۔ وہ سپتیم زردشت صرف ایک ہی  
 شخص ہے جس سے میں ڈرتا ہوں“ (ایس۔ بی۔ ای جلد ۲۲  
 صفحات ۲۴۲ و ۲۴۵)۔

آہونا دیریا پارسیوں کی دعا ہے اور آشا و ہشت اونکا ایک پاک منتر ہے۔  
 پس مطلب یہ ہے کہ جس دشمن کو تمام دیوتا غارت نہیں کر سکتے ہیں اسکو ایک بزرگ  
 سادہو جس نے اپنے شیئین دیرم اور دیراگ میں کامل بنالیا ہے جیت سکتا ہے۔  
 ان دونوں مخالف قوتوں کا ملنا انکے درمیانی علاقہ میں ہوتا ہے جو ایک  
 قسم کا لاوارث مقام ہے جس میں بالآخر انکی آخری جنگ بھی ہوتی ہے۔ اسکی  
 وجہ یہ ہے کہ نہ تو روح کی اصلی ماہیت (دیرم گیان کی اقلیم) اور نہ مادہ کی  
 اصلی ماہیت (اسیرین یعنی بد ہر می کے علاقہ) میں ایک دوسرے کا دخل کسی طور  
 ممکن ہے حتیٰ کہ جو چیز انکے ملنے سے مؤثر ہو سکتی ہے وہ محض اوصاف کا اظہار ہے۔

- (۱) پیشہ و شغل = آئینہ (۱)  
 - (۲) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۲)  
 - (۳) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۳)  
 - (۴) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۴)  
 - (۵) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۵)  
 - (۶) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۶)  
 - (۷) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۷)  
 - (۸) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۸)  
 - (۹) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۹)  
 - (۱۰) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۰)  
 - (۱۱) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۱)  
 - (۱۲) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۲)  
 - (۱۳) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۳)  
 - (۱۴) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۴)  
 - (۱۵) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۵)  
 - (۱۶) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۶)  
 - (۱۷) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۷)  
 - (۱۸) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۸)  
 - (۱۹) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۱۹)  
 - (۲۰) پیشہ و شغل = پیشہ و شغل (۲۰)





تھو صبر کیا کہ مجھ کو یہ چہرہ نہ دے۔ پھر وہ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ میں نے  
 کسی دیکھی منتر مخلوق نہ بنا کر دیا۔ پھر یہ کہ میں نے یہ منتر نہیں دیا۔  
 اور چادہ گردن و عنایت پر لکھا ہے کہ چکا دھوگا رکھا بنا گیا ہے۔  
 جیسا کہ شاستر میں لکھا ہے کہ دنیا کی مخلوقات میں سے وہ بیشاپس کو  
 غارت کرنے میں سروسش کی مدد کرتے ہیں وہ مرغ اور کتا ہیں۔  
 مگر ایسے غلیٹ کا غارت کرنے والا ہے جیسے انسانوں اور جانوروں میں  
 طبع [آیات ۲-۳۳-۳۴] ..... کتے بھیڑیوں کی قوم کے  
 دشمن اور بھیڑیوں کی حفاظت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں [آیت ۲۷]۔  
 ..... اب وہاں مژدہ نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی کیونکہ سب چیزیں  
 کار آمد بنائی گئی ہیں۔ جب کوئی انکی اصلیت نہیں سمجھتا ہے تو اسکو  
 چاہیے کہ دستور [پرہت] سے دریافت کرے کیونکہ اسکی پانچ چیزیں  
 اس ترکیب سے بنائی گئی ہیں کہ وہ برابر خلیثوں کو غارت کرنا شروع  
 (آیت ۲۶)۔

میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ آج کل کے زمانہ میں کوئی دستور ایسا ہے جو ہمارے  
 کی خلقت کا مفہوم سمجھتا ہو معلوم ہوتا ہے کہ ان سب نے لفظی تعبیر کا نہ ہر خوب پایا ہے  
 اور انکو بجز فیش ایل اعلیٰ خالق پرستی کے (دیکھو ایس اے) کیا دیا کی شیشنگ اور  
 زبردستی۔  
 Teaching of  
 اپنی مقدس کتابوں کے ہر صفحہ و سطرنج اور کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ ہندویش کے پڑھنے  
 سے بعد مجھے کوئی شبہہ اس امر میں باقی نہیں رہا ہے کہ وہ یہودیوں عیسائیوں اور  
 مسلمانوں کے عجیب و غریب افسانوں کی کجھی ہے۔ اور یہ بات غیر اغلب نہیں ہے  
 کہ اور دیگر بہت سے مذہبی افسانہ بھی اویسکے سانچے پر بنائے گئے ہوں جو ایران کے

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم الله الرحمن الرحيم

(1871-72) = 1871-72 = 1871-72

(6-6) :-  $\frac{d}{dt} \left( \frac{1}{r^2} \right) = -\frac{2}{r^3} \frac{dr}{dt}$

و بهر جهت که در این کتاب مذکور است و هر چه در این کتاب مذکور است

۱۰۰ - فی النسخ الحقیقی

سید احمد علی خان (مستوفی) کے دستخط

وَمِنْهُمْ مَن يَخُصُّكَ فِي الْوَيْلِ وَالْجَنَابِ

১৮৭৩

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

(۱) - انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے راج کو قائم کرنے کے لیے جو تدابیر اختیار کیں، ان سے مراد ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَاءَ بِمَنْفَعَةٍ لِقَوْمٍ فَلَهُ أَجْرُهَا

و این سخن را که در این کتاب مذکور است و در این کتاب مذکور است و در این کتاب مذکور است

سنة ١٠٠٠ - ١٠٠١

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

— ۱۲ —

۱۰۰

[illegible]

حجرتی و بیست و یکم

عالموں کے لئے یہ بطور ایک اشارہ کے ہے (حوالہ سابق آیت ۱۱)۔ تیسویں  
 یاسین اس مسئلہ کے بارہمین یہ زیادہ صاف طور سے دکھلایا گیا ہے کہ اس کا تعلق  
 فرداً فرداً انسانوں سے ہے۔ دیکھو دوسری آیت جو حسب ذیل ہے:-

”تب تم اپنے کافروں سے منو اور عمدہ من کی نگاہ سے چکھدار شعلہ  
 کو دیکھو۔ یہ مذہب کے بارہمین ہر انسان کے لئے فرداً فرداً تجویز  
 کرنا ہے۔ مذہب کے حاصل کرنے کی بڑی کوشش کے پہلے تم سب  
 ہماری تعلیم کو سمجھو!“

پہر تیسری آیت میں ہدایت کی ہے کہ انسان اپنے اختیار کو بدی کر نیوالوں  
 کے طور پر عمل میں لاوین:-

”اسطور پر ابتدائی جو ہر قدیم سے مشہور ہیں جو جوڑے کے طور پر  
 اپنے مختلف میلانوں کے ساتھ ایک دوسرے سے مخلوط ہیں۔  
 اور تاہم ہر ایک ادھین سے اپنی ذات میں آزاد ہے۔ ان  
 دونوں میں سے خیال تقریر اور فعل کے لحاظ سے ایک عمدہ  
 اور ایک ناقص ہے۔ ان میں سمجھ کر کام کرنے والے کو غور سے  
 انتخاب کرنا چاہیے نہ کہ بدی کرنے والے کے طور پر۔“

بالآخر زاد سپیرم میں یہ کہا ہے (باب ۵- آیت ۴):-

”دو ستر میں اسطور پر لکھا ہے پس یہ دونوں جو ہر (روح) بھی پہلی  
 خلقت میں ایک دوسرے سے مل گئے یعنی دونوں کا یومرد کے  
 جسم میں حلول کر گئے۔ جو کچھ زندگی میں ہے ابو را مزہ کے  
 اس مطلب سے ہے کہ میں اسکو زندہ رکھوں۔ جو کچھ موت میں  
 ہے وہ بدی کے شیطان کے اس مطلب سے ہے کہ میں اسکو

ہے جو کہ ان کی عیادت میں اس کے لئے جو ان کے لئے ہے  
ہے سرانجام میں جو کہ ان کے لئے ہے جو کہ ان کے لئے ہے

:- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-

:- جو کہ ان کے لئے ہے :- جو کہ ان کے لئے ہے :-



بڑتی مانگی جائیگی۔ جل سے خون پود ہوں سے بال اور انہی سے زندگی  
چونکہ ابتدائی خلقت میں یہ اونکے سپرد کیے گئے تھے، (بند بشارت)  
۲۔ (آیت ۶)۔

امیارت مذکورہ روح کے چند اوصاف ہیں جو مادہ کے اختلاط سے زایل  
ہو جاتے ہیں اور جنکا کرب (قدرتی فعل یا اظہار) ناپاکی کی حالت میں  
بند رہتا ہے۔

یہیم کے بارہ کی روایت اس مسئلہ کو پورے طور پر واضح کرتی ہے وہ روایت  
یہ ہے: دنیا میں ایک بڑی آفت آئی وہانی تھی انورہ اخروہ نے بہشت کے  
بادشاہ یہیم کو ایک احاطہ بنانے کی ہدایت کی جس میں موسیٰ بوجہ لانے والے جو پاپ  
کار آمد جانور مرد اور عورتیں سب سے عمدہ اور بہت ہی خوبصورت اقسام کر کے  
چڑیوں جلتی ہوئی آگ کے ڈھیروں اور تمام اقسام کے بچوں کے جن میں ہر قسم کے  
جوڑے ہوں اور جو بدی کے جوہر کی علامت سے پاک ہوں آسکیں۔ یہ بارہ  
اب زمین کے نیچے چھاپا ہوا ہے لیکن ہوشییر کے ہزار سال کے دور میں پھر نمودار  
ہوگا جب اسمین سے انسان اور حیوانات برآمد ہونگے اور پھر دنیا کی  
ترتیب از سر نو کرینگے اور خوشحالی اور بہبودی کا زمانہ ہوگا۔

(Teaching of Torosaster صفحہ ۳۲ و ۳۱۔ آر۔ ای جلد  
۱۔ صفحہ ۷۰۷)۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ روح کی اعلیٰ ترین صفات آپ مادہ کی غلاظت  
کے نیچے دبی پڑی ہیں اور اپنا طبعی فعل نہیں کر سکتی لیکن جب اسے سباز  
دینے والا پیدا ہوگا جو اپنی روح سے ناپاکیوں کو دور کرے گا تو وہ سب اعلیٰ  
صفات جو اسوقت بیکار تھیں پڑی ہیں نمایاں ہو جائیں گی اور خالص جوہر نمودار



دہات میں جلا دیتا ہے اور جہنم کی بدبو اور غلاظت اوس دہات میں  
 جل جاتی ہیں اور جہنم بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ اہورا مرزدہ اوس  
 منڈل کو جس میں سے بدی کا شیطان پہاگ گیا ہے اوس دہات میں  
 ڈال دیتا ہے۔ وہ جہنم کی زمین کو دنیا کی اخرونی کے لئے پہرہ واپس  
 لاتا ہے۔ دنیا کی نو ترقیبی اوسکی مرضی سے پہرہ شروع ہو جاتی ہے اور  
 دنیا ہمیشہ کے لئے لافانی اور دوا می ہو جاتی ہے۔ . . . . یہ دنیا  
 برف اور نشیون سے بری ہوتی ہے۔ اور وہ پہاڑ جسکی چوٹی پر چوڑ  
 نامی پل قائم ہے وہ بھی نیچے دب جاتا ہے اور اوسکا وجود  
 نہیں رہتا۔

یہ خوبصورت تشبیہی بیان اون واقعات کا ہے جو شدھ آتما کے تجربہ میں آئے  
 جب جب ایک کسنادی جو موکش کو پاتا ہے تب تب یہ نالنگ ہر مرتبہ ہوتا ہے۔  
 اوسوقت سب قسم کے میلان خاطر اور خاصیتیں اور خیالات اور عادات جڑ سے  
 اکھاڑ کر ویراگ کی گہریا میں ڈال دیے جاتے ہیں جہاں وہ تمام لازمہ جو آتما میں  
 سب کا سب تپ کی آگ سے غارت ہو جاتا ہے۔ وہ روزن جس سے بدی کا شیطان  
اہورا مرزدہ کی مخلوق پر دوڑتا ہے اب ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے اور اوپر  
 اکانکشا (خواہش سے بریت) کا گنبد قائم کر دیا جاتا ہے جو پرتما پن یعنی ہر دانی  
 قدرت کلی پریم آندہ۔ پورنا اور امرپن کی علامت اور گارنٹی ہے۔ جو زمین بڑا  
 حاصل کرتی ہیں وہ واقعی نہ تو شادی کرتی ہیں اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے۔  
 وہ کپڑے نہیں پہنتی ہیں اور نہ کھانا کھاتی ہیں اور نہ اونکا سایہ چڑتا ہے۔

ہمارے تیش پارسی مت کے بارہ میں اب حتم ہو گئی ہے اور وہ ہکو اس کہنے کی تھار  
 پیراتی ہے کہ اس مذہب کی اصلی تعلیم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکی وجہ سے



ادب نچا چاہیے اور کس کے ساتھ امید ہے اور کون ہماری حفاظت کر سکتا ہے  
ایکے حصول کا طریقہ ذات پاک کے سمجھنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیونکہ  
..... صرف ادسکی ہستی ہی کا جان لینا کافی نہیں ہے بلکہ ادس کی

ماہیت اور مرضی کا سمجھنا ہی ضروری ہے۔

اب میں اس لکچر کے اختتام کے قبل پارسی مت کے اصلی اصولوں کی اس مختصر تقریر  
کو ختم کر دوں گا۔ یہ امر کہ ادس کے اصولوں میں آد اگون شامل ہے ادسکی عام تعلیم سے جس کا  
مذکرہ میں اوپر کر چکا ہوں صاف ظاہر ہے۔ روح کے لافانی ہونیکا ثبوت بھی پارسیوں کے  
شاستروں میں پایا جاتا ہے۔

دایستان دینک (باب ۱۷-۱۸) میں تحریر ہے: ”جو جسم کی روح اسوجہ سے کہ جسم میں  
دل کے لئے روحانی زندگی ہے انباشی ہے اور اسبطح سے قوت ارادی یا ادراک (مفہوم) نہیں  
ہی ہے جو اس کے اندر رہتی ہے۔ اسوقت میں بھی جبکہ ادسکو جسم سے رہائی دیدی  
جاوے۔“

شایست لاشایست کے بموجب (دیکھو باب ۱۷-۱۸) :-

”اغلام کرنے والے کی روح شیطان نیگی اور دہرم سے پر شست  
ہو جائیوے کی روح چھپٹنے والا سانپ۔“

شکند گومانیک وجار کے چوتھے باب میں روح کا آئندہ انجام اسطور پر بیان  
کیا گیا ہے:

”و اگر پیدایشات کا اظہار دنیا میں موت کے وقوع ہونیکی وجہ سے  
زیادہ تر ہوتا ہے تو یہی یہ دیکھا جاتا ہے کہ موت میں ہستی کا بالکل ہی  
ناش نہیں ہو جاتا ہے بلکہ وہ ایک ضرورت ہے ایک مقام سے دوسرے  
مقام پر یا ایک منصب (پست) سے دوسرے منصب پر

[illegible]

دوستان دینک کے پتیسویں باب میں یہ اہم سوال اٹھایا گیا ہے کہ کیا یہ دنیا بالکل بغیر انسان کے ہو جاتی ہے یعنی اس میں کسی قسم کی جہاں نہتی نہیں رہتی ہے جب قیامت ہوتی ہے یا یہ کیونکر ہے؟ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا ہے:-

”جواب یہ ہے کہ دنیا اپنی ابتدائی حالت سے اپنے از سر نو نئے بنتے ٹھک

برابر نہ بغیر آدمی کے رہی ہے اور نہ رہے گی۔ اور بدی کی روح میں جو

ناچیز ہے اس کی کوئی مستحکم خواہش نہیں پیدا ہوتی۔ اور از سر نو نئے بننے کے

زمانہ کے قریب جہاں وجود کھانا ترک کر دیتے ہیں اور بغیر غذا کے زندہ رہتے ہیں

اور ان سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ امر ہوتی ہے کیونکہ ان کے جسم پالما اور

خون سے خالی ہوتے ہیں۔ ایسے وہ لوگ ہیں جو با جسم انسان دنیا میں ہیں جبکہ

ایسے انسان ہیں جو گذر گئے ہیں اور پھر پیدا ہوتے ہیں زندہ رہتے ہیں

اس کو علاوہ پانچ گنا پڑا کی *Fountain head of Religion*

میں بہت سی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو آدائون کے مسئلہ کی بالکل صاف طور سے تعلیم دیتی ہیں

کتب محلہ میں چند مضامین حسب ذیل ہیں۔

(۱) ”پڑانے جسم کا چوڑا اور نئے جسم کا دارن کرنا لازمی ہے“ (بوشنگ ۱۳)۔

(۲) ”..... اچھے کر مٹا کر نیوالا..... اپنے کرموں کے پہلے ہو گئے کیلئے بادشاہ وزیر۔

حکمران یا امیر آدمی کے طور پر جنم پاتا ہے..... بادشاہوں کو سکھ میں جو رنج نکالیں اور تیار پان

آگہی رہیں وہ ان کے پچھلی خون کے کرموں کا پہلے ہیں..... بشیر جیسا۔ تین دھا۔ پانگ پیر

اور تمام خوشخوار جانور جو دوسرے جانوروں کو ایذا دیتے ہیں پچھلے جنم میں..... اختیار اور ذی ہند

اشخاص تھے اور وہ جانور جو انسان مارتے ہیں ان کے وزراء۔ ملازمین اور کارپردازان تھے

جنہوں نے اپنے مالکوں کے حکم اور مدد سے بڑے افعال کئے تھے اور محسوم اور غریب جانوروں کو

ایذا پہونچائی تھی“ (ناما ہما باد ۶۷-۶۸-۶۹-۷۰)

منہ سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے لیے اس دنیا میں کچھ نہیں کیا ہے۔

[illegible][illegible]

... ..

मृ-3-

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا سا گھر تھا جس کے سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ श्रीकृष्णाय नमः ॥

کرم کے لئے ہے جس سے کرم پیدا ہوتا ہے اور اس کا نام کرم ہے

:- منہ جی، نہ ہو سکتا ہے :-

بسم الله الرحمن الرحيم

خبر راجع بہ شہرہ اسلام آباد ۱۹۶۱ء میں شائع ہونے والے اس پریمیہ میں

لا تخشوا الله ربكم ولا تمشوا في الارض فخرًا

۱۰ جہانگیر کا حکم (پیشینہ) (۱۵۷۰ء)

مَنْزِلَةُ الْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ (الْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ) (الْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ)

॥ श्री गुरुभ्यो नमः ॥

-(105) Camp on the Davis

وہی ہے جو کہ ان کے واسطے ایک بڑا کام ہے کہ ان کے لئے ایک بڑا کام ہے



ہوتی ہے۔“ (ایس۔ بی۔ ای جلد ۱۸ صفحہ ۲۴)۔

جسمانی زندگی قربانی کے طور پر ہمیشہ کی جاتی تھی۔ یاسنا ۳۳ (آیت ۱۴) میں ایسا لکھا ہے:

”پس زردشت قربانی کے طور پر خود اپنی جسمانی زندگی کو دیتا ہے۔“

(ایس۔ بی۔ ای جلد ۲۱ صفحہ ۷۹)۔

یاسنا ۱۳ (آیت ۲) میں پھر یہ آیا ہے:-

”اور تم پر اے نعمت بخشنے والے اُردو تاؤن میں اپنے جسم کا گوشت

بھی صدقہ کر دوں گا اور بیہودی کی تمام نعمتوں کو بھی“ (ایس۔ بی۔ ای جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۲)۔

ان آیات کی جو تعلیم ہے وہ وہی پڑانا اصول جسمانی خواہشات اور شہوتوں کے مارنے کا ہے گو کہ درحقیقت ناقہ کشی ہی صرف مقصود زندگی نہیں ہے۔

”ہم لوگوں میں روزہ رکھنا یہ ہے کہ ہم آنکھوں سے زبان سے

کانڈن سے ہاتھوں سے اور بیرون سے گناہوں کے ارتکاب سے

روزہ رکھیں۔“ *The Teaching of Zaraster* (صفحہ ۲۴)۔

میں یہ خیال نہیں کہ تاکہ زبان اور ہاتھوں کے بارہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ روزہ رکھتے ہیں

جب کہ وہ کسی بے گناہ کو مارنے اور اس کا گوشت لٹکنے میں مصروف ہوں۔ یہ بھی صاف

طور سے کہا گیا ہے کہ نوترتیبی کے زمانہ کے قریب جسمانی ہستیاں کہا نا چوڑ دیتی ہیں اور

بغیر کہانے کے زندگی بسر کرتی ہیں (وادستان دینک باب ۳۳- آیت ۳ و ایس۔ بی۔ ای جلد ۱۸ صفحہ ۷۷)۔



اندرونی احساس کے مسئلہ کی پوری لغویت اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ انسانی  
 بشر ہی (عقل) کے بیہ نامہوار چمکار غور سے جانچ کیے جانے پر خود اپنے تئیں  
 دہوکہ دینے والے تخیلات پائے جاتے ہیں جبکہ والدین مذہبی سرگرمی اور جوش میں  
 شہادت کے متعلق ہی بیہ عیان ہے کہ کوئی شخص اپنے ذاتی علم سے شاید  
 ہونے کا مجاز نہیں ہے کیونکہ اُس شخص کے لئے بیہ ضروری ہوگا کہ اس نے واقعی  
 نور ہستی کو دیکھا ہو۔ لیکن یہ امر جیسا ابھی دیکھا گیا ہے غیر ممکن ہے۔ پس ہمارے پاس  
 قابل پذیرائی ایک ہی قسم کی شہادت رہ جاتی ہے یعنی مقدس مذہبی کتابوں کی بشرطیکہ  
 وہ مقدس کتاب جس سے کسی خالق کے وجود کو ثابت کیا جائے خود ایک ایسے ہمدان  
 خدا کا کلام ہو اور وہ اس مرشد کی دی ہوئی تعلیم کو صاف طور سے بے کم و کاست  
 ظاہر کرتی ہو۔ مگر اذن مقدس کتب میں سے جبکہ بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایک  
 خالق یا منظم خدا کی ہستی کو ثابت کرتی ہیں ایک ہی ایسی نہیں ہے جو کسی ہمہ دان مرشد کا  
 کلام ہو اور نہ ہو سکتی ہے۔ وہ قصے کہانیوں کے طور پر تصنیف ہیں اور ہر موقع پر  
 اپنی محدود العقل انسان کے تصانیف ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ اس امر کے ثابت  
 کرنے کے لئے کہ وہ حضرت انسان کی بنائی ہوئی ہیں ایک ہی مختصر دلیل کافی ہے  
 اور وہ یہ ہے کہ ان کے مصنف اس غلط فہمی نفرت و خون ریزی کو جو دائیوں کے  
 دیہی دیوتاؤں کو واقعی تاریخی اشخاص ماننے سے پیدا ہوتی ہیں دیکھنے سے  
 قاصر رہے۔ ایک ایسے ہمہ دان مرشد کے بارے میں جو انسان کو اسکے فائدہ  
 سے لئے تعلیم دیتا ہے بیہ ماننا پڑیگا کہ اس نے اس امر کو جان لیا ہوگا کہ مذہبی دیوتاؤں کو  
 افسانوں کا بڑے بڑے پتھر پر پیش کرنے کا نتیجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ  
 مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی۔ ہندو اور اسکے دیگر پیرو سب ایک دوسرے سے  
 لڑ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اس دنیا میں جو لوٹ مار غارت گری اور خون ریزی مذہب اور



منکر ہیں کہ اوتھے خدا کے کوئی لڑکا ہے۔ نہ عربوں کا اللہ جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس مضمون کے متعلق ادنیٰ کو براہ راست الہام ہوا تھا وہ خدا ہو سکتا ہے جسکے پیروں کو عرب اور فلسطین میں الہام ہونے سے قطعی انکار ہے۔ ایسی صورتیں الہام کا تذکرہ فضول ہے۔ اسکی نسبت تو زیادہ مفید یہ ہوگا کہ ہم مختلف مقدس کتابوں اور انجیلوں کا موازنہ ان طریقوں پر جو ان لکچروں میں قائم کئے گئے ہیں کریں تاکہ ان کا اصلی مطلب معلوم ہو۔ فی الواقع جو امور ہم اب تک کہہ چکے ہیں وہ اس امر کے باطل کرنے کے لئے کہ مذہبی کتابوں میں خالق پرستی سکھائی گئی ہے کافی ہیں خیال اور اظہار دونوں میں افسانہ سازی کے طرز کی یہ کتب ایک امر میں ہی تاسخ نہیں مانی جاسکتی ہیں۔

اب منطقی دلیل باقی رہی کہ جس سے ایک ہمہ دان خالق و منتظم خدا کا وجود ثابت کیا جاوے۔ اس سلسلہ میں میں آپ کے سامنے مسٹر جوزف میک کیپ کا جو بہت عرصہ تک عیسائی کلیسیا کے پادری رہے ہیں مفصل ذیل کا پیش کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ۔

”ہمارے زمانہ کے مرد و عورتوں کو پھاڑوں اور چاندروں اور ستاروں کے خدا سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ ایک لاپرواہ دانش جوہر دونوں اور ستاروں اور پہلوں کی زیبائش میں مصروف ہے اور انسانوں کو اونکی نامکمل تدبیروں پر چھوڑ دیتی ہے اس قسم کا خدا نہیں ہے جیسا کہ دین عیسوی نے اونکو بتلایا تھا۔ وہ خدا انسان جو ہمارے سر کے بالوں کو گنتا ہے اور جڑیوں کی موت کا خیال رکھتا ہے اور جو انسانوں سے اپنی تمام مخلوق سے زیادہ محبت کرتا ہے جنگ یورپ نے یہ بہت ہی اہم سوال مذہب کے تعلق میں اٹھایا

۱۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۲۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۳۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۴۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۵۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۶۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۷۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۸۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۹۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔  
 ۱۰۔ کہ جس نے اپنے دل سے اللہ کی تعریف کی ہے وہ اللہ کی تعریف کرنے والے میں سے ہے۔

سکتا ہے۔ وہ بھی یہی لیے روایات کو جیسے کہ مونسز  
 (محمد ص ۵۵) کے مقام پر فرشتوں کا دکھائی دینا یا لوروز  
 (محمد ص ۵۵) کے مجوزے جو تفتیش پر باطل ٹہرتے ہیں  
 سنکر خوش ہوتا ہے۔ لیکن عموماً وہ اس سے بچیں رہتا ہے کہ انسا  
 ن ترتیب میں خدا کی مداخلت کرنے والی اونگلی نظر نہیں آتی ہے۔  
 وہ چپکے چپکے بڑھاتا ہے کہ خدا پوشیدہ طور سے اور من کے  
 اندر سے نہایت باریکی سے کام کرتا ہے۔ کہ اوس نے انسانوں کو  
 آزادی دی ہے جسکا اسکے لئے لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اور یہ کہ  
 شاید سب سے زیادہ بڑی مہربانی یہ ہے کہ وہ انسان کو اس بات  
 کا موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی خود مدد کر کے اپنے کو مضبوط بنا لے  
 ان سب کمزوریوں کے پیچھے ایک مایوسی کا احساس ہے کہ اوس  
 خدا کا تہ جسکو وہ اسے صاف طور سے شفقوں گلابوں اور خوبصورت  
 چڑیوں کے بننے میں دیکھتا ہے انسان کی زندگی میں کہیں ہی ٹیک  
 طور سے نہیں چلتا ہے۔ کیا موجودہ نسل کے زمانہ میں کوئی بات  
 ایسی (زمین کے کسی حصہ پر) واقع ہوئی ہے جس میں خدا کا تعلق  
 پایا جاوے۔ کیا بنی نوع انسان کے لیے کارنامہ میں ایک واقعہ ہی  
 ایسا ہے جس میں خدا کا ہاتھ پایا جاوے۔ وہ واقعہ کہاں ہے  
 جسکے قدرتی اسباب کا ہم قابل اطمینان تہ نہیں لگا سکتے ہیں۔  
 وہ یہ شک ہے جسکو جنگ نے مستحکم کر دیا ہے۔ یہ بات  
 نہیں ہے کہ انسان کو مدد کی ضرورت نہ رہی۔ ہماری قوم کا کارنامہ  
 کیسا پر درد ہے۔ تہذیب کی دیوڑھی تک پہنچنے کے قبل





گہری ساز کے گہری نہیں بن سکتی ہے اسطور پر بغیر کسی دنیا کے بنانے والے کے  
 دنیا نہیں بن سکتی ہے۔ بس جو کچھ منطق خالق پرست کی دلیل میں ہے وہ صرف اسقدر  
 ہے اور یہ بھی بہت ہی کمزور قسم کا منطق ہے کیونکہ ہر ایک منطق دان اس امر سے  
 واقف ہے کہ مشابہت کوئی اصلی دلیل نہیں ہے۔ ہم اپنے دوسرے لکچر میں دیکھ  
 چکے ہیں کہ دیابتی (ایک عالمگیر سچے منطقی تعلق) کا وجود منطقی نتیجہ کی صحت کے  
 لئے ضروری ہے۔ یہ قطعی طور سے ایک عالمگیر سچا اصول نہیں ہے کہ ہر چیز کا کوئی  
 بنانے والا ہوتا ہے۔ آپ اس غذا و پانی کی بابت کیا فرماتے ہیں جو انسان اور  
 حیوان کے معدہ میں جا کر پیشاب فضلہ اور غلیظ مادہ بن جاتے ہیں۔ کیا یہ کام  
 کسی خدا کا ہے۔ جسم میں اور قسم کی آلائشیں بھی ہوتی ہیں۔ میں کہی یہ یقین نہیں کرنا  
 کہ کوئی خدا انسان اور حیوان کے معدہ اور آنتوں میں گھس جاتا ہے اور وہاں پر  
 غلاظت کے بنانے اٹھا کر بنے اور صرف کرنے میں اپنے کو مصروف کرتا ہے۔  
 اب اگر یہ گندہ کام کسی خدا یا دیوتا کا نہیں ہے بلکہ مختلف قسم کے عضروں اور  
 چیزوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور اپنا اپنا اثر پیدا کرنے کا نتیجہ ہے  
 یعنی اگر ہاضمہ معض طبعی اور کیمیائی عمل کا نتیجہ ہے جو معدہ۔ آنتوں وغیرہ میں  
 جاری ہے تو یہ کہنا قطعی غلط ہے کہ آئین قدرت کے مطابق ہر چیز کا ایک  
 بنانے یا گھڑنے والا ہونا چاہیے۔ یہ بحث خالق کے بارہ میں بھی خود  
 اپنے سے متضاد پڑتی ہے کیونکہ اس اصول پر کہ ہر چیز کا کوئی بنانے والا ضروری  
 ہے اس دنیا کے خالق کا بھی ایک بنانے والا ضروری ہے اور پھر اس بنانے  
 والے کے بنانے والے کا ایک بنانے والا اور پھر اسی طرح آگے ہی اس شکل سے  
 رہائی اور بیوقوفی مل سکتی ہے جب ہم یہ سمجھیں کہ اس دنیا کا خالق کسی دوسرے  
 بنانے والے کا محتاج نہیں ہے یعنی سوتنتر ہے۔ لیکن اگر قدرت ایک سوتنتر خالق



معلوم ہو جاوے کہ اونکو کہاں تلاش کریں تو ہم اوسکے فیصلوں میں کہی غلطی  
 نہیں پاویں گے۔ وہ شخص جو ظالم اور خود غرض ہے جو ہدی کی زندگی بسر کرتا  
 ہے جو دوسروں کی دشمنی کی پروا نہ نہیں کرتا ہے اس بات سے ناواقف  
 کہ قسمت کا لکھنے والا فرشتہ اوسکے تمام بڑے اعمال کو کرم کے خود بخود  
 لکھ جانے والے کہاں میں جسکی بانی ہمیشہ از خود نکلتی رہتی ہے لکھا کرتا ہے  
 اوسکو اس کا کوئی خیال نہیں ہے کہ اوسکی پاکیزہ انسانی خصلتیں آہستہ آہستہ  
 خراب رغبتوں اور صفات میں تبدیل ہوتی جاتی ہیں۔ اور اوں خوفناک  
 تبدیلیات کا اوسکو مطلق خیال نہیں ہے جو اوسکے اندرونی کارمان شریر کی حالت  
 میں واقع ہو رہی ہیں جو اس بیرونی چوڑے کے چوڑے پیدا اوسکو خراب  
 جونوں اور دکھدای مقامات پر پہنچے جائیگی۔ وہ شخص جو نیک دل ہے  
 اور اپنی طبیعت کو مارتا ہے ایسی طور پر اپنی نیکی سے موثر ہوتا ہے۔ وہ اُن  
 قوتوں کو پیدا کرتا ہے جو اوسکو خوشی اور پیوادی کی حالت میں آئندہ جہنم میں  
 پہنچائیگی اور بالآخر مادہ کے روح سے پورے طور سے علیحدہ ہو جائے گا  
 نجات دلائیگی۔ اس کل کارروائی کے لئے کسی جج یا مجسٹریٹ کی ضرورت  
 نہیں ہے۔ مختلف اشیاء کی مختلف خاصیتیں اروج کی سزا اور جزا  
 کے لئے پورے طور پر کافی ہیں۔

اگر خالق پرست ذرا تامل کر کے اپنے من سے یہ سوال پوچھے کہ اوس  
 خدا نے اس دنیا کو کیونکر پیدا کیا یا سزا اور جزا کیونکر دیتا ہے تو وہ اپنے  
 دعویٰ کی کزوری کو خود بخود دیکھنے لے گا۔ کیونکہ خالق پرستی کا خدا خالص  
 نور ہے جسکے عنصر کو مرکب کرنے اور چیزوں کو گھڑنے یا انسانوں کی  
 حالتوں کے بنانے کے لئے ہاتھ نہیں ہیں۔ علاوہ برین ہائیڈروجن اور دیگر پاکیزہ

[illegible]

دیر کے لیے بحث کی غرض کے واسطے مان بھی لیا جاوے کہ خالق دنیا سے  
 مثل ایک فیر شکت روح کے بند یا ہوا ہے تاہم ہاتھوں کے نہ ہونے کی  
 وجہ سے اسکی حرکات ہمیشہ بے سود ہونگی کیونکہ ہاتھوں کے نہ ہونے  
 نہ وہ چیزوں کو پکڑ سکیگا نہ اون کو ملا سکیگا اور نہ کسی چیز کو گھڑ ہی سکیگا  
 حتیٰ کہ وہ کچھ بھی نہیں بنا پائے گا۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ خدا کی پاکیزگی کی صفت اسکی خلقت کو نیوالی  
 صفت جو اسکو منسوب کیجاتی ہے بالکل متضاد ہے لیکن کیا اس کا  
 پورن آئند اس کے صانع اور خالق کے طور پر ہمیشہ مصروف رہنے کی  
 صفت سے کچھ کم مخالف ہے۔ ہم اب جانتے ہیں کہ پورن آئند  
 دیر اگیہ میں کمالیت حاصل کرنے سے ہی ممکن ہے اس لیے وہ شخص  
 جو کمال کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک لمحہ ہی اطمینان  
 لیے نہیں پاتا خوشی میں پورن نہیں خیال کیا جاسکتا ہے۔

میرے پاس اس لکچر میں اس مضمون پر اب زیادہ کہنے کا وقت نہیں  
 ہے لیکن بس ایک ہی دلیل اس مسئلہ کو طے کرنے کے لیے کافی ہوگی  
 اگر کوئی شخص ادھر شانتی کے ساتھ غور کرے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ اوصاف  
 اور کمون کے لحاظ سے ایک نور ہستی دوسرے نور ہستی کے برابر ہے  
 اس لیے اگر پیدا کرنا ایک نور ہستی کا کرتب ہو تو وہ اور باقی نور ہستوں کا  
 بھی کرتب ہوگا۔ اس صورت میں ہر روح ہرگز نہ خالق کے ہوگی جو کسی  
 صورت میں خالق پرست کا دعویٰ نہیں ہے۔  
 یہ تمام اوزان سے بھی بڑی مشکلات خالق پرست نے اپنے لیے  
 شاستروں کے لفظی معنی لگانے سے جو ان معنوں میں کہی گئی ہیں

(۱) لہذا اس کے لئے "خروج" اور "دخول" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۱)

اس کے بعد اس کے لئے "خروج" اور "دخول" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۲)

اس کے بعد اس کے لئے "خروج" اور "دخول" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۳)

اس کے بعد اس کے لئے "خروج" اور "دخول" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۴)

اس کے بعد اس کے لئے "خروج" اور "دخول" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۵)

اس کے بعد اس کے لئے "خروج" اور "دخول" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۶)

(۲) ”جہنہ دوزخ کے لئے میت سے جنات اور انسانوں کو پیدا کیا ہے“  
(آیت ۱۸۰- باب ۴۵)۔

(۳) ”وہ شخص جس سے خدا غلطی کر ائے گا کوئی رہبری نہ پاوے گا“  
(آیت ۳۲ باب ۱۳)۔

(۴) ”جس کسی کو خدا چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کسی کو ”چاہتا ہے“  
رہنمائی کرتا ہے“ (آیت ۹۵ باب ۱۶)۔

(۵) ”وہ بات جو پہنے کہی ہے پوری کیجا دیگی کہ میں نے کہا کہ درحقیقت  
میں دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بالکل بہرہ ور نگاہ“ (سورہ سجدہ)  
ہندون کی مقدس کتاب میں بھی یہ لکھا ہے:-

”وہ اُن لوگوں سے اچھے کام کرتا ہے جنکو وہ دنیا سے اوپر لیجانا  
چاہتا ہے“ (کوششکی او پنشد ۳-۸ = ایس- ایس- پی صفحہ ۲۱۲)۔  
ہندو پُران اپنے الیشور پر پھیل کو بھی منسوب کرتے ہیں مثلاً سمندر کے  
مہتی پر اوس کا ایک خوبصورت عورت کے روپ میں نکلتا جبکہ اوس نے  
اسروں کو امرت پینے سے دھوکہ دیکر صرف روکا ہی نہیں جسٹس کے  
وہ دیوتاؤں کے معاہدہ کے بموجب مستحق تھے بلکہ راہو کا جسٹس نے  
دھوکہ کو معلوم کر کے ایک گھونٹ امرت کا پی لیا تھا سر بھی کاٹ ڈالا۔

اس قسم کے اوصاف ذات خدا میں اون کتب مقدس میں جکا ذکر کیا گیا ہے  
پائے جاتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے ہکسلی صاحب کے تصنیفات  
پڑھے ہیں یا نہیں لیکن اون میں سے ایک میں اوس نے ہمارے مضمون کے  
متعلق چند زبردست جملے لکھے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں (ملاحظہ ہو  
Science and Hebrew Tradition صفحہ ۲۵۸)





دوسرے کا فضل و کرم ادا گون کے بندہ بن سے رہائی کا باعث ہے۔  
پولس رسول کی تعلیم ہے:-

”روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے  
کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں۔  
یعنی خدا کے وارث اور ورثہ میں مسیح کے ہم پلاش بشرطیکہ  
ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اس کے ساتھ جلال ہی پا سکیں۔“  
(رومیوں باب ۸- آیات ۱۷-۱۶)۔

پیر ۲- ٹوٹی گئے دوسرے باب کی گیارہویں و بارہویں آیات میں  
وہ لکھتا ہے:-

”ایمان کی بات یہ ہے جب ہم اس کے ساتھ مریں گے تو اس  
ساتھ جینے بھی اور اگر دکھ پہنچے تو اس کے ساتھ بادشاہت  
بھی کریں گے۔“

۲- کرنتھیوں باب ۲- آیت ۱۰ میں وہ لکھتا ہے:-

”ہم ہر وقت اپنے جسم میں گویا یسوع کی موت لئے پیر ہیں  
تاکہ یسوع کی زندگی بھی ہماری ذات میں ظاہر ہو۔“

یہاں پر مراد اندرونی مسیح کے فضل سے ہے نہ کسی سفارش کرنے والے  
بیرونی درباری کی مہربانی سے کیونکہ قرآن شریف میں محمد صاحب  
کے لئے خوب کہا ہے:-

”اور دن کا خوف کہ جس روز ایک روح دوسری روح کی  
باقی نہیں چکا لگی اور نہ اونکی کوئی سفارش سنی جائیگی نہ کوئی  
معاوضہ لیا جائے گا اور نہ اونکی مدد کی جائے گی۔“



تشبیہ میں پوشیدہ ہونا زیادہ اغلب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمہ دانی حیات جادو دانی اور آئندہ آتما ہی کے اصلی صفات ہیں اسلئے اُن کا باہر سے دستیاب ہونا ناممکن ہے۔ روح کی ناپاکی کو دور کر کے اُنکو اپنے اندر ہی سے نکالنا پڑتا ہے اُنکا کسی دوسرے سے خریدنا یا کسی اور ذریعہ سے حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ وہ قید میں ہیں جو ہمارے قدرتی کمالوں کے حصول میں حارج ہوتی ہیں ہماری ذاتی کششوں کے علاوہ اور کسی طریقہ سے نہیں ٹوٹ سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ پورے طور پر خواہشات اور جذبات دونوں سے آزاد ہونے سے غارت ہوتی ہیں۔ اور ہر روح کو خواہشات اور جذبات سے رہائی خود آپ ہی حاصل کرنی ہوتی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ مناسب ہو گا کہ میں اس سلسلہ میں یہ ظاہر کر دوں کہ دو قسموں کی ارواح دنیا میں پائی جاتی ہیں یعنی۔

(۱) وہ ارواح جو کبھی نہ کبھی مکتی ضرور پائیں گے جنکو **بہوہ** (= **भय**) کہتے ہیں اور

(۲) وہ ارواح جو کبھی مکتی حاصل نہیں کر سکیں گے جنکو **ایہوہ** (= **अमय**) کہتے ہیں۔ **ایہوہ** اور سب باتوں میں **بہوہ** کی طرح ارواح ہیں لیکن بد قسمتی سے ان کے کرم ایسے بُرے ہیں کہ انکو کبھی حقیقت کا علم نہیں ہونے دینگے اس قسم کی دو طرح کی رو میں ہوتی ہیں ایک وہ جنکو سچی تعلیم ہمیشہ پڑی معلوم ہوگی اور اسوجہ سے وہ کبھی اسکی طرف راغب نہیں ہونگی اور دوسری وہ جنکو سچی تعلیم ناگوار تو نہیں ہوگی مگر انکو کبھی اسکے حاصل کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ یہ **ایہوہ** ارواح کے متعلق ہے جو کہا گیا ہے کہ

دو پہنے دوزخ کے لئے بہت سے جنات اور انسان انکو پکارتے ہیں

۵۰ - سرچشمه فیضی از حضرت سید محمد باقر علیه السلام  
- سرچشمه فیضی از حضرت سید محمد باقر علیه السلام  
- سرچشمه فیضی از حضرت سید محمد باقر علیه السلام

[illegible]

ایک خفیہ تعلیم ہے جسکا مطلب محض اتنا ہے کہ روح خود پڑتا ہے مرتبہ اور جلال کو حاصل کرے۔ کیونکہ دو یا زیادہ اصل ہستیوں کا ایک دوسرے میں ملے ہو جانا کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا۔ قطرہ کے سمندر میں ملجانے کی تشبیہ (مورد) ہے اور واقعی اس بات کی تردید کرتی ہے جسکے ثبوت میں اسکو پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سمندر کا اصل مفہوم تجمع قطرات ہی ہے۔ جسے ہمیں ایک مزید قطرہ پڑنے سے موجودہ قطرات کی تعداد قدرتا بڑھ جائیگی۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ الیشور کے درشن کے متلاشی ہیں۔ یہ بھی خفیہ تعلیم والے ہیں جنہوں نے اپنے مقدمات کے استعارہ کو اس کے لفظی معنوں میں سمجھا ہے۔ کیونکہ دوسرے کا درشن یا ملاپ لمحہ دو لمحہ کے احساس کو پیدا کر سکتا ہے جو اصل آئندہ سے اتنا ہی مختلف ہے جتنی کھڑیا مٹی پیڑ سے۔ فی الواقع اصلی خوشی روح کی صفت ہے اور وہ جو نہی کوئی شخص اسکو اپنی ہی ذات کے علاوہ باہری چیزوں سے حاصل کرنے کا خیال چھوڑ دیتا ہے فوراً محسوس ہونے لگتی ہے۔ اسلیئے جب تک ہم اسکو ہم اپنی ذات سے باہر وادی چیزوں میں تلاش کر رہے ہیں اور جب تک اسکو کسی الیشور یا الیشور کے درشن سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تب تک اسکا ظہور نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اس شخص کے بارہ میں کیا خیال کریں جو لوگوں کو بردان دینے کا دعوہ کر کے اپنے اپنے عبادت کے ادھے کیا وہ اپنی ذات میں پورے اور کامل ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ درنہ پرش کی خواہش کیونکہ وہ اپنے ہرگز کا صادق دوست ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام بخششیں جو روح کو کسی باہری ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہیں خواہش نفسانی یعنی لذات حواس کی تعریف میں آتی ہیں جو ممنوع پہل ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہاں بھی یہ غلط ہے کہ کل گڑ بڑ ہماری تقدیر



جسکے معنی یہ ہیں:-

”وہ پورنرش جو زندگی میں رہتا ہے اہم“ (یعنی خدا کا نام)  
 اور اہم ”مین ہون“ کے نام سے جانا گیا ہے (جو ہستی کو  
 ظاہر کرتا ہے) (ایس۔ بی۔ ایچ۔ ایسا ایشیاد)  
 مادہ اچار یہ کے مطابق (دیکھو حوالہ سابق دیا ہے) خدا کے ناگفتنی  
 نام کا منتر ہے۔ سوہم اسمی (مین ہون جو ہون) ہے۔  
 ہر مزدیشت میں یہ تحریر ہے:-

”تب زردشت نے کہا اے پاک اہورامزده مجھے اپنا  
 وہ نام بتلا جو تیرا سب سے بڑا۔ سب سے اچھا۔ سب سے  
 عمدہ ہے اور جو دعا کے لئے سب سے زیادہ تاثیر بخش ہے۔“  
 اہورامزده نے اسطور پر جواب دیا: میرا پہلا نام اہم  
 (مین ہون) ہے۔۔۔۔۔۔ اور میرا بیسواں نام اہمی یا اہمی  
 مزداؤ (مین وہ ہون جو مین ہون مزداؤ) ہے۔“

جیسا کہ ڈاکٹر پیپل کی رائے ہو (دیکھو دی ناؤن میں ہیڈ آف ریجن  
 صفحہ ۳۷) اہورا دیواہ ایک ہی مین اور اہورا کے معنی اہو (سنسکرت اہو زندگی)  
 کا سوامی ہے۔ یہودیوں کے مت کے بارہ مین انجیل مقدس کے پڑا نے  
 عہد نامہ میں خرد ج کی کتاب میں یہواہ اور موسیٰ کا ذیل کا مکالمہ درج ہے:-  
 ”اور موسیٰ نے خدا سے کہا کہ دیکھ جب مین بنی اسرائیل کے  
 پاس پہنچوں اور انہیں کہوں کہ تمہارے باپ داداؤں کے  
 خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور زو کے کہیں کہ اوکا

۱- در این کتاب که در این باب است  
 در این باب که در این باب است  
 (۵۰-۷۵) -

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است  
 در این باب که در این باب است  
 در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

(۷۵-۱۰۰) -

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است

در این باب که در این باب است



یون پڑا جا دیکھا۔

”میں ہوں ابراہیم کے پہلے تھا۔“

اور یہ تعبیر کیا متعلق ہی ہے۔ اب آپ پر ماتھا کو سمجھئے۔ اُس کا نام میں ہوں ہے جو کہ نہایت ہی موزون اسم الذات زندگی یا ہستی کا ہے جو واقعی ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ نے زندگی کو ایک انسان کی طرح کے کارکن خدا کے طور پر شاعرانہ خیال میں باندھا اور اس سے استدعا کی کہ وہ اپنے لئے ایک ایسا نام تجویز کرے جو اسکے فرض ذاتی کا متین ہو۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ صحیح یا معقول جواب دے سکتا ہے کہ میں وہ ہوں جو ہے یعنی میں ہوں جو ہوں یا مختصر أحمض میں ہوں۔ میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ ہستی کے لئے میں ہوں سے زیادہ موزون کوئی اور نام ہو سکتا ہے۔ ہم اسطور پر چکر دار راستہ سے گزر رہے ہیں جس کے مذہب پر واپس آجاتے ہیں جو یہ سکھاتا ہے کہ جہان تک ہستی کے اصلی گنوں کا تعلق ہے جو آتما (معمولی روح) اور پرماتما (خدا) بالکل یکساں ہیں۔ مسلمانوں کے یہاں ہی خدا کے ناموں میں سے ہم الرحمن (وہ جو ہستی رکھتا ہے) القیوم (نام رہنے والا) الصمد (دوامی) الاول (اول) اور الآخر (آخر) کو پاتے ہیں۔ ان میں سے آخری دو نام وہی ہیں جو مکاشفہ کی کتاب انجیل (باب ۱- آیت ۱) میں دیئے ہیں جہاں کہا ہے کہ:-

”خداوند نے کہا میں پہلا اور آخری ہوں یعنی اول اور آخر ہوں“

جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے قادر مطلق۔“

یسعیاہ نبی کی کتاب انجیل میں بھی یہی تحریر ہے:-

”میں اول ہوں اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا

خدا نہیں ہے“ (باب ۴- آیت ۶)۔



مخصوص بات کے لئے دعویٰ نہیں کیا۔ وہ صاف طور سے کہتا ہے:-  
 ”اگر مردوں کی قیامت نہیں ہے تو مسیح ہی نہیں جی اٹھتا“

(۱- کرنتھیوں باب ۱۵- آیت ۱۲)۔

چند آیتوں کے بعد پھر بھی ایسا ہی کہا ہے اور اگلے اور بھی زیادہ صاف الفاظ میں:-

”اگر مردے نہیں جی اٹھتے ہیں تو مسیح ہی نہیں جی اٹھتا“

(۱- کرنتھیوں باب ۱۵- آیت ۱۶)۔

اصلیت یہ ہے کہ بھنے عیسیٰ کی ذات کی بابت غلط فہمی میں پڑ کر بڑا دھوکا  
 کھایا ہے اور اس وجہ سے مذہب کی سچی تعلیم کے سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔  
 پولس کے من میں عیسیٰ کا جی اٹھنا ”مردوں“ کے مدجی اوٹھنے“ سے  
 ثابت تھا نہ کہ ان کے جی اوٹھنے کی دلیل۔ عیسیٰ اس طور پر زندگی کا روحانی  
 آورش ہے جو یہودیوں کی خفیہ معرفت کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے مثل  
 کرشن کے جو ہندو مت میں اسی قسم کا آورش ہے۔ ان تمام حقے کہانیوں کے  
 پیچھے اصلی آورش سچا جن (فاتح) تر تہنک پر مانتا ہی ہے۔ آخری تر تہنک  
 پر مانتا مہا بیرہن جنہوں نے اپنی ہی پوجیہ ذات میں زندگی کی کمالیت  
 اور اصلی قدرتی پورنتا حاصل کی اور جنہوں نے دوسروں کو سائنس  
 طریقہ پر کمالیت کے راستہ کی تعلیم دی۔ اس کال میں ان کے پہلے ۱۲۳  
 پاک تر تہنک ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے پاک قدموں کے نشان زمانہ کے  
 ریت پدسم لوگوں کے چلنے کے لئے چھوڑے ہیں۔ ان پاک پڑا تھاؤں میں  
 سب سے پہلے ریشہ دیو ہیں جگانام ہی دنیا کی سب سے پُرانی مہو بوجی  
 (دیو مالا) میں یعنی ویدک ہست میں دھرم کی علامت ہے اور سب جواد

ان کی تہذیب و تمدن کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے ملک کے لوگوں کو اپنے ملک کے  
 لوگوں کے ساتھ ساتھ ہی دیکھتے تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے  
 جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔  
 ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں  
 یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی  
 ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی  
 تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے  
 خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ  
 لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے  
 جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔

ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں  
 یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی  
 ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی  
 تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے  
 خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ  
 لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے  
 جیسے ہی تھے۔ ان کے خیال میں یہ لوگ بھی ان کے جیسے ہی تھے۔

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

طرف ہی جو پہلے تر تھنکر اور دسہرم کو بانی تھو گیا۔ بل وہ علامت ہے جسکے ذریعہ سے  
 پر ماتر ایشیہ دیو کی مور تین جین مست کے مندر و ن میں دیگر تر تھنکر کی مور تون کے  
 امتیاز کی جاتی ہیں۔ اور اسلئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ قصے کہا نیوں کی  
 تشبیہی زبان میں ہی بل کا دسہرم کے ساتھ تعلق پایا جاوے۔

جیسا کہ پوس رسول کے کلام سے واضح ہے وہ اگر مُردے جی نہیں اوٹھتے تو  
 عیسیٰ ہی نہیں جی اوٹھا ہے" (۱- کرنتھوں باب ۱۵- آیت ۱۶) روحیں ہمیشہ  
 روحانی مُردے پن کی حالت سے جی اوٹھتی رہی ہیں اور نردوان حاصل کرتی  
 رہی ہیں لیکن تر تھنکر ہر کال میں صرف ۲۴ ہوتے ہیں۔ وہ تمام جاندار و ن میں  
 برتر ہوتے ہیں اور اپنے پچھلے جنم یا جنمون میں ذیل کے شبہ گنوں میں اپنے کو  
 پورن کرنے کی وجہ سے سب سے زیادہ افضل اور اعلیٰ درجہ پاتے ہیں۔

(۱) پورا پورا سچا اعتقاد۔

(۲) سچے اعتقاد سچے علم و سچے عمل دانے راستہ کی اور نیز اُسپر چلنے والوں کی عبادت

(۳) برتون کا پالن۔

(۴) مطالعہ۔

(۵) دسہرم سے اُنس اور دنیا سے قطع تعلق۔

(۶) نیاگ یا دنیوی اشیاء سے نفرت۔

(۷) ریاضت۔

(۸) سادہ و سادہ جی (اپنی آتما کا دیان)

(۹) سب جاندار و ن کی سیوا خاص کر سادہ و ن اور صحیح اعتقاد رکھنے والو

(۱۰) تر تھنکر کی اُسکو آورش (تمو نہ) مانکر ہر گیتی۔

(۱۱) امچار یہ (سادہ و ن کے رہنا) کی تقطیم و تکریم۔



اکٹھا ہو گئے ہوں۔ اوسکے پاؤں پہننے میں پٹائے ہرے خالص پتیل کی طرح جھکدار ہوتی  
 ہیں۔ اوسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند ہوتی ہیں (مکاشفہ باب ۱- آیات ۱۴-۱۵)  
 دیا کی سچی صورت وہ دھرم پر پیوں کو سچے دھرم کا اوپریش نردان حاصل  
 کرنے تک دیتا ہے جب کہ اوسکی روح سے مادہ کے علیحدہ ہو جانے سے وہ ہر ماتا کا  
 خالص نور عیب۔ موت۔ تکلیف اور جہالت ہے آزاد اور ہمہ دانی۔ ضائع نہ  
 ہونے والی خوشی۔ ہمیشہ کی زندگی۔ اور کبھی کم نہ ہونے والی قوت سے  
 متصف ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں مادہ کے نہ ہونے سے جو آواز کے لئے ضروری  
 ہے پھر شرقتی قائم نہیں رہتی ہے۔ تر تہنکر دن اور دیگر پاک پر ماتاؤں کی جنہوں  
 نے نردان حاصل کیا ہے کسی قسم کی خواہش انسانوں سے اپنی پرستش کو انکی  
 نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ وہ قربانی و شاد کے عیوض میں کسی قسم کی نعمتوں کے  
 عطا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہ خواہش اور حاجت سے بری ہیں۔ انکے  
 کمالات بیان کے باہر ہیں۔ انکے اوصاف کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ ادنیٰ  
 عبادت بٹ پرستی نہیں ہے بلکہ آدرش (نمونہ) پرستی ہے۔ وہ ہمارے لئے  
 کمالیت کا نمونہ ہیں تاکہ ہم ادنیٰ تقلید کریں اور انکے قدموں پر چلیں۔  
 یہ تعریف پر ماتا کے گون کی مذہب کے سائنس کی سید ہی سید ہی زبان  
 میں ہے جو کل سائنسوں سے برتر ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اب آپ کے من میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ کیا وجہ ہے کہ  
 مقدس خداؤں کے بابت یہ تعلیم دیگر مذاہب میں نہیں ہے۔ لیکن آپ کو  
 تعجب نہیں کہ ناچاہیئے اگر اسکے جواب میں میں آپ کو بتاؤں کہ جس مقام پر  
 آپ کو ڈھونڈنا چاہیئے تھا اوس مقام پر آپ نے اوسکو نہیں ڈھونڈ لیا  
 بلکہ دراصل یہ ہی کل مذاہب کی سچی بنیاد ہے ہزاروں متوں کے جو حال

[illegible]







دکتر لائبر (Imperial Dictionary) میں اسطور آیا ہے:-  
 ”تیرف ایک گہرستی کا دیوتا یا عورت جسکی یہودی لوگ  
 تعظیم کرتے تھے۔ تیرف معلوم ہوتا ہے کہ کلاً یا جزاً انسانی  
 شکل کے ہوتے تھے۔ اونکی تعظیم و تکریم گرمستی کے دیوتاؤں کے  
 طور پر کی جاتی تھی۔ پڑانے عہد نامہ میں اون کا کئی مرتبہ ذکر آیا ہے۔  
 یعقوب کے رشتہ دار لابن کے پاس بھی ایسے دیوتاؤں کی مورثین تھیں جنک  
 یعقوب کی عورت راخل نے چڑایا (دیکھو انجیل مقدس پیدائش کی کتاب  
 باب ۳۱- آیت ۱۹) اسکے بعد خدا لابن کے پاس خواب میں آیا (آیت ۲۴)  
 لابن نے دوسرے دن یعقوب سے پوچھا کس واسطے تو میرے معبودوں کو چورا  
 لایا ہے؟ (آیت ۲۵) یو سیح بنی کی کتاب (باب ۳ آیت ۴) میں کہا  
 گیا ہے:-

”کیونکہ بنی اسرائیل بہت دن تک بغیر بادشاہ اور بغیر حاکم  
 اور بغیر قربانی اور بغیر بت اور بغیر افود اور بغیر ترائیم کر رہے تھے“  
 لیکن اگر پڑانے عہد نامہ کی کتابوں میں خداؤں کا حوالہ جمع کے صیغہ میں ایک نام  
 طریقہ پر آیا ہے تو انجیل کے جدید عہد نامہ کی آخری کتاب موسومہ مکاشفہ  
 تو خود تر تہنکون کا حوالہ آیا ہے اور اونکی تعداد بھی ۲۴ ہی دی گئی ہے مکاشفہ  
 کے چوتھے۔ پانچویں اور چھٹے باب اس مضمون سے تعلق رکھتے ہیں اور قریب  
 قریب اسطور پر ہیں:-

باب چہارم:-  
 (۱) آسمان میں ایک دروازہ کھولا گیا اور مجھ کو جنان عارث نے  
 ایک آواز سنی کہ یہاں اوپر آ جا۔ میں تجھے وہ باتیں دکھلاؤں گا  
 جو آئندہ ہونے والی ہیں۔







یہ قصہ برص کے اسرارِ ہستی میں زندگی کے شاہی دربار میں ۲۴  
 ترہنکے چنگوٹوں یا ہمہ دان مرشدوں کی موجودگی میں جو سفید جامہ پہنے ہیں اور  
 سر پر سونے کے تاج رکھے ہوئے تخت نشین ہیں داخل ہونے کا احوال ہے۔  
 تخت پر جو ایک بیٹھا ہے وہ خود حیات ہے جسکے بغیر نہ دربار ممکن ہے نہ  
 کسی نجات کے تلاشی کا وجود نہ اسرارِ الہی میں داخل ہونا اور نہ پرماتما پر  
 رعد اور برق زندگی کی بیکراری (یعنی خود اختیاری حرکت) کی علامات ہیں جو کہ  
 بے جان چیز میں خود حرکت نہیں کرتی ہیں۔ وہ چار جانور جن کے دونوں طرف آنکھیں  
 ہیں وہ چار قسم کے جاندار ہیں یعنی وہ جن کے اجسام چار مختلف عناصر کے بنے  
 ہوئے ہیں یعنی ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی کے جسم والے۔ آنکھیں گیان یا مشاہدہ کا  
 حوالہ دیتی ہیں جو حیات کا فعل ہے اور مختلف قسم کے جانور مادہ کے مختلف عناصر  
 ہیں (لاحظہ ہو *سلسلہ سلسلہ*)۔ ان جانداروں کے  
 چہرہ پر اوسرینی اور اوسرینی کا لون کے چہرہ چہرہ حصوں کی طرف اشارہ  
 کرتے ہیں جن میں چاروں قسم کے جو آواگون کا دیکھ سکے زمانہ کے تغیرات کے  
 مطابق ہوتے ہیں۔ تخت کے سامنے کے سامت اسی کتاب قسم  
 کے تپ ہیں جنکی تشبیہ ہندو استعارہ میں انہی کی سات زبانوں سے  
 دی گئی ہے۔ اور بڑا اعلیٰ حلیمی یا انکساری کی علامت ہے جس کو  
 روح (افسانہ کی زبان میں عیسیٰ) کو قبل اسکے کہ وہ زندگی  
 ماتھوں سے اندر اور پیچھے کی طرف لکھی ہوئی کتاب پانے کا  
 ہو سکے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جو پارٹ (۱) *ماتھ*  
 کہ ۲۴ بزرگوں کو دیا گیا ہے وہ حیات اور اسکے اعلیٰ ترین جوہر  
 ظہور و ن یعنی ترہنکے دن پر محول ہے۔ تخت نشین ایک کی





باب کہلانا جو قریب قریب قدیم مذاہب میں پایا جاتا ہے مادی جسم کے  
 تعلق میں نہیں ہو سکتا ہے بلکہ صرف اس ہی وجہ سے ہو سکتا ہے  
 کہ وہ روح کو پوشیدہ اسرار میں پرویش کراتے ہیں جن پر ویش کرانیک  
 شاعرانہ مثیل میں انسان کا درجہ میں تولد ہونا یا اختصار کے ساتھ  
 صرف دوبارہ جنم لینا کہا گیا ہے۔ پادری کا باب کہلانا اس  
 دوسرے جنم سے متعلق ہے۔ کیونکہ اگر وہ جو اسرار میں پرویش کرتا ہے  
 اور جو اس وجہ سے اس کل تنظیم کا اگر اُس سے زائد کا نہیں ہے جو انسان  
 اپنے جسمانی باب کی کرتا ہے مستحق ہے اس (روحانی جنم) کا وجہ  
 یا باعث ہے اور استعارہ کے لحاظ سے لازمی طور سے باب  
 ہوا۔ اب جو نکتہ ترہنہ (خدا) سب سے بڑا اور سب سے زیادہ  
 قابل تنظیم گرو ہے اس لیے اس خطاب کا اس سے زیادہ اور  
 کوئی مستحق نہیں ہے۔ اصلی خیال یہ تھا لیکن جب افسانہ سازی  
 کی زمین دوز بول پہلیاں میں مذہب کی اصلی تعلیم نگاہ سے غائب  
 ہو گئی اور پر ماتا پن کے اصلی خیال کی بجائے بعد کی خالق پرستی  
 کی غلطیاں مروج ہو گئیں یعنی لفظی معنی میں مقلد س کتابوں کی  
 پوشیدہ عبارت پڑھنے پر اصرار کرتی ہیں تو جذبہ کے باب  
 ہونے کے اصلی و پاکیزہ مسئلہ کی بجائے یہی ایک جسمانی خالق  
 کا بہتہ اور نازیبا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ اور ایسی صورت میں  
 پادریوں پر خدا کی ذات کے تعلق والی غلط فہمیوں کا اثر بڑھنا  
 کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ ٹھیک وہی ہے جس کی امید  
 کیجا سکتی ہے کیونکہ ان کے فرقہ کے متعلق کبھی کوئی قصہ کہانی



انسان کو مکش دلاتے کے لئے سب مذہبی ضروریات کا اختتام ہیں۔  
 پس روح کے لئے اصلی خدا خود حیات ہی ہے یعنی خود جو ہر روح ہے جو  
 اسکے پر ماتا پن کا مادی سبب (او پادان کارن) ہے۔ یہ پر ماتا پن ایسے شخص  
 کی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے جس نے اسکو خود حاصل کیا ہو یعنی تہنکر کی تعلیم سے  
 جو باہری رہبر یا خدا ہے۔ یہ کہنا بمنزلہ اسکے ہے کہ ہر روح کے لئے صرف ایک  
 اصلی خدا ہے یعنی خود اسکی ذات جو خاصیت میں مثل اور دیگر ملکیت یا سناری  
 (غیر ملکیت) ارواح کے ہے مگر اپنی ذات میں ان سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس خدا کو  
 اسلئے مناسب ہے کہ وہ اپنی پوری طاقت سے بکڑے۔ یہی بنیاد ہے جبر خدا کی  
 وحدانیت قائم ہے۔ اور انسان کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اس خدا کے ساتھ کسی  
 دوسرے کو شریک نہ کرے۔ اگر آپ اس پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔  
 کہ پر ماتا پن حیات ابدی۔ آتمہ اور کمائیت کے دیگر اوصاف کا عطا کرینوالا  
 خود روح کے سوا اور کوئی نہیں ہے کیونکہ یہ اوصاف روح کے جو ہر میں قدر  
 طور سے موجود ہیں اور کسی دوسرے سے نہیں مل سکتے ہیں۔ اسوجہ سے اصلی  
 خدا کی وحدانیت پر زور دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف (باب ۲۲)  
 میں بتایا گیا ہے۔ جو کوئی خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک کرتا ہے وہ الیا ہے  
 جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے۔ علاوہ اس اصلی خدا کے دو قسم کے اور خدا ہیں  
 جنکی دنیا میں پرستش مروج ہے یعنی ایک تو وہ اصلی مرشد یا تہنکر جو ہمارے  
 لئے کمائیت کا آدرش (نمونہ) ہیں جنکے قدموں پر چلکر ہم بھی اونکی طرح پر ماتا ہو سکتے  
 ہیں اور دوسرے قصے کہانیوں کے قیاسی دیوتا جو حیات کی مختلف صورتوں اور  
 دیگر اقتباسوں کے روپک ہیں۔ وہ انسانی خیال سے پیدا ہونے والے دیوتا  
 دیوتاؤں کی عبادت ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے اور جو تمام انسان کی غلطی

ਅੰਤਰਿਕਸ਼ੀਆਂ ਦੇ ਸਾਹਮਣੇ ਆਉਣ ਵਾਲੇ ਪ੍ਰਭਾਵਾਂ ਨੂੰ ਦੂਰ ਕਰਨ ਲਈ

श्रीगुरुभ्यो नमः

[illegible]

(۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴

کے لیے یہ سب کچھ کرنا پڑے گا۔

[illegible]

အနောက်ဘက်၌ အရှေ့ဘက်၌ အတောင်ဘက်၌ အမြောက်မြောက်ဘက်၌

کے لئے عزت و احترام کی برکت سے یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔

113. *Conyza canadensis* (L.) Kunt. = Canada Thistle

*[Handwritten signature]*

.....

تاریخہ الحنفیہ و شیعہ و مالکیہ و حنبلیہ و سنیہ و اہل بیت علیہم السلام

بسم الله الرحمن الرحيم

وہی ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو پالیا اور ان کو مرانا ہے

[illegible][illegible]

نظیر در این متون است و در این جا که در این متون است

لیجے کرکھڑا ہے۔ تو کرکھڑا ہے۔

३-१५०२

ٹھیک ٹھیک ۲۴ بتائی گئی ہے (دیکھو Early Zoroastrianism صفحات ۳۰۲ و ۳۰۳)۔

بدھ مت کی طرف رجوع ہونے پر سابقہ بدھ اور اون کی تعداد بھی ۲۴ ہی پائی جاتی ہے۔  
 بے بی لونیاس کے کاؤنسیلر خداوندون (Goumsard Goda) کی تعداد بھی ۲۴ ہے۔  
 کی تعداد بھی ۲۴ ہے۔  
 (دیکھو صفحہ ۱۷۹) سے معلوم ہوتا ہے ۲۴ تھی۔ لیکن چونکہ ہکوانکی بابت بہت کم واقفیت ہے اس لیے کوئی یقینی نتیجہ ادھر یا ادھر اس تعداد سے نہیں نکالا جاسکتا ہے۔

عالمقاہ کے لیے ذیل کامضمون غور طلب ہے:

..... ”تو [اداسان] وہاں بلندی پر پہنچ.....“  
مژدہ کے سنائے ہوئے راستہ پر چلکر۔ ان راستوں پر چلکر جبکہ خداؤں  
 بنایا ہے۔ پانی کے اُس راستہ پر چلکر انہوں کو لا ہے۔“ (ویندیدا  
 فرگرد ۲۱-۲ ج وایس۔ بی۔ ۱ جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)۔

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ لفظ ترتہ کے استخراجی معنی سند (ہیاں سنار  
 ساگر = آواگون) کے پار یا باب راستہ تانے والے کے ہیں۔



اگر یہی نتیجہ دعا کا ہے تو یقیناً وہ محض ایک تماشہ ہے۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ دعا کا اصل نفاذ کبھی ایسا نہ تھا دعا کے حسب ذیل جزو ہیں:-

(۱) کس سے مانگے۔

(۲) کون مانگے۔

(۳) کس میز کو مانگے۔

(۴) کیسے مانگے۔

ان میں سے پہلے امر کی بابت ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ ترتیب بہکوان صرف کمال مرشد ہیں وہ نہ نعمتوں کو دے ہیں اور نہ دعا کو قبول کرتے ہیں جبکہ بہتو لوچی (قبضے) کہانیوں والے مذاہب (کے)۔ یوتا محض خیالی مخلوق ہیں۔ پس سوائے اندرونی خدا کے اور کوئی دعا کا قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اور دراصل یہی اندرونی خدا ہے جو واقعی ہماری دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے کیونکہ حیات کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنے عقائد سے موثر ہوتی ہے حتیٰ کہ جیسا وہ یقین کرتی ہے ویسا ہی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع نے یہ فرمایا ہے:-

”و اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھ تم دعا میں مانگتے ہو یقین کرو کہ تم کو ملے گا اور تم کو ملے گا“ (مرقس کی انجیل باب ۱۱ آیت ۲۳)

استغفار کا انش (جزو) جو بیرونی خدا کے تعلق میں بالکل نامناسب ہے اندرونی پر ماتما کے لیے جو آتم گمان (روح کے علم) سے زندہ نور ہو جاتا ہے پورے طور پر مناسب رکھتا ہے۔ اس لیے جس قدر زیادہ انسان اس اندرونی پر ماتما کا سہارا کرے اور اتنا ہی زیادہ الہی صفات کا اظہار اور اسکی ذات میں ہوتا ہے اور کشف و کرامات بھی اس قدر ہونے لگتے ہیں۔ چنانچہ یسوع اپنے پیروں کے بارہ میں کہتا ہے:-





یا فرقہ کے لئے مخصوص نہیں ہے اور مردوں کی قبروں پیروں اور درختوں تک کر  
 دہننے والوں کی دعائیں بعض اوقات اس طرح پڑھیں "بولی ہیں۔ فی الحقیقت  
 یہ سب اتفاق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امر موقوفہ شدہ فی ہمتی اور اوس کا  
 ہونا ضرور تھا خواہ کوئی اوس کے لئے دعا مانگنا یا نہیں حتیٰ کہ اوس کا دعا کے ساتھ  
 وقوع میں آنا کسی طرح پر ہی ایک عجیب الدعوات وسیلہ کی کارگزاری نہیں مانا جائیگا  
 اس عالم میں اکثر اتفاقات ایسے ہو کرتے ہیں جسکو کبوتر سے کٹر خالق پرستی ہی مانا  
 نتیجہ نہیں مان سکتی مثلاً کسی دشمن کا مرجانا یا اوس پر تباہی کا آنا۔ لیکن اگر ہم ان  
 کردہ وقوع کو دعا کا پہل اسوجہ سے نہیں مان سکتے ہیں کہ ایسا کرنے سے  
 اوس کے مرتکبان کی عزت اور نیکی میں دہشتہ لگتا ہے تو ہمارے پاس کون دلیل ای  
 ہے جسکی بنا پر ہم کسی اور وقوعہ کو ایک دعا کے بخشنے اور دعا کا فعل سمجھ لیں۔؟  
 یہ تو پہلے امر کی بابت ہوا۔ اب دوسرے کے متعلق جو یہ سوال اٹھاتا ہے  
 کہ کون دعا مانگ سکتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے اس بات پر متفق ہوں  
 کہ جو تکمیل حاصل دے کہ قبول کرنے والا اندرونی پرماتما ہے اس لئے صرف وہ شخص ہی  
 جو اس کا بہت ہے اوس سے دعا مانگنے کا مجاز ہے۔ وہ لوگ جو ادنیٰ مرضی پر  
 نہیں چلتے وہ دعا باز اور بدکار ہیں۔ وہ اپنے خدا کو نہیں جانتے ہیں اور ادنیٰ  
 دعائیں قبول نہیں ہو سکتی ہیں۔ حیات کا انکے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا ہے اسکو  
 انجیل مقدس کے پڑانے عہد نامہ کی امثال کی کتاب (دیکھو باب ۱۔ آیات ۲۸  
 ۲۹) میں ذیل کے پُر زور الفاظ میں تباہ کیا گیا ہے:-

درتب وہ جھکو پکائیے پر میں جواب نہ دوں گا۔ وہ سو پرے  
 جھکو ڈھونڈائیے پر مجھے نہ پائیے۔

دیکھو کہ انہوں نے دانش سے کینہ رکھا اور خداوند کو قوف کو

[illegible][illegible][illegible][illegible]

۱۰۔ کہاجہ بے کریم پہرے تیرے شکر کے اور جہان

[illegible]

فمن انزل من السماء ماء فجعلنا به الارض خضراء فحزبناها فجعلنا من الجبال ظلالا فجعلنا من الغمام ظلالا فجعلنا من السحاب ظلالا فجعلنا من الارض ظلالا فجعلنا من السماء ظلالا فجعلنا من الارض ظلالا فجعلنا من السماء ظلالا

[illegible]

سید الشہداء علی بن ابی طالب - علی بن ابی طالب

[illegible][illegible][illegible]

۲۹ آسمانی باپ (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲- آیت ۴۹)۔ کے کام کی طرف توجہ ہونا چاہیے۔ صرف یہی ایک چیز ہے جو ہم حیات سے مانگ سکتے ہیں۔ دولت اولاد۔ دنیاوی جاہ و جلال یا دشمنوں کی تباہی کے لئے دعا مانگنا منع ہے۔ ان سے برے کمزور کا بندھ ہوتا ہے اور یہ ہلکوتی سے دور کرنے والے ہیں۔ ذیل کے انجیل کے کلام سے بھی جو یسوع کو فسوس کیا گیا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

دو کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو وہ ایک سے عداوت رکھیں گا اور دوسرے سے محبت۔ یا ایک سے ملازمت رکھے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے لگا۔ تم خدا اور زر و دون کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ نہ اپنی جان کے لئے فکر کرو کہ ہم کیا کھادیں یا کیا پہنیں۔ نہ اپنے بدلتے ہوئے لباس کے لئے فکر کرو کہ کیا اچان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بہتر نہیں ہے۔ (متی کی انجیل باب ۶- آیات ۲۴ و ۲۵)۔

یسوع آسمانی باپ کا مضمون نہایت پر معنی ہے۔ وہ اسطورہ ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۶- آیات ۱۳ و ۱۴)۔

وہ اسے ہمارے باپ تو جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام پاک ماننا جاوے تیری بادشاہت آوے۔ تیری ارادہ جیسی آسمان پر پوری ہوئی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہماری روزمرہ کی زندگی آج آئیں دے۔ اور جس طرح اپنے قرض داروں کو بخش دیا ہے وہی ہماری غریب ترین بخش دے۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے بلکہ برائی سے بچاؤ کیونکہ بادشاہت اور دولت اور جلال ابد تک تیرا ہے۔ آمین۔

یقیناً یہ دعا نہیں ہے بلکہ حسب ذیل امور کا اجتماع ہر (۱) حیات کی تیار (۲) اور



روح پوپنچ سکتی ہے۔ پانچویں کا مطلب ایک زندہ آدمی کی تقلید سے  
کرموں سے رہائی پانا ہے اور چہارم روح کی بجائے جسم کو ہی متعین بنانے کی  
غلطی کو دور کرتا ہے اور نفسِ امّارہ کو مارتا ہے۔

چھٹا اس سلسلہ میں یہ بتانا چاہیے کہ انجیل مقدس کا جو خدا کی بادشاہت کا  
مطلب جسکے دیکھنے کے عیسیٰ کی ہرگت منتظر ہیں سو اسلئے کہ آتما کا پرمان  
ظاہر ہوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس بادشاہت کی تعریف ایک مرتبہ عیسیٰ نے اس  
طور پر کی تھی :-

وہ خدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہیں آتی ہے اور لوگ  
یہ نہ کہیں گے کہ دیکھو یہاں ہے یا وہاں ہے کیونکہ دیکھو خدا کی  
بادشاہت تمہارے اندر ہے (لوقا کی انجیل باب ۱۷)۔  
آیات ۲۰ و ۲۱ ج۔

اب ہمارے اندر جو کچھ ہے وہ بس حیات ہے۔ پس عیسائیوں کی دعا  
کے اس جملہ کا کہ میری بادشاہت آوے واقعی یہی مفہوم ہے کہ عیسائی کا ہرگت  
اپنی ہی روحانیت کی کمالیت کا خواستگار ہے۔

اب میں آپ کو مسلمانوں کی دعا کا مضمون جس میں سے وہ جسٹہ جو محض  
اون کے پیغمبر صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے چور دیا گیا ہر تاون گا۔  
روحین نے صدق دل سے مرنے والے دعا کا قصہ کیا ہے۔  
اللہ بڑا ہے۔

یا اللہ پاکی تیرے لئے ہے۔

تیرے لئے تعریف ہے۔

تیرا نام بڑا ہے۔

۱- چہ ۱- نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۲- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۳- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۴- چہ ۲- نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۵- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۶- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۷- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۸- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۹- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۰- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۱- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۲- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۳- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۴- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۵- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۶- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۷- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۸- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۱۹- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۲۰- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۲۱- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

۲۲- نیکو کرنا کی نیکو کرنا کی نیکو کرنا

میں خدا کی قوت سے اٹھتا بیٹھا ہوں۔ اللہ بڑا ہے۔ میں اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی شاکر ہوں۔ میں اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی شاکر ہوں۔ میں اپنے اعلیٰ رب کی معافی چاہتا ہوں۔ میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ بڑا ہے۔

تمام عبادت زبان کی اللہ کے لئے ہے اور نیز تمام عبادت جسم کی اللہ کے لئے ہے۔ اور خیرات بھی۔

وہ اللہ کی سلامتی تجھ پر ہو یا رسول اللہ اور اللہ کی رحمت اور برکت تجھ پر ہو۔

سلامتی ہو جسم پر اور اللہ کے نیک چاکرون پر۔

دو میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوا اے اللہ کے۔

یا اللہ تیرے لئے تعریف ہو۔ اور توبہ ہے۔

وہ یا اللہ ہمارے رب ہلکو اس زندگی کی برکتیں اور حیات دے

کی برکتیں عطا کر۔

ہلکو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

وہ اللہ کی سلامتی اور رحمت تیرے ساتھ ہو۔

————— (دیکھو بیوج صاحب کی اے ڈکٹری آف اسلام)

یہاں بھی اشارہ۔ توبہ۔ بدی کا خوف۔ اور فرشتوں کے قدموں پر

خواہش جن پر حیات مہربان ہوئی ہے اور جو غلطی نہیں کرتے ہیں۔ حیات

وحدانیت پر استدلال۔ فقیری اور زمان جسم کا خدا کی حمد اور دولت

خیرات میں استعمال کرنا ہی پائے جاتے ہیں۔

ہے۔ یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔

سر ہے۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔

- (۱۱۱) -  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔  
 - یہ تو ان کی فوج کی (بڑی) فوج تھی۔



من کی نیکی کا پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔

اور زندگی کے افعال کا جو مشردہ کے لئے کیے جائیں۔

اور بادشاہت اہور کی ہو۔

جس نے اہو یا رتھ کو بیچارگان کا مددگار مقرر کیا ہے (ای)

(آر۔ ای جلد ۱۔ صفحہ ۲۳۸)۔

ہوگ صاحب اپنی کتاب دی ایسیسز اون پارسیز کے صفحہ ۴۱ پر اس کا

مطلب اور بھی زیادہ صاف طور سے ذیل کے معنی میں لکھتے ہیں :-

”چونکہ آسمانی رب کا انتخاب ہونا ہے۔

ایسے ہی ایک دنیاوی مرشد کو نیک خیالات کا دینے والا

دنیک اعمال زندگی کا جو مشردہ کے لئے کیے جاوین بتاؤ والا ہونا چاہیے

اور بادشاہت اہورہ کے لئے ہے جس کو مشردہ نے بکیسون کا

مددگار مقرر کیا ہے۔“

یہاں بھی نعمتون کے حصول کے لئے بہیک مانگنے کا کوئی سوال نہیں ہے

بلکہ صرف آسمانی رب یا رہبر اور دنیاوی مرشد کے روحانی اوصاف کا ہے۔

پس یہ ظاہر ہے کہ لفظ دعا ان دعائیہ مضامین کے تعلق میں ایک بے معنی

لفظ ہے اور زمانہ قدیم میں اس کے معنی بھی نعمتون یا بخششوں کے لئے بہیک

مانگنے کے نہ تھے۔

چوتھے امر کی نسبت یعنی دعا کیونکہ مانگنی چاہیے یہ ظاہر ہے کہ روزانہ

دہیان (تقویر) میں وہ سب باتیں شامل ہونی چاہئیں جو اعتقاد اور نیکی

اور من کی شانسی کے بڑھانے والی ہیں۔ اب اعتقاد دل پر اس خیال کے

جاننے سے کہ روح خود پر ماتا ہے اور اون ہزرگون کی سوانح عمری کو جو خود



کی طرح ہمیشہ ایسے بنے رہیں گو یاد وہاں نقش ہو گئے ہوں کہ وہ دیئے گئے ہوں  
 قائم ہو گئے ہوں کیل دیئے گئے ہوں یا ہر طریقیئے گئے ہوں۔!

۵۔ ہے نا تہ۔ اگر ادھر ادھر ہر پر نے مین مین نے کسی ایک یا زیادہ اندر یوں  
 دالے ذی روح کو چوٹ پہونچائی ہو کاٹ ڈالا ہو یا کچل دیا ہو یا مل دیا ہو تو  
 وہ بر اکام میرا چھا کیا جاوے۔!

۶۔ ہے پر ہو۔ اگر موکش کا مارگ چھوڑ کر مین نے کام کے بس مین ہوئی سے اپنے  
 چار تر کو ہنگ کیا ہو تو ایسی میری خطائیں باطل ہوں۔!

۷۔ من سے بچن سے یا شریر سے یا کام کے بس کیئے ہوئے اوس یا پ کو جس سے  
 سنسار کی سب برائیاں پیدا ہوتی ہیں مین آتم گیان پشیمانی اور اپنے کو لعنت  
 طاعت کرنے سے اسی طرح ناش کر تا ہوں جس طرح کوئی عقلمند آدمی منتر وں کے  
 زور سے سانپ کا زہر اوتا رہتا ہے۔!

۸۔ ہے جن۔ جہالت مین پڑ کر جو کچھ مین نے اتی کر م۔ دیتی کر م۔ اتی چار یا انا چار  
 کیا ہے اوس سے مین پاکیزگی کے ذریعہ آزاد ہو تا ہوں۔!

۹۔ ہے پر ہو [مین جانتا ہوں کہ] مین کی پاکیزگی کے گندہ کرنے کو اتی کر م کہتے ہیں  
 شیل برتوں کے توڑنے کو دیتی کر م کہتے ہیں۔ لذات دنیا میں پہنسنے کو اتی چار کہتے ہیں  
 اور اون مین بالکل لپٹ ہو جائیکہ انا چار کہتے ہیں۔

۱۰۔ ہے سر سوئی دیوی۔ اگر مین نے کوئی ایسی بات کہی ہو جس مین مطلب انا  
 لفظ یا کلام کا نقص ہو تو مجھے معاف کر اور مجھے پورا گیان دے۔

۱۱۔ ہے [جن بانی] دیوی۔ تم چٹا منی کی طرح خواہشات کو پورا کرنے والی ہو  
 مین تمہاری پوجا کر کے دانش من پر قابو خیال کی پاکیزگی۔ آتم سروپ کی پراپتی  
 اور ہمیشہ کی کائنات خوشی حاصل کروں۔!

[illegible]

دینے لگتا ہے۔ جو پوتر۔ مبارک۔ شانت اور غیر ابتدا اور انجام کے ہے۔ !

۲۱۔ میں اوس پریم دیو کی پناہ لیتا ہوں جسے خواہش۔ غرور غفلت۔ تکلیف۔ خواب غم اور فکر کو ایسے جلا دیا ہے جیسے کوئی جنگل آگ سے جلا دے۔ !

۲۲۔ دہیان کر نیکے لیے بہتر۔ گہا س۔ یا کلوسی یا مٹی کی چوکی ضرور ہی نہیں ہے عقل مندوں کے لیے۔  
آتما خود پوتر آسن ہر جسے اپنہ دشمنوں یعنی خواہشات و جذبات کو مغلوب کر لیا ہے۔ !

۲۳۔ اے دوست آتم دہیان کے لیے نہ کسی آسن کی نہ لوک پوجا کی اور نہ مجھری عبادت کی ضرورت ہے۔ اپنے دل سے باہری چیزوں کی خواہشات کو نکال دے اور ہر وقت اپنے ہی تصور میں مشغول رہ۔ !

۲۴۔ کوئی بیرونی شے میری نہیں ہے۔ میں کہی اولکانہ ہوں۔ ایسا سچا کہ اور بیرونی چیزوں سے قطع تعلق کر۔ اور اے دوست اگر تو نجات کا مستلاشی ہے تو اپنے آپ ہی میں قائم رہ۔ !

۲۵۔ تو جو اپنے کو اپنی آتمائیں دیکھتا ہے پاک ہے اور درشن اور گیان مجسم ہے جو سادہ ہون کو ایکسو کرتا ہے وہ سادہ ہی کو پراپت ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ !

۲۶۔ میری آتما ہمیشہ سو بہاؤ سے ایک۔ نیت۔ پاک اور ہمہ دان ہے۔ باقی سب چیزیں میرے باہر ہیں۔ فانی ہیں اور کر مون سے پیدا ہوئی ہیں۔ !

۲۷۔ جو خود اپنے جسم ہی سے لگانہ نہیں ہے اور سکارشتہ لڑکے بیوی یا دوستوں سے کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر جسم کی کہاں آتما لیجاوے تو اس کے ساتھ لگے ہوئے سوارخ جسم میں کیسے رہ سکتے ہیں۔ !

۲۸۔ جسم کے تعلق کی وجہ سے آتما کو بہت طرح کے دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ اس لیے جو کوئی موکش کو حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو من سے بچن سے اور فعل سے جسم کے تعلق کو توڑ دینا چاہیئے۔ !

۲۹۔ اپنے تین شیوں سے جنگ باعث تو جنگل روپی سنسار میں بھٹک رہا ہو یا کر



(۲) ”میں تیرے گہر کا بیل دلوں گا مگر تیرے پاؤں کا بکرا۔  
 ”کیونکہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیات  
 ہزار ہا ہزار۔  
 ”اگر میں ہو گا ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا۔ کہ دنیا اور اسکے معمولی پیری ہیں  
 ”کیا میں بیلیوں کا گوشت کھاؤں گا اور اویکا خون پیوں گا۔  
 ”تو شکر گزاری خدا کے آگے پیش کر۔ اور حق تعالیٰ کے درپردہ اپنے  
 دہندوں (دوتوں = ۷۵۵) کو پورا کر۔“  
 — (زبور ۵۰- آیات ۱۲-۹) —

(۳) ”اے خداوند میرے بیوں کو بھولنے سے تو مٹو نہ تیرے شاہنشاہ کی  
 ”کہ تو ذبیحے سے خوش نہیں ہوتا۔ نہیں تو میں دیتا۔ سوختی قربانی میں  
 تیری خوشنودی نہیں ہے۔“

— (زبور ۵۱- آیات ۱۶-۱۵) —  
 (۴) ”خداوند کہتا ہے تمہارے ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کون  
 کام۔ میں منڈھوں کی سوختی قربانیوں سے اور فرہم بچڑوں کی  
 چربی سے سیر ہوں اور بیلیوں اور بیچڑوں اور بکڑوں کا ہون  
 نہیں چاہتا ہوں۔“

”اب آگے کو چھوٹے ہدیہ مست لاؤ۔ لوہان سے مجھے تقرب ہے۔  
 ”نئے چاند اور صیبت اور عیدی جماعت سے بھی۔ کہ میں عید اور دینی  
 دونوں کی برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔  
 ”دو میرا جی تمہارے چاندوں اور تمہاری عیدوں سے ہزار ہے۔  
 ”دی چھپو (کھچ) تکلیف دہ ہیں۔ میں ان کو برداشت کرنے سے ہنک گیا ہوں۔“





(۹) "میں تمہاری عید دن کو کرو وہ جانتا ہوں اور اُسے نفرت رکھتا ہوں۔ اور میں تمہاری مقدس جماعت کو بھی نہیں بونگھوں گا۔  
 داد اور تم ہر چند سوختنی قربانیوں اور ہدیوں کو میرے لیے گدہ مانو  
 میں ادھوں قبول نہ کروں گا اور تمہارے موٹے بیلوں کو شکرانہ کر  
 ہدیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گا۔"

————— (اموس بنی۔ باب ۴۔ آیات ۲۱ و ۲۲)۔

(۱۰) "اے رب الافواج۔ اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ اپنے ذبحوں  
 میں اپنی سوختنی قربانیوں کو گھسیٹ دو اور گوشت زہر مار کرو۔  
 دو کیونکہ جس دن میں تمہارے باپ دادوں کو مصر کی زمین سے  
 نکال لایا میں نے ادھیں سوختنی قربانی کر لی تھی پر ایت نہیں کی اور نہ  
 ذبحہ کے لیے کوئی احکام دیئے۔"

دو بلکہ میں نے صرف اتنا ہی کہہ کر ادھیں حکم دیا کہ میری آواز کے  
 سنو! ہو اور میں تمہارا خدا ہوں گا اور تم میرے لوگ ہو گے۔ اور  
 تم ادھ سب طریقوں پر جلو جو میں نہیں فرماؤں تاکہ تمہارا پہلا ہوئے۔"

————— (یرمیاہ بنی۔ باب ۷۔ آیات ۲۲ تا ۲۳)۔

(۱۱) "ذبحہ اور ہدیہ کو تو نے نہیں چاہا۔ تو نے میرے کان کو  
 سوختنی قربانی اور گناہوں کی قربانی کا تو طالب نہیں ہے۔"

————— (زبور۔ ہم۔ آیت ۶)۔

(۱۲) "میں گیت گانے کے خدا کے نام کی حمد کروں گا اور شکر گدہ  
 کر کے اوسکی بڑائی کروں گا۔"

وہ اس سے خدا ذابیل اور بچہ بڑے کی نسبت جانے سیک اور کہہ





جہاں شہزادہ کی طرف سے ایک - تہہ دار اور شہزادہ کی طرف سے

-3- سترال کیم (پیر) کیسے لکھتا ہے اور کیا ہے

وہما (بہوی۱) کیسے۔۔۔۔۔، آخرت میں بہت لطف

[illegible]

نور (میر) بیخ - بنیادی لکھنؤ اور قادیان

۱- سرگودھا کی بنیاد ۱۸۱۸ء میں رکھی گئی تھی۔

[illegible]

میرزا باستانچی خانی

421-24)-

[illegible][illegible]

۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

وہ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ ہے جو کہ اس نے اس کے لئے لکھا ہے۔

۱۰-۲۰-۳۰-۴۰-۵۰-۶۰-۷۰-۸۰-۹۰-۱۰۰

- تہذیب و ثقافت -

الحمد لله الذي جعل في كل شيء دليلا على قدرته وقدرته على كل شيء

فمن يهتد بهداهته ينجى ومن غلغله يهلك

[illegible][illegible][illegible]

یا کرم ہیں۔ اونکے افعال کرم ہیں۔ اونکے پیچھے روح ہے جو قائل  
یا کرتا ہے۔ جب کوئی تنفس ان ساتون سے تعلق رکھتا ہے تو  
نیکی اور بدی اُس پر اپنا اثر جاتی ہیں ورنہ وہ موکش یا رہائی کے  
لیئے داعی کارن بن جاتی ہیں۔“

— دیکھو پی۔ ایچ۔ بی۔ جلد ۲ صفحات ۶۳۹-۶۳۸ اور  
نیز ۶۳۴-۶۳۹ —

چند دیکھو ان پندرہ بوجب (دیکھو باب ۳- آیت ۱۷) :-

”سختی کا برداشت کرنا۔ خیرات۔ انکساری۔ اہنسا (کسی کو  
ایذا نہ پہونچانا) اور راستگفاری اسکی دچھتا ہے (یعنی موثر  
کے طالب کو ان چیزوں کو نفس امارہ کو مار کر حاصل کرنا چاہیے)  
تب تو وہ خواہشات کی قربانی تھی جو جگہ کا اصلی مطلب تھا نہ کہ بچا رہے بے کس  
ویزبان جانوروں کا بے رحمی سے مارنا کہ جن کا خون مارنے والے کی روح کے  
اد پر پڑے کرموں کے ایک سخت غلیظ نیپ کی طرح بجاتا ہے اور اوسکو انجام کار  
ایسی درگتیوں میں پہنچے جاتا ہے کہ جکا خیال کرنے ہی سے روٹ گئے کہڑے  
ہوتے ہیں۔ اون بیشمار گھوڑوں۔ گالیوں۔ ہینسون۔ بلیوں۔ اور بکروں کے  
خیال کرنے سے کہ جنگی جانین انسان کی جہالت کی بدولت مفت ضائع گئیں دل  
کانپ اٹھتا ہے۔ گھوڑا جسکی قربانی کرنی تھی وہ ہمارا من ہے۔ گائے خواہشات  
نفسانی یا نفس۔ بہینہ کفر۔ بیل جہالت یا غرور اور بکرا انا کاری ہے۔ انہیں  
سے گائے کے اد پر زمانہ حال میں ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں خوب  
خون ریزیاں ہوئی ہیں۔ تاہم گائے محض ایک علامت اندریوں کی ہے یعنی  
خواہشات کی جنگ اسلام میں مجموعی طور پر نفس کہا ہے۔ اسلامی بندش خیال میں



ضرور سہری پا دین گے۔

۷ ”موسٰی نے جواب دیا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ زمین جوتنے کے لیئے نکالی گئی ہے نہ کہیت سنینے کے لیئے۔ صیح و سالم ہے۔ اوس میں کوئی نقص نہیں ہے۔

۸ وہ انہوں نے کہا اب تم ٹھیک پتہ لائے۔ تب انہوں نے اوسکو قربان کیا۔

۹ ”تاہم وہ ایسا نہ کرنے کے قریب تھے۔

۱۰ ”اور جب تنہا ایک شخص (نفس = روح) کو قتل کیا۔

۱۱ اور اسکی بابت آپس میں بحث مباحثہ کیا۔

۱۲ ”اللہ نے اوسکو ظاہر کیا جس کو تنہا چھپا یا تھا۔ کیونکہ ہم نے کہا کہ اگر جسم کو قربان شدہ گائے کے حصہ سے چھوؤ

۱۳ ”ایسے خدا نے مردہ کو زندہ کیا۔

۱۴ ”اور اپنی علامات دکھاتا ہے۔

۱۵ ”تا کہ شاید تم سمجھ جاؤ۔

سرخ چھپا کی قربانی کی یہ روایت ہے۔ اور یہ واقعی ایک عجیب داستان ہے جو غایت درجہ کی نازک خیالی و فکر کی رسائی کو ظاہر کرتی ہے اور پُر اسرار ہے۔ میں نے اس کے ضروری حصوں کے نیچے خط لکھ دیے ہیں اور مقابل میں حاشیہ پراور کیا۔ نمبر ۱۵ الد لیئے ہیں جن کی تشریح حسب ذیل ہے۔

(۱) نمبر ایک میں تعجب کا اظہار ہے۔ یہودیوں کا قدیم خدا کہ جس سے وہ اچھی طرح واقف ہیں ایک گائے کی قربانی چاہتا ہے مگر تاہم اس کا حکم نہیں اور تعجب کے ساتھ سنا جاتا ہے۔ ”کیا تم مذاق کرتے ہو؟“





(۱۴) یہ ایک ملامت ہے۔

(۱۵) شاید تم اسکو سمجھو۔

میں خیال کرتا ہوں کہ الفاظ کے لیے اس سے زیادہ زور کے ساتھ اصل مطلب کا پتہ دینا نامکن ہے۔ اور ان کا مطلب صاف ہے۔ جسکے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں اسٹنے کے لیے کان ہوں وہ سمجھ لے۔ وہ گائے جو نہ بڑھیا ہے نہ جوان جو زمین پر یا کہیت سینچنے کے لیے استعمال نہیں ہوتی ہے۔ جو صبح سالم ہے اور بے عیب ہے جو گہرے سرخ رنگ کی ہے جو دیکھنے والے کو پہلی معلوم ہوتی ہے وہ نفس امارہ جسکی ہستی باہر آتا کہ جسم کے نہایت سرخ خون اور اس سے بنے ہوئے گوشت سے وابستہ ہے۔ اس کا رنگ دیکھنے والے کو ہلاکتا ہے کیونکہ کوئی رنگ ایک زندہ جسم کے چمکتے ہوئے رنگ سے زیادہ خوشگوار نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ خیال ایک چینی مجذوب کی کتاب میں بہت عمدگی کے ساتھ دکھایا گیا ہے جس کے حوالہ میں قاعدت کر دن گا۔

”چنگ نی نے کہا کہ ایک دفعہ جب میں چو کو ایک کام پر بھیجا گیا تھا تو میں نے چند سواری کے بچوں کو دیکھا کہ اپنی مردہ بان کا دودھ پی رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے جلدی جلدی اور ہرا دھردھ اور اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انہوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ وہ انکو نہیں دیکھتی ہے اور انکی مانند اب نہیں ہے۔ جس پر وہ اپنی ماں میں محبت کرتے تھے وہ اسکی جسمانی شکل نہ تھی بلکہ چیز تھی جس نے اُس شکل کو زندگی بخشی تھی“

— (دیکھو امیں۔ بی۔ اے۔ جلد ۲۹ صفحہ ۲۳) —

رنگ کے بارہ میں میں اتنا کہنا اور مناسب سمجھتا ہوں کہ دراصل اس غری

”وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔“

— سر: (میں نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔) — اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

پھر یہی چیز ہے جو کہ اس نے اس کی طرف سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔  
— اے — اے —

اور ایک بچہ کو جو اسکے بلوغ حاصل کرتے تک صحرا میں بہرتی رہی  
 چھوڑا۔ جب وہ بچہ بالغ ہوا تو اوسکی ماں نے اوس کو بتایا کہ وہ  
 بچہ اوسکی (ملک) ہے اور اوسکو ہدایت کی وہ اوس کو لاکر تین  
 طلائی مہرون کے عوض بیچ لیوے۔ جب وہ نوجوان اپنی بچہ کو  
 لیکر بازار میں گیا تو اوسکو انسانی شکل میں ایک فرشتہ ملا اور اوسے  
 اوسکی بچہ کے چہرہ پر طلائی دام لگائے۔ لیکن اوس نوجوان نے  
 اس قیمت پر بغیر اپنی ماں کی اجازت کے بیچنے سے انکار کیا۔ پھر بازار  
 ملنے پر وہ بازار کو واپس گیا اور فرشتہ سے ملا۔ لیکن اب فرشتہ  
 پہلے سے دو چندان قیمت لگائی بشرطیکہ وہ اپنی ماں سے اوسکا ذکر کرے  
 لیکن اوس نوجوان نے اس طرح پر معاملہ کرنے سے انکار کیا اور اپنی  
 ماں کو اس مزید قیمت کا حال بتایا۔ اوس عورت نے یہ خیال کر کے  
 کہ وہ شخص کوئی فرشتہ ہے اپنے بڑے کو بہر اس کے پاس بھیجا تاکہ اوس  
 سے دریافت کیا جاوے کہ اوس بچہ کا کیا کرنا چاہیے۔ اس پر اوس  
 فرشتہ نے اوس نوجوان کو بتایا کہ کچھ عرصہ کے بعد اوسکو بنی اسرائیل  
 موہبہ مانگے دام دیکر خرید لینگے۔ اور اسکے بہت ہی تھوڑے عرصہ  
 کے بعد ایسا ہوا کہ ایک اسرائیلی از نام ہایل اپنے ایک رشتہ دار کو  
 ہاتھ سے مارا گیا اور اوسنے حقیقت کو چھپانے کے لیے جسم کو اوس  
 مقام سے جہان واقع ہوا تھا ایک بہت دور دراز مقام پر ڈالا۔  
 مقتول کے دوستوں نے کچھ اور لوگوں پر موہبی کے رو بہ قتل  
 الزام لگایا۔

لیکن انکے انکار کرنے پر اور اوسکو جھٹلانے کے لیے شہادت کے





(میں نے) *Shah Waliullah* (شاہ ولی اللہ) *rahmatullah alayhi*  
 (رحمۃ اللہ علیہ) (پڑھا) (اور) (اس کی) (تائید) (کی)  
 (اور) (اس کی) (تائید) (کی) (اور) (اس کی) (تائید) (کی)

[illegible]

کرے اور اسی میں تمام کلام اللہ ہے اور اس میں  
 "وہ کہ تم خداوند خدائے آسمانوں سے کہو"

[illegible][illegible]

لیکن روح کے لحاظ سے وہ خود حیات (خدا) ہی کا فرزند ہے۔ یہی سبب ہے کہ  
 گیانی (عارف کامل) اہل راز کی معتمدی زبان میں کہی انسان اور کہی فرزند خدا کہلاتا  
 اب باپ اور بیٹے کی ہمیشگی کا معنی یہی جو تخلیق کی تعلیم میں پایا جاتا ہے آسانی سے  
 صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لحاظ اسکے کہ شہد آتما کہ مومن سے نجات پانے پر حیات  
 کے پر ماتمان کو ظاہر کرتا ہے وہ فرزند حیات ہے لیکن بلحاظ اس امر کے کہ یہ  
 آتما خود جو ہر روح ہی ہے جو پہلے ناپاکی کی حالت میں ہی موجود تھا اور وہ اصل ہمیشہ  
 کا ہے وہ خود حیات کا ہمہ سر ہے۔ اس لیے فرزند اور باپ دو امی ہی ہوئے۔

اب ہم پیر گائے کی روایت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ صحرا جس میں بچیا محصور  
 بچہ کے بلوغ کو پہنچنے تک آوارہ پیرا کی وہ آواگون کی نیچے کے درجہ کی (ایک  
 (اندری دواندری۔ تین اندری وغیرہ کی) جو نون کو اظہار کرتا ہے جن میں  
 نفس کی بچیا (قابو میں لانے والی عقل کے ہونیکی وجہ سے) خود مختاری کی ادراک  
 میں سرگردان پائی جاتی ہے۔ یہاں مطلب انسانی جون کی فضیلت سے ہے جس سے  
 زندان کا حاصل ہونا ممکن ہے۔ یہاں پہونچ کر پہلی مرتبہ روح کو اس آوارہ بچیا  
 گیان اور تپ کے ذریعہ قابو میں لانے کا موقع ملتا ہے۔

صحرا کا مقابلہ باغ عدن سے کرنا چاہیے کہ جہان پر آدم ابتدا میں رکھا گیا تھا۔  
 بچہ کی تیمی روح کی بیکسی کو ظاہر کرتی ہے جس کا کوئی بیرونی مربی یا محافظ نہیں ہے  
 انجیل مقدس کی زبور کی کتاب میں لکھا ہے (زبور ۴۹- آیت ۷) :-

”ان میں سے کوئی بھی اپنے پائی کو نہیں چھڑا سکتا ہے اور نہ خدا  
 کو اس کے لیے جزیرہ دے سکتا ہے۔“

اور خود پیغمبر صاحب نے کہا ہے :-

”اے دن کا خوف کہ جب ایک روح دوسری روح کے لیے

۱۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۲۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۳۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۴۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۵۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۶۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۷۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۸۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۹۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔  
 ۱۰۔ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اور شخص کو اپنے لئے کسی چیز سے روک دیا ہے تو اس شخص کو اس چیز سے روک دینا جائز ہے۔



جب اوسکو اپنے وجود اور مابیت کا علم ہوا۔

نفس کے ایک بہت دوز دار ذائقہ حاصل ہو چکا دینے سے حقیقت کے نہ کہنے کا اشارہ آداگون کے جہنم سرن کی طرف ہے جن میں ایک جون سے دوسری جون تک کئی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔ مقتول کے دوست جو باہر آتا ہر قتل کا الزام لگاتے ہیں وہ عقلی اختیار دار اے سلیم وغیرہ ہیں جنکو غائب کی مابیت کا پتہ لگ گیا ہے۔ مرنے والے (یعنی باہر آتا کے اوصاف) اس امر سے منکر ہیں کہ روح کوئی شے ہے جس کو ادھون نے مارا ہو۔ باہر آتا کے قائل کرنے کے لئے شہادت ناکافی ہے۔ ایسا مطلب یہ ہے کہ عقلی دلائل سے ایک ایسے مخالف کو جو روح کی ہستی کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے قائل کرنا مشکل ہے۔ اہل راز کا یہ چڑا نہ بقول ہے۔ ایسی صورت میں علمی امتحان ضروری ہوا۔ اب حیات کا حکم ہوتا ہے کہ گائے کے ذبیحہ سے نفس کو چھوڑاؤ۔ یہ کیا جاتا ہے۔ بس فوراً ہی ایک امچرہ ہوتا ہے۔ وہ گائے جو زندہ گی میں صرف تین مہر طلائی کے لئے فروخت ہوتی ہے اب جبکہ وہ قربان کر دلا گئی ہے انمول ہو گئی ہے۔ فی الحقیقت اب وہ اپنے ہونے کی ہوتی سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ تین مہر طلائی جسکے لئے نفس مارا جاتا ہے اور کچھ مفہوم میں قسم کی ضروریات کے لئے کافی قدرت کا حاصل کرنا ہے۔ یعنی ضروریات ہستی انعام وہ اسباب خوش و عشرت کے سامان کے لئے کافی استعداد یا قدرت حاصل کرنا۔ ایک اور سلسلہ خیال کے بموجب ان تینوں کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (۱) ضروریات جسمانی کے سامان (۲) من کے محفوظ کرنے والی اشیاء (۳) مفہوم دون کی پرستش و بدیہ کے لئے کافی استعداد کا ہم ہو چکا نا۔ گائے مطلوبہ کے اوصاف مجزئیتیم کی گائے کے اور کسی گائے میں نہیں پائے جاتے کیونکہ وہ تو نفس مارا گئے نہیں ہے۔ مادہ پرست اپنے کو بس خون ہی کا پتلہ جانتا ہے۔



اور پر ماتمپن کا کہی نہ کم ہونے والا سکہ حاصل کرنا۔ ان تینوں کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا گیا ہے۔ اس نفس کو توڑا سارنے سے یعنی محنت مشقت وغیرہ کرنے سے انسان اس زندگی کے اغراض کے لیے سرمایہ ہم ہو بچاتا ہے۔ (یہ تین طلبائی مہرین ہوئیں)۔ ایک برتون اور نیون کے طریق پر باقاعدہ قابو میں لانے سے آئندہ جنم میں سورگ (بہشت) کے سکہ ملتے ہیں (یہ چھ مہرین ہوئیں)۔ لیکن اگر اسکو بالکل چرے سے نیست و بایور کر دیا جاوے (مار ڈالا جاوے) تو یہ فوراً ہلکو پر ماتمپن کے امر بن۔ پرم سکہ اور حیات ابدی کو دلاتا ہے (یہ اپنے ہموزن سونے میں قیمت ہوئی)۔

انگریزی لفظ *acquire* (قریبانی بلداں) کا استخراجی مفہوم مجھکو اس امر کے ظاہر کرنے میں خوشی ہوتی ہے نہایت صحیح ہے اور قربانی کے اصلی مطلب کو سید ہے سید ہے طور سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ لفظ لاطینی *acquirere* (سیکریٹسٹیم) سے لیا گیا ہے۔ *acquire* (قابل یا پاک) اور *acere* (بنانا) سے ملکر بنا ہے سیکریٹسٹیم (قریبانی) کا اصلی مفہوم پس ایسے فعل سے ہے جو ہلکو کامل یا پاک بنا سکتا ہے۔ ایک مخصوص جاندار کا خون ہرگز ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ خون جذبات اور شہوتوں کی ناپاکیوں کو نہیں دھو سکتا ہے بلکہ واقعی انسانی رحمہ کی کو جو نجات پانے کے لیے نہایت ضروری صفت ہے میر جی اور کھوپرن سے بدل دیتا ہے۔ اور اگر یہ کہنا ہی ممکن ہو تو ہمارے موجودہ علم کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ کوئی انسانی قوت خون سے خوش ہو کر کسی ریاکار کے گناہوں کو معاف کر سکتی ہے یا اونکی عیب پوشی کر سکتی ہے ماہم یہ ظاہر ہے اسکے ایسا کرنے سے کوئی گنہگار ساد ہو نہیں بن سکتا ہے۔ پاک یا کامل بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ گنہگار خود اپنی کوشش سے اپنی طبیعت کو بالکل

۱۰۰ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۱ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۲ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۳ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۴ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۵ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۶ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۷ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۸ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۰۹ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۰ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۱ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۲ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۳ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۴ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۵ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۶ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۷ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۸ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۱۹ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔  
 ۱۲۰ - ۱ - تر کرنا ہے۔ فی الواقع یہ تو ایک ہی چیز ہے۔

اسطور پر اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ اس مقام پر پہنچ گیا ہے۔

”اوس وقت سے جب تم اپنے گہرے سفر کو چلے کیا تم سب گناہوں کی سمت سے بچکر دوسری سمت میں سفر کرتے رہے اسے جواب دیا نہیں۔“ تب تم نے کچھ سفر نہیں کیا۔ کیا جب تم نے رات کو کسی منزل پر مقام کیا تو ایک منزل خدا کے راستے پر بھی بڑھے۔ اسے کہا نہیں۔“ جنید نے فرمایا ”تب تم نے منزلیں نہیں طے کیں اور لباس بدلنے کے مقام پر جب تم نے جاتری کا جامہ پہنا تو کیا اپنے پرانے لباس کے ساتھ انسانی خاصیتوں کو بھی الگ پہنکدیا؟“ نہیں۔“ تب تم نے جاتری کا جامہ ہی نہیں پہنا۔ جب تم عرفات کے مقام پر کھڑے ہوئے تو کیا تم نے ایک لمحہ خدا کا دھیان کیا؟“ نہیں۔“ تب تم عرفات میں نہیں کھڑے ہوئے۔ جب تم مزدیفا کو گئے اور منٹانی تپ کیا تم نے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کیا؟“ نہیں۔“ تب تم مزدیفا کو نہیں گئے۔ جب تم نے کعبہ کا طواف کیا تب تم نے خدا کے نورانی جلال کا پاک مقام پر تصور کیا؟“ نہیں۔“ تب تم نے کعبہ کا طواف نہیں کیا۔ جب تم صفا اور عرفات کے درمیان دوڑے تو کیا تم نے پاکیزگی (صفا) اور نیکی (عرفات) کو اپنی ذات سے بکریا دیا؟“ نہیں۔“ تب تم دوڑے بھاگے نہیں۔ جب تم مینا کو پہنچے تو کیا تمہاری سب خواہشات (مناسک) تم پر علیحدہ ہو گئیں؟“ نہیں۔“ تب تم نے ابھی تک مینا نہیں دیکھا ہے۔ جب تم قربانی گاہ پہنچے اور وہاں قربانی کی تپ کیا تم نے دیا؟“



قاعدہ کے مطابق زندگی بسر کرنا اور عمدہ لاہر ہو جن کو کرنا چاہیے۔ گشت و  
استعمال منع ہے کیونکہ انکے استعمال سے من کی شانتی رہتی رہتی ہے جذبات  
ہو جاتے ہیں اور وہ نازک اور لطیف دماغ کے آدرشاں یاں تہہ روح من سے جوئی  
کیف اور گندے ہو جاتے ہیں جسکی وجہ سے توجہ چر مدد آتا کیا طور پر  
پاتی ہے۔ انجیل مقدس میں یسعیہ نبی نے کیا خوب کہا ہے (دیکھو باب ۱۰ آیات  
۱۰ پر یہ بھی شراب کے سبب سے خطا کرتے ہیں۔ دئے نشہ  
و لگاتے ہیں۔ بجا رسی اور بتی نشہ سے خطا کرتے ہیں۔ وہ  
مغلوب نشہ سے لڑکھڑاتے ہیں۔ اونکے رویہ غلط ہوتے ہیں ان  
ٹھوکر کہاتی ہے۔

دیکھو مذکورہ دسترخوان کے مادہ سے کدے ہوتے ہیں اور  
سے بہرے ہوئے ہیں حتیٰ کہ کوئی جگہ بھی صاف نہیں ہے۔

یہ تذکرہ دیہان کے بیرونی ذرائع کا ہوا۔ اوپر کے اندرونی ذرائع میں بعض  
اشکال ہیں جنکا تصور آتا ہے کہ بہو (محسوس کرنے) کے لئے نہایت کارآمد ثابت  
ایک بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے جسم کے اندر ایک خالص نور محسوس کرنا تاکہ  
ذات اعلیٰ فہم اعلیٰ سکھ اور اعلیٰ شانتی کا خزانہ ہے تصور کرے۔ اس کا تصور کرنا  
قدر سے بند کر کے اور توجہ کو اندر کی طرف لگا کر کرے۔ اگر اسکے ساتھ بائبل  
کے لفظ کی ضرورت پڑے تو صرف وہی الفاظ استعمال کیے جاویں جو  
اصلی صفات کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً اوم۔ سوہم۔ آرہن۔ سیدھ۔ یہ ماننا  
وغیرہ وغیرہ۔ ذیل کا شلوک خاص کر کے دیہان کے لیے موزوں ہے۔  
ایکو ہم نہ بلا شد ہو گیان درشن لکشا شیشاے باہرا ہوا اسر و کیمو گشت  
اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ایک ہوں میں (میل سے) پاک ہوں۔ میں پرانا ہوں

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵



ہی راستہ ہو سکتا ہے۔ اصلی مارگ سچے اعتقاد سچے گیان اور سچے چارتر (یا عمل) کے ملنے سے باہر جیسا کہ ہم ایک پیشتر کے لکچر میں دیکھ چکے ہیں۔ بھگتی یوگ ہی ضرور بہت مددگار ہوتا ہے اگر اسکا ٹھیک طریق پر استعمال کیا جاوے۔ بھگتی کا ”مطلوبہ“ کوئی خیالی دیوی دیوتا نہیں ہے بلکہ خود بھکت کی ہی آتما ہے گو کہ جب تک اس میں کامیابی نہ ہو اسوقت تک ترہنکر بھگوان کو ہی جسے اور کوئی گرو بڑا نہیں ہو سکتا ہے اور شاکر انکی بھگتی کرنا ضروری ہے جیسا کہ قرآن شریف زور کے ساتھ بتاتا ہے (سورہ البقرہ) :-

وخذ اکابیتسمہ۔ اور خدا سے زیادہ قابل کون بتسمہ دینوا لا

ہو سکتا ہے۔ اور ہم اس کے خادم ہیں ۛ

یسوع کی سوانح عمری ترہنکر بھگوان کے جیون کا اعلیٰ درجہ کے انکار میں خلاصہ کردہ ہو دیون کی زبان میں اور ہودیون کی کوتاہیوں کو لیے ہوئے فتح منہ حیات کا پریشور کی فرزندگی کا اور پر ماتا پن کے روح انسان میں آشکارا ہونیکا اعلیٰ اور شہرہ یقیناً

”..... میں تم سے کہتا ہوں کہ یہاں وہ ہے جو سیکل سے بھی بڑا ہے لیکن اگر تم اس کے معنی جانتے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں تو بے قصور دن کو قصور دار نہ ٹھیراتے“ (دیکھو متی کی انجیل باب ۶ آیات ۷ و ۸)۔

چنانچہ پر ماتاؤن کے فتح کے جہنڈ دن پر لکھا ہوا سچ کا اعلان حیات اور خوشی کا مرشدہ ہے جو انہسا پر مود ہر ما (کسی کو ایذا نہ پہونچانا ہی سب سے اعلیٰ دہرم ہے) کے تین نہایت ہی خوشگوار اور شیرین الفاظ میں سر جاندار کو زندگی کا خوشخبری دیتا ہے اور اس کے اوپر عمل کرنے والے کو پر ماتا کی ابدی زندگی

9/4/54

یادوں کی ناستقل حالت سے بہ نسبت ٹھوس سرزمین کے زیادہ موزون پھرتی ہیں  
 انسان کے ابتدائے نیم بخت خیال کا نتیجہ قرار دین۔ اب اسکو کوئی اصلیت نہیں ملتا  
 گوکہ ایک زمانہ میں وہ اصلیت تھی۔ یہ کہ یہ بات جان لینی چاہیے کہ ایک وقت تھا جبکہ  
 وہ ظاہر بادلوں کا مقام ایک واقعی چیز تھی۔ یہہ جان لینا چاہیے کہ نہ شاعری کی  
 بلند پروازی اور نہ چہل و فریب سہی اسکے پیدا کرنے والے تھے۔ انسانوں میں جو  
 کہ تانہوں کی بھی جوئی گہوڑوں کو ایمان نہیں بنایا۔ ادھون نے کہی ہے: بنیاد انسانوں  
 کے لیے اپنی جانوں کو خطرہ میں نہیں ڈالا۔ انسان ہر زمانہ میں اور خاص کر بکے  
 شروع کے قدیم زمانہ میں جبکہ خول و ٹھٹھے بازی نہ تھی وہو کہ باز کو پہچانتے  
 رہے ہیں اور وہو کہ باز سے نفرت کرتے رہے ہیں۔ یہو کہ دیکھنا چاہیے کہ آیا ہم  
 وہو کہ بازی اور شاعرانہ بلند پروازی کے سوالات کو چھوڑ کر اس دور دراز بزم پر  
 کے زمانہ کی آسانی سے سمجھ میں نہ آنے والی آوازوں کو محبت کی توجہ کے ساتھ  
 ہنر کم سے کم اتنا نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے اندر ایک قسم کا واقعہ ضرور تھا اور  
 یہ کہ وہ بالکل جھوٹ اور خطیوں کا کلام نہ ہیں بلکہ اپنے سادے ڈھنگ میں  
 سچ اور قرین قیاس ہیں۔ (ہیروہز اور ہیرو - Women and Heroes)  
 کارلائل کو ادن لوگوں کے عقائد کی جسکو وہ بت پرست کہتا ہے اصل تغیر تو معلوم نہیں  
 اسکی رائے کی وقت اس امر سے کچھ کم نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ گوہ مذہبی انسانوں  
 زبان کو نہیں سمجھ سکتا تاہم اسکو اس امر کا پورا یقین تھا کہ ان دیوی دیوتاؤں کی زبان  
 کی بنیاد واقعی دانش تھی۔ مگر آپ شاید یہ پوچھیں کہ وہ واقعی دانش در علمی و مذہبی  
 اور مذہبی افسانوں کی بنیاد قائم کی گئی تھی اب کو ان سے۔ اس کا کیا سبب ہے  
 کہ ہمارے پاس صرف افسانہ ہی افسانہ ہے گئے ہیں اور علمی و مذہبی جاتا رہا ہے  
 جواب یہ ہے کہ افسانہ نہ سنانے خود موجود نہ تھے بلکہ صرف اعلیٰ درجہ کے

[illegible]

کتابخانه عمومی  
بیت الله بنی  
مکتب

تاریخ

|            |     |       |      |      |       |        |
|------------|-----|-------|------|------|-------|--------|
| ماده پرستی | جنگ | ویشنگ | نیای | بدست | تقویت | ویدانت |
|------------|-----|-------|------|------|-------|--------|

پیشتر کے پتہ پر

۱- در این کتاب که در این کتاب  
 ۲- در این کتاب که در این کتاب  
 ۳- در این کتاب که در این کتاب

مستقل مستقل

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱۹۹۹ء میں لاہور میں ایک جلسے میں خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں

۱- وہ بڑا ہے۔ ۲- اس کا رنگ سفید ہے۔ ۳- وہ بڑا ہے۔ ۴- وہ بڑا ہے۔ ۵- وہ بڑا ہے۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ وہ مجھے اور بہن کو بے بسی میں ڈال رہا تھا۔

آپس میں ملاپ کر ایک سچا ذریعہ ثابت ہوا ہے ظاہر ہے۔ درحقیقت ترہکریہ کا  
 مذہب ہی وہ دربار ہے جہاں اور سب مذاہب ملکر ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر  
 مصافحہ کر سکتے ہیں۔ یہ آپس کا ملاپ جسکو اتحاد المخالفین کے نام سے میں نے نامزد کیا  
 ہے کسی دوسرے دربار میں ممکن نہیں ہے۔ اور یہ اسوجہ سے نہیں ہے کہ اور  
 مذاہب میں مردمان کے فراہم ہونے کے لئے جگہ نہیں ہے۔ نہ اسوجہ سے ہے  
 کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے سے بغض و عداوت کتے ہیں نہ اسوجہ سے کہ انکی  
 خواہش آپس میں لڑتے جھگڑتے رہنے کی ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ وہ سب  
 ایک انت واد کے ماننے والے ہیں جو ایک انت واد کا ہمیشہ کا دشمن جانی ہے  
 ان دونوں طریقوں کا فرق اسطور پر ہے کہ جب کہ وہ لوگ جو چین مت کے مرید ہیں  
 ہیں اپنے مت کی سچائی اور دوسرے مذہب کی قطعی و کلی تکذیب پر اصرار کرتے  
 ہیں چین مت کا پیرو جو ایک انت کا مداح ہے اپنے کو اس امر کی تلاش میں مصروف  
 کرتا ہے کہ دیکھیں مخالف کی رائے کسی پہلو سے ٹھیک تو نہیں بیٹھتی ہے۔ آپس  
 سامنے ان لکچرون میں چین مت کی تفتیش کا خلاصہ موجود ہے۔ مجھے یہ کہنے  
 کی ضرورت نہیں ہے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ تمام مذاہب کا چین  
 سہانت کے اصولوں پر خوش کن اتفاق ہے گو یا ہر قدیم مذہب اس دہم کہ  
 سہانت کی تعظیم کرنے میں دوسروں پر سبقت لیجانا چاہتا ہے۔ مجھے یقین  
 کہ خالی یہ امر ہی دوسروں کے پہلو خیال کے سمجھنے میں پیش آینوالی دقتوں کا  
 کافی صلہ ہے۔ اور ہمارے ذاتی اطمینان کے بارہ میں بھی ہمارے لئے  
 کافی گارنٹی صحت کی (۱) سائیس (۲) منطق اور (۳) معتبر شہادت کے  
 مستحق ہونے میں ملتی ہے اور جیسا کہ دوسرے لکچر میں کیا گیا ہے جس امر پر  
 ان تینوں کا اتفاق ہو جاتا ہے وہاں شبہ و بحث کے لئے قطعی گنجائش نہیں



..... جب آسمان تین برس اور چہرہ مینہ بند رہا تھا اور جب

زمین پر سخت کال تھا..... (دیکھو لوہا کی آجیل باب ۱۸ آیت ۲۵)

ساز سے تین سال کے ۴۲ ماہ ہوتے ہیں جنکو ایک ایک ہزار سال مانتے ہیں سب ۴۲۰۰ سال ہوتے ہیں۔ اس کا مفہوم خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ گزشتہ دو ہزار پانچ سو برسوں میں انسانوں کی حالت امور ذیل کے بارہ میں بہت خراب ہو گئی ہے۔

(۱) مذہب کے بارہ میں جو قریب قریب بالکل ہی معدوم ہو گیا ہے اور جسکی جگہ روح سے منکر مادہ پرستی کا فلسفہ یا انسانوں کے پیرائے میں لکے ہوئے شاستروں کے دیوی دیوتاؤں کی جاہلانہ عبادت قائم ہو گئی ہے۔  
(۲) استبدادی کے بارہ میں جو روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور جسکے بجائے چل دوغا انسانوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔

(۳) مہلت اور آسودگی کے بارہ میں جو صرفہ کے بڑھنے سے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوتی جاتی ہیں۔

(۴) عقل کے بارہ میں جسکے سب سے زیادہ مشہور و معروف نمونہ نے حال ہی میں اس امر پر اپنا اطمینان کر لیا ہے کہ دنیا کے مذاہب کے بانی شروع قوم کے نیم وحشی انسان تھے جو علم اور تہذیب کے بارہ میں محض طفل شیر خوار تھے۔

(۵) سائنس کے بارہ میں جو بالآخر اس خیال سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے کہ قبر میں پہنچ کر راحت کا دوامی انجام ملے گا اور روح کوئی چیز ہی نہیں ہے جسکی آئندہ کی بہبودی کے لئے کوئی شخص اپنے کو پریشان کرے۔

(۶) جسمانی طاقت کے بارہ میں جو بعض بعض مقامات پر نمایان طور سے بہت کم ہو گئی ہے اور جو فاقہ کشی و باؤں اور رات دن کی لڑائیوں کی وجہ سے اور بھی





ہو علم) سے امتیاز کرنا چاہیے۔ آپت چن (ترتیب کے بلکوان کا چن) چیزوں کو  
 اصلی سرورپ کر سائنس کے طریق پر بیان کرتا ہے مگر وہ دلیل کی قیل و قال سے  
 مستبراً ہوتا ہے۔ اصلی شرعی کی سچی علامات کا تذکرہ میں پہلے کر چکا ہوں وہ سب  
 اُسکے ایک واقعی سائنس ہونیکے تصدیق کرتے ہیں۔ آجکل کے لوگوں کے الہام  
 کے بارہ میں عجیب و غریب خیالات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سرشرعی رچنے (ابتداء  
 آفرینش) سے پہلے ایک مرتبہ الہام ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک آسمانین  
 حکمران ایستور کا کلام ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ وہ قدرتی طور سے انسان کی سمجھ کے  
 باہر ہونا چاہیے کیونکہ محدود عقل والے کی سمجھ میں غیر محدود علم والے کی بات  
 کیسے آوے۔ لیکن یہ سب محض قیاسی باتیں ہیں۔ وہی پر مینٹ ہسٹری اور پیلوٹ  
 نامی کتاب میں جس سے آپ پہلے ہی واقف ہو چکے ہیں اصلی شرعی کی علامات  
 اس طور پر درج ہیں۔

دو شرعی پرمان سنسکرت منطق کے چہرہ قسم کے پرمانوں میں سے  
 مثلاً مشاہدہ..... ایک قسم کا ثبوت ہے۔ آپت  
 یعنی کسی علمی طور سے سچے علم کے پر و قیسر کی اوس علم کی تعلیم جس سے  
 وہ علی طور سے واقفیت رکھتا ہے شہد (شہادت) یا شرعی  
 پرمان کہلاتی ہے۔ آپت کی تعلیم صرف علمی تعلیم ہوتی ہے جس پر  
 علمی تجربہ یا عمل کرنے سے علی یقین آپت کے درجہ کا ہوتا ہو۔  
 لفظ رشی سے مراد اوس شخص سے ہے جس نے واقعی علم کو  
 ذاتی تجربہ سے حاصل کیا ہو اور اوسکے ایسے تجربہ کا بیان پہلے  
 اوسکے چلیے شرعی یا سننے سے حاصل کرتے ہیں اور بعد کو اس پر عمل کر کے  
 دوسری رشی یا پیغمبر ہو جاتے ہیں جیسے اُنکا مرشد (دیکھو جلد ۱ صفحات ۱۸۰ تا ۱۸۱)



چمکے اور سخت دشمنی آپس میں پڑ گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ رازدان لوگوں کی تعداد کم ہوتی گئی اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر کسی رازدان کی عوام کے سامنے اصلیت حال بتانے کی جرأت نہیں رہی۔ اسوقت سے عارفوں نے خفیہ تعلیم کو فائدہ مند سمجھا اور اسکے لئے ہر جگہ درس گاہ اور عمارتیں قائم ہو گئیں۔ یہ مختلف ملکوں میں مختلف ناموں سے نامزد ہوئیں مگر مطلب سب کا ایک ہی تھا کہ حیات یعنی فرزند یا خدا کے فرزند کو مردہ حالت سے زندہ کریں۔ اسوقت تک ترہنہ پگوانوں کی صاف صاف علمی تعلیم کے ماننے والوں اور دیوی دیوتاؤں کے شاستروں کے رازدان لوگوں کا تفاوت بھی بہت بڑھ گیا تھا جس کے بڑھانے پر آخر الذکر لوگ جنکو اپنے موکلوں کے سامنے اپنی بات کی پریت رکھتی ضرور تھی مجبور تھے۔ پس یہ باتیں یوں ہی ہوتی رہیں بالآخر شاخ درخت سے اپنے تئیں علیحدہ سمجھنے لگی اور اب اپنے مخرج سے اپنے تعلق کو چلا چلا کر انکار کرنا میں مصروف ہے اور کبھی اسکو ناستک اور کبھی غیر مقررہ اور کبھی خلاف دہرم کہتی جدید کلمے ہماری کہنچی ہوئی مذاہب کی بنیادی بن وہ ہیں کہ جو یا تو بطور ریفارم موجودہ عقائد کے ہیں اور یا ایسے ہیں کہ جنسے قدیم مذاہب کی بہت ہی کم مشابہت پائی جاتی ہے۔ انکی ابتداء الہام سے نہیں ہے اور انکا علم بیشتر حصہ کسی قدیم شاستر کی غلط تعبیر سے جس سے انہوں نے اپنے کو وابستہ کر لیا ہے پیدا ہوا ہے۔ قصہ مختصر انکی وہ حالت ہے کہ جیسے یہ ابھی جلدی میں کتب مقدسہ کی لفظی تعبیر کے زمین دوز اندھیرے راستہ میں ہو کر مناظرہ میں داخل ہو اور اب لسانی کے ساتھ ان مصنوعی دھوکہ کی صورتوں کے بارہ میں جنکو راہ میں دیکھا اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ بلاشبہ کہیں کہیں ہلکا انکی تقریر پر واقعی دانشمندی کی جھلک بھی نظر آتی ہے لیکن یہ اس ہی موقع پر ہے کہ جہاں

[illegible]

زندہ دلوں اور انسان اور جانور امر لوگوں کے کہل کو دسین مصروف ہیں۔  
 بیان پر آپ گیش جی کو ہندو درگاہ کے دروازہ پر صدر نشین پائینگے جہاں  
 آپ اندر کا اب بھی اپنے گرد کچا منگوڑ سے ہم بغل دیکھ سکتے ہیں جسکی وجہ سے  
 اوسکے جسم پر بد نما داغ پھوٹے نکلے ہیں جو برہما جی سے پرار تھنا کر نیکی وجہ سے  
 آنکھوں میں مبدل ہوتے جاتے ہیں۔ یہودیوں کی درگاہ میں آپ باغ عدن  
 مع اوسکے دونوں مشہور و معروف درختوں کے دیکھینگے اور آدم کے ممنوع پھل  
 کھانیکا ڈراما ہوگا ہوا پائینگے۔ سامنے عیسائی بہت کی درگاہ میں یردون مذہبی  
 کے کنارہ جس میں نہانا تک بھی منع تھا آپ یوحنا کو بیتما دیتے ہوئے پائینگے  
 اور ایک مہاتما کو مردوں کو زندہ کرتے ہوئے اور کھوپڑی کی ہڈی کے مقام  
 پر جسمانی باہر آتما کو دیر آگ کی روپک صلیب پر چڑھاتے ہوئے دیکھینگے  
 اور عرب میں آپ کو مسلمان اور یہودی لوگ گائے کی قربانی کا جشن کرتے ہوئے  
 ملینگے۔ مگر ان درگاہوں میں سے بیدی والے مقام پر جائیکا کوئی راستہ نہیں  
 بجز بعض پوشیدہ دروازوں کے جنکو اوسکے کاریگروں نے ایسا چھپایا ہے کہ  
 سوائے سوکشم ورشی (باریک بصارت) والے کے وہ اور کسی کو قطعی نظر  
 نہیں آتے ہیں۔ یہ درگاہوں کی زمین دوز پھول پہلیان کل کی کل مار کا  
 مین ہے اور بیان جو کچھ روشنی ہے وہ صرف وہ ہی رنگین کمزور ملک  
 بیدی کے اندر والے پرکاش کی ہے جو ان عجیب و غریب تصویروں اور  
 روپکوں (personifications) کو روشن کر رہی ہے  
 اور ان میں سے چہن کر آرہی ہے۔ بیدی میں جانے کے لئے ایک کھڑا  
 تھی جو سابق میں ہر مصور کو معلوم تھی لیکن وہ عیسائی سمیت کے بہت سے  
 کہوئی جا چکی تھی گوکہ وہ از سر نو اوسوقت بنائی گئی تھی۔ قریب ۱۳۰۰



دلوں کو پہی سائنس کی تحقیق میں مداخلت کی اجازت نہیں دے سکتے ہیں  
پس اگر کوئی صاحب میرے نتائج سے ریجیدہ خاطر ہوں تو میں صرف ادنیٰ  
امر کا اطمینان دلا سکتا ہوں کہ میری نیت کسی کے دل دکھانے کی نہیں ہے۔  
مزید گفتگو ہمارے مضمون ہی سے جو تلاش حق ہے ممنوع ہے۔ اس خیال میں  
کہ یہ مذہب کے سائنس کا سدّ مانت صرف آج کل کے جینیوں کی ملک نہیں  
بلکہ ایک وقت پر گزشتہ زمانہ میں تمام بنی نوع انسان کو معلوم تھا اصلی شریعت  
بلکہ یہ ناممکن نہیں ہے کہ آج کل کے جینی ادنیٰ لوگوں کی اولاد ہوں جنہوں نے  
معرفت کی مشعل کو حال کے تاریخی زمانہ میں ہی اودھایا ہے اور جو بدست  
ادسکو ابھی تک دنیا کے گردنیں پہنچا سکے ہیں۔ تب تو سلف کے زمانہ میں  
آپ کے بزرگوں کا رموز حقیقت کا محافظ ہونا اتنا ہی قریب قیاس ہے  
جتنا میرے بزرگوں کا یعنی آپ اور اسرار حقیقت اجنبی نہیں کہے جاسکتے ہیں۔  
اور اب میں کچھ الفاظ حیات کے اصلی مقصد کے واقعی عملی حصول کے لحاظ  
کہوں گا۔ بلا شک مذہب سے کچھ فائدہ نہیں ہے اگر اوپر عمل نہ کیا جاوے  
محض بحث مباحثہ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے  
جب اعتقاد ایک مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بغیر موکش دلائل نہیں رہتا۔  
انسان کے دل کے متعلق یہ ایک قانون ہے کہ اعتقاد کبھی نہ کہی اسے کوا  
کی صورت میں ضرور بالظہور ظاہر کرتا ہے۔

اب اگر آپ اپنے چاروں طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیں تو یہ بات سیکے کہ دنیا میں  
وقوت اور بھینس سے پہر پور پہری ہوئی ہے۔ ہر جگہ بربادی موجود ہے اور  
انسانوں کے دل رنج سے زخمی اور تکلیف سے دردمند ہیں۔ یہاں  
دیوی دیوتا کی پہچان نہیں ہوتی نہیں ہیں خود حضرت انسان کا ہی ہاتھ لکھا





کہا تھے انجیل میں یہ نہیں پڑھا ہے:-

”مگر تم جا کر کے اس کے معنی دریافت کرو کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں“ (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰-۱۱-آیت ۱۳)۔  
اسکو پھر متی کے بارہویں باب کی ساتویں آیت میں دہرایا ہے۔  
”لیکن اگر تم اسکے معنی جانے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں“  
کیا آپ اسکو نہیں سمجھ سکتے کہ اگر جان کا لینا کسی خدا یا دیوی دیوتا کے نام سے  
بیرحمی کا فعل مانا گیا ہے اور رحم کا خواستگار ہوتا ہے تو کیا آپ کی زبان یا ذائقہ کے  
نام سے مباح ہوگا جیسا ٹولسٹوائے صاحب فرماتے ہیں:-

”اگر انسان کے نہ پی جذبے سچے ہیں تو اسکا پہلا پرہیز گاری کا  
فعل گوشت کھانے سے پرہیز کرنا ہوگا۔ کیونکہ علاوہ اسکے کہ  
اس قسم کی غذا سے غصہ وغیرہ برے جذبات اور برکتے ہیں  
اسکا استعمال صاف طور سے ایمان داری کے خلاف ہے کیونکہ  
وہ قتل کرنے پر جو ایمان کسی حالت میں روا نہیں رکھتا ہے مبنی ہے  
اور طمع کے باعث ہوتا ہے“

جو آدمی اپنے کو گوشت خوری کے بارے میں دہوکہ دیتا ہے وہ اور سب باتوں  
میں ہی اپنے کو دہوکا چھوڑے گا۔ جان ہر تنفس کو پیاری اور خوشگوار ہے اور جو  
شخص اسکو ایک لمحہ ہیر کے زبان کے ذائقہ کی خاطر غارت کرتا ہے وہ رحم  
اور محبت کے دربار میں جو پر ماتاؤں کے دواصلی صفات ہیں داخل نہیں ہو سکتا  
بے رحمی کے میلان خاطر کے طبیعت میں موجود رہتے ہوئے روح اور مادہ کا  
اختلاط بدترین صورتوں میں ہوتا ہے اور روح کو دوسرے جسم میں نہایت  
بری اور ناگوار حالتوں میں پہنچا لیتا ہے۔ اسوقت جبکہ ہمارے پاس عقل کی

تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ تصویر ہے جسے وہاں کے لوگ سب سے پہلے  
- (۲۲۲) -

الحمد لله الذي جعل في الدنيا ما فيها من الخير والشر  
والنار والنار التي هي النار

چند روزی که در آنجا بودم و از آنجا که می‌دانستم که این کتاب  
در آنجا است و من می‌خواهم آن را بخوانم و به یاد داشته باشم

[illegible]

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہونے والے عجیب و غریب واقعات کی کہانی ہے۔

تو کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل سے اس کو نکال دیا ہے۔  
تو کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل سے اس کو نکال دیا ہے۔

۱۶۳- یہ پیر، ہیستہ جمعہ لہ (۱۶۳)  
- ۱۶۴- کو، منہ پیر، جمعہ سیرا (۱۶۴)

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ سورة النجم في ليلة الجمعة، لم ينل من الله إلا الخير.

- چنانچه در این کتاب آمده است که در این کتاب  
 در این کتاب آمده است که در این کتاب

[illegible]

زندگی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسلئے وہ نہ عیش و عشرت کو ڈھونڈتا ہے نہ دولت کو اور نہ نیکی کے ثمرہ ہی کو بلکہ وہ ہمیشہ اپنے کمون کے ناش کرنے کے لئے اپنی ہی آتما کے خالص دیان میں مصروف رہتا ہے۔ یہہ چمکو کہنا چاہیے کہ نیکی اور بدی دونوں ہی کمون کے بندہن اور آواگون کے قیام کے باعث ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ نیکی کا بندہن خوشگوار (اوپے خاندان میں پیدا ہونا عمدہ تعلقات وغیرہ) ہوتا ہے اور بدی سے ناگوار حالات اور تعلقات ملتے ہیں۔ اسلئے سادہ بھونیکلی و بدی دونوں کو چھوڑ کر خالص آتما کے دیان میں جو آواگون اور کم بندہن کی جبر راکٹ ویش کو بہت جلد اوکھاڑ ڈالتا ہے مصروف ہوتا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اب مجھے اس مضمون کو ختم کرنا چاہیے میں نے جتنا کہا ہے وہ سچی ترقی کے لئے اور اون ٹھوکر کھلانے والی اشیاء سے جو قصہ کہانیوں کے سید ہانتون کے نیم روشن راستہ میں پہیلی پڑی ہیں بچے کے لئے کافی ہے۔ اب نگو پہاڑ اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے اور تلاش کو دیگر مقامات پر اور اون محدود کے باہر جہاں تک میں پہونچ پایا ہوں جاری رکھنا چاہیے۔ مسٹر آئیر کی کتاب دی پرنسپل مسٹری اور فہرست و رٹر جسکا حوالہ ان لکچرون میں کئی بار دیا جا چکا ہے ہندو زوپک انکارون کی تشریح میں کوئی بات باقی نہیں چھوڑتی ہے گو کہ میں اسید کرتا ہوں کہ اسکو کم از کم زیادہ عمدہ ترتیب اور صفائی کے ساتھ مرتب کیا جاوے گا۔ باقی سب مذاہبات تک ایک مہر بند کتاب کی طرح ہیں بجز اسکو کہ ایک امریکن محقق جے۔ ایم۔ پرائس (J. M. Pries) صاحب نے کتاب کا شفا بخیل پر ایک بہت عمدہ اور قابل دید تشریح چھاپی ہے جسکو اور ہوں بہت مانگتا ہوں اور اعتقاد کی سرگرمی کیساتھ لکھا ہوا اونٹنی (Antony)۔



ہو نیو اے تر تہنکر کو علم معرفت میں علمی تعلیم ملنے والی ہے۔ اور وہ اسرار جو اس کو سکھایا جاتا ہے وہ اس کتاب سے تعلق رکھتا ہے جو اندر اور بیچھے کی طرف لکھی ہوئی ہے اور جیسے سات ہرین لگی ہوئی ہیں جس کا صاف طور سے مفہوم اسرار مجسم ہستی ہے کیونکہ وہ بیدارانی کتاب ریشہ کی نلی اور اداس تعلق رکھنے والے ناریوں کے سات چکر دن کی تشبیہ ہے۔ وہ جو ایک تخت نشین درمیان میں ہے وہ حیات کا اور خیالی اقتباس کا طور پر ہر کیونکہ اس کی نہ کوئی پوشاک دکھائی ہے اور نہ اس کی جسمانیت کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسے دربار میں ایسے مجمع میں اور ان حالات میں آپ کو ۲۴ بند رہا اور ۲۴ تختوں پر جنکو سوا کسی اور کو بیٹھنے کیلئے اور کوئی تخت و بان پر نہیں ہیں بیٹھے ہوئے خیالی کرنا ہے۔ اصلی تعبیر تم پہلے دیکھتے ہیں وہ جو درمیان میں تخت پر بیٹھا ہے جس میں سورہ گرج دربار نکل رہی ہیں وہ حیات ہر جو نہ گرج وغیرہ حیات کی خود اختیاری حرکت کی علامات ہیں ۲۴ روحانی بزرگ ۲۴ تر تہنکر ہیں جو ہر کال میں ہوتے ہیں۔ اونکو سفید جامہ اونکو نفس پن کی علامت ہیں جس سورہ محض حیات سے جو خیالی اقتباس کے طور پر مانی جاوے امتیاز کے جاسکیں۔ اس طور پر وہ خالص نور مجسم ہیں۔ اونکو جامو نکی سفیدی اونکا کرملوں اور مادی ناپاکی سے پاک ہونا ظاہر کرتی ہے۔ صاف الفاظ میں وہ اپنا ذات کا جامہ پہنے ہوئے ہیں اور اس سے نیکی تاج جنہیں اس مجمع میں اور کوئی نہیں پہنے اونکو اعلیٰ ترین مرتبہ کی نشانی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس امر پر مجھے متفق ہیں اس مجمع میں ہفتون یا پندرہ وار اونکو ایسے کہیں گنجائش نہیں ہے۔ جیسا پہلے کہا مسٹر برائیں جین بہت سے بالکل ناواقف تھے جو کسی حالت میں انکا تصور موجودہ مصنف بھی جو پیدائشی جین ہیں ۱۹۱۳ء تک جین مت کے اصولوں سے ناواقف تھا۔ اسکی وجہ یہ ہو کہ جین مت کی کتابیں انگریزی اور ہندی میں اب حال لگی ہیں ایسے جو اشخاص انہیں دونوں زبانوں سے واقف تھے اونکو جین مت کی کتابوں کا



خیالات بالکل غلط تھے قبل اپنے اس خیال کو کہ انسان حیوانوں میں سوا و حیوان بیان  
 چیزوں میں سے اکہستہ اکہستہ ترقی کر کے بنے ہیں اور اسی قسم کی اور غلط فہمیوں کو چھوڑ کر  
 میری پاس اتنا وقت نہیں ہو کہ میں اس مضمون پر زیادہ تقریر کر سکوں اور نہ مجھ پر اس سے  
 زیادہ واقفیت ہی ہو لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ انسانوں اور جانداروں کی ابتدا اور  
 متعلق ہماری مذکورہ بالا رائے کسی عام یا خاص لہام پر مبنی نہیں ہو کہ جو تو ہمیں نہ ہو سکتا  
 وہ ایک جلدی سے قائم کی ہوئی کام چلاؤ رائے ہے جو اس قسم کی اور رایوں کی مثل  
 آئینہ نقیشت کے جاری رکھنے کیلئے قیاس کر لی گئی ہو۔ یہ حد ہی جسکے آگے کہی کوئی کچھ  
 سائنس دان نہیں بڑھ سکتا۔ لیکن معمولی عقل والے بیرونی اصحاب کا ایک گروہ ہے  
 جو ایسی جلدی سے قائم کئے گئے قیاسات کی باطل نہ ہونیوالی صحت کا چلا چلا کر دعویٰ  
 کیا کرتے ہیں۔ زمانہ سلف کے لوگوں کی خفیہ دانش موجودہ محققین کی رائے کو جو آج ہی  
 روح کر خفیہ سائنس سے مطلقاً ناواقف ہیں چٹلائیکو کافی ہے۔ نتیجہ یہ ہو کہ جو کوئی کچھ  
 اس امر کا دعویٰ کر لیا کہ وہ گزشتہ زمانہ کو انسانی عقل کا بچہ پن ثابت کرے تو اس کو سب  
 پہلے اس سچی دانش کے بڑے ذخیرہ کا جسکو اُس نے اپنے بہت قدیم بزرگوں سے  
 کہا نیونکی شکل میں ورثہ میں پایا ہے اور جسکا مطلب وہ اب تک نہیں سمجھا ہے حساب و  
 کہ وہ کہاں سے آیا۔ اصلیت یہ ہے کہ علم کسی خاص وقت سے اور خاص حال کو زمانہ سے  
 مخصوص نہیں ہے۔ سلف کو لوگ اپنے سادہ پن اور اعلیٰ خیالات کو جو سے ہماری نسبت اس کے  
 زیادہ مستحق تھے گو کہ قدرتی طور سے خالص اصلی علم ابھی اس وقت میں ہی جذباتیت  
 ہی سرگرم ادراک پر محدود رہا ہوگا۔ جو اشخاص اس معرفت کو روشن دائرہ کر باہر  
 اونچین پہ لازم ہے کہ سب اقسام کی رائے والے لوگ ہوں یعنی وحشیوں کے در  
 لیکر اوپر درجوں تک کے۔ اور یہ لوگ اپنی ذہانت طبع اور میلان خاطر کے بموجب  
 نقل اور ایجاد دونوں قسم کے افعال کرتے رہے ہوں گے۔ پہلے زمانہ کی بہت سی روایتیں

بناں میں تشریف لایا۔ (جس سے پہلے اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا تھا) اور اس کے بعد اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

(۱۹) - اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔

اس کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔



گہر بنانے کی کوشش کریں جو آپ کا اصلی کام ہو۔ اور اس قابل اسکے کہ ہم ایک دوسرے کو  
دعا دے ہوں ہم کو حیات سے اسکی محبت و رحم و دیر آگاہی کی تحائی برکتوں کیلئے  
ملکر دعا مانگنی چاہیے اور ہر جاندار کو خواہ وہ آج بہتی کے درجہ میں کتنا ہی  
حقیر کیوں نہ ہو اسمن خوشی کا مژدہ سنا نا چاہیے۔ ذیل کی نظم جو بالجو گل سحر  
مختار مصنف جین بٹشی کی طبع روان کا نتیجہ ہے اس موقع کے لئے نہایت موزوں  
ہے اور انکی اجازت سے یہاں پر درج کیجاتی ہے۔

اوم

(۱)

جس نے راگ ڈویش کا مادک جیتے۔ سب جگ جان لپا  
سب جیوؤن کو موکش مارگ کا سپرہ ہو او پد لیش دیا  
پڑھ۔ دیر جن۔ ہری۔ ہر۔ برہما یا اوس کو سوادہ ہین کہو  
بھگتی ہاؤ سے پریرت ہو یہ جیت اوسی مین لین عہ ہو

(۲)

دشیون کی آشا ہین جن کے سامیہ ہاؤ دہن رکھتے ہین  
سج پڑ کے بہت سادہن مین جو نشدن تہ پر رہتے ہین  
سوار تھ تیاگ کی کٹھن پسیا پنا کھید جو کرتے ہین  
ایسے گیانی سادہو جگت کے ڈو کہہ سموہ کو ہرتے ہین

نوٹ: ۱۔ محبت نفرت شہوت غصہ تکبر و غیرہ ۲۔ ذریعہ حصول نجات ابدی ۳۔ باکمی  
غرض یا خواہش کے۔ ۴۔ مادہ پر بلکوان ۵۔ اپنے آدہن آزاد خود مختار ۶۔ متحرک ۷۔  
محو ۸۔ خواہش ۹۔ سمٹا ہاؤ ۱۰۔ اپنے اور دوسروں کے ۱۱۔ رات دن  
۱۲۔ کربہ مستول ۱۳۔ ترک خود غرضی ۱۴۔ ختمی سے بلا تکلیف مانے ۱۵۔



ہو دُن نہیں کر گئیں کہیں میں دروہ نہ میرے اُر آوے  
نہ گریہ کا بھار ہے نہ دُشمنی نہ دشمن پر جاوے  
(۷)

کوئی بُرا کہو یا اچھا کشتی آوے  
لاکھوں برسوں تک جیو دُن یا میریو آج ہے آجاوے  
اتھو کوئی کیسا ہی جھٹھے یا لالچ دینے آوے  
تو بھی نیائے مارگ سے میرا کہی نہ پد ڈگنے پاوے  
(۸)

تھو کہ شکہ میں مگن نہ چھوئے دو کہہ میں کہی نہ گہرا وے  
پریت نہ سی شمشان بھیا تک اٹھی سے نہیں بجھے کھاوے  
رہے اڈول اکٹ نہ تیرہیہ من درڑھ تر بن جاوے  
اشٹ دیوگ اشٹ یوگ میں سہن شیلنا دکھاوے  
(۹)

سکھی رہیں سب جو جگت کے کوئی کہی نہ گہرا وے  
بیرپا پائی بھان چھوڑ جگ نیت نئے منگل گا وے  
گر گھر چر جا رہے دہرم کی دُشکرت دُشکر ہو جاوے  
گیان چرت اُدنت کرا پنا منج جیم بھل سب پاوے  
(۱۰)

۱۔ احسان فراموش ۲۔ دغا اور نقصان ۳۔ رسانی و فرو کے درپے ہو نیکا بہاؤ ۴۔ دل میں لے کر تو کہ حال کر  
۵۔ نظر لے موت ۶۔ چاہے خواہ ۷۔ ڈر خون ۸۔ مرگٹ ۹۔ جنگل یا باغ ۱۰۔ ہمیشہ ۱۱۔ بہت زیادہ  
اور متقل ۱۲۔ ہی بادی میر کہ پیر زادہ جی کا شوک میں ۱۳۔ عادت برداشت ۱۴۔ پانچ ۱۵۔ لڑائی ۱۶۔ لڑائی ۱۷۔ لڑائی  
۱۸۔ چار تر کو تر ۱۹۔ دیر ۲۰۔ پانچ ۲۱۔ ۱۲۔



## عظمتی نامہ

| صفحہ | عظمت | ادب پرانیچے | سطر | صفحہ | عظمت                            | ادب پرانیچے | سطر | صفحہ |
|------|------|-------------|-----|------|---------------------------------|-------------|-----|------|
| ۹    | ۱۱   | ۱۱          | ۲   | ۱۸۴  | اپنے تین خود                    | ۱۱          | ۲   | ۱۸۴  |
| ۱۱   | ۱۱   | ۱۱          | ۸   | ۲۵۰  | مشکوک لوگ                       | ۱۱          | ۸   | ۲۵۰  |
| ۹    | ۹    | ۹           | ۹   | ۲۴۵  | جملہ جملہ                       | ۹           | ۹   | ۲۴۵  |
| ۱۳   | ۱۳   | ۱۳          | ۳   | ۲۶۶  | جس جس                           | ۱۳          | ۳   | ۲۶۶  |
| ۱۳   | ۱۳   | ۱۳          | ۳   | ۲۶۶  | خفیہ تعلیم دینا خفیہ تعلیم دینا | ۱۳          | ۳   | ۲۶۶  |
| ۱۳   | ۱۳   | ۱۳          | ۳   | ۲۶۰  | تو آدر لوگوں تو آدر لوگوں       | ۱۳          | ۳   | ۲۶۰  |
| ۲۰   | ۲۰   | ۲۰          | ۱۳  | ۲۶۱  | تمس تمس                         | ۲۰          | ۱۳  | ۲۶۱  |
| ۲۰   | ۲۰   | ۲۰          | ۱۳  | ۲۶۱  | ہونا ہونا                       | ۲۰          | ۱۳  | ۲۶۱  |
| ۲۱   | ۲۱   | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  | سماد ہی لوگ سماد ہی لوگ         | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  |
| ۲۱   | ۲۱   | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  | انگوں انگوں                     | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  |
| ۲۱   | ۲۱   | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  | ساکشات ساکشات                   | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  |
| ۲۱   | ۲۱   | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  | خوشی حال خوشی حال               | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  |
| ۲۱   | ۲۱   | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  | ہوئی برادر ہوئی برادر           | ۲۱          | ۱   | ۱۸۴  |
| ۲۳   | ۲۳   | ۲۳          | ۴   | ۳۲۰  | زندہ ہونا زندہ ہونا             | ۲۳          | ۴   | ۳۲۰  |
| ۳۲   | ۳۲   | ۳۲          | ۱۰  | ۳۳۰  | اختیار اختیار                   | ۳۲          | ۱۰  | ۳۳۰  |
| ۵۴   | ۵۴   | ۵۴          | ۹   | ۳۳۴  | نے نے                           | ۵۴          | ۹   | ۳۳۴  |
| ۶۰   | ۶۰   | ۶۰          | ۵   | ۳۵۶  | چین لینے چا چین لینے چا         | ۶۰          | ۵   | ۳۵۶  |
| ۱۰۳  | ۱۰۳  | ۱۰۳         | ۲۹  | ۳۴۹  | بیڑی پیر بیڑی پیر               | ۱۰۳         | ۲۹  | ۳۴۹  |
| ۱۱۴  | ۱۱۴  | ۱۱۴         | ۵   | ۳۸۱  | اکھڑ اکھڑ                       | ۱۱۴         | ۵   | ۳۸۱  |
| ۱۱۹  | ۱۱۹  | ۱۱۹         | ۶   | ۳۸۲  | کار کار                         | ۱۱۹         | ۶   | ۳۸۲  |
| ۱۲۳  | ۱۲۳  | ۱۲۳         | ۴   | ۳۸۳  | شریک شریک                       | ۱۲۳         | ۴   | ۳۸۳  |
| ۱۳۲  | ۱۳۲  | ۱۳۲         | ۱۰  |      | یشیک یشیک                       | ۱۳۲         | ۱۰  |      |

انے علاوہ چند عظمتی نامہ اور ہی میں جو درجہ لکھا  
آسانی سے درست کر لینگا۔ وہ بیان نہیں کیا میں ہیں۔

